جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام، مقام، کردار
اور کہانی سے تعلق رکھنے والے
اداروں کے نام فرضی ہیں۔

"ایڈلاوا" سیریز کا مکمل سیٹ

۱. آپریشن ڈبل کراس
۲. خیر اندیش
۳. پوائنٹ نمبر بارہ
۴. ایڈلاوا۔

پبلشر.......... سلطان محمد

پرنٹر... حمایت اسلام پریس لاہور

BOOK LAND

پیش رس

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے "آپریشن ڈبل کراس" کی پیشانی پر "بے چارہ ڈائمنڈ جوبلی نمبر" لکھوایا تھا۔ شاید اللہ پاک کو میری یہ کسر نفسی پسند آئی اور اس نے اپنی رحمت کاملہ سے نہ صرف تین عام نمبر لکھوا دیئے بلکہ ایک خاص نمبر بھی عطا فرمایا۔ بس ثابت یہ ہوا کہ خاکساری ہی کامیابی کی دلیل ہے۔ لہٰذا اے دوستو! ترم خانی چھوڑ دو، خاکساری اختیار کرو اللہ بیڑا پار کرے گا۔ آخر میں ایڈلاوا کی ڈائری سے آپ متفق ہوں یا نہ ہوں حقیقت یہی ہے۔ اس کے بغیر "ہم کالوں" کا نام نہیں چلے گا۔ ایڈلاوا ہمیں دعوت فکر دیتا ہے۔

اب آیئے اپنے خطوط کے جوابات کی طرف! ایک صاحب رقم طراز ہیں بلکہ "قلم تراش" ہیں کہ اب آپ کی کتابوں میں رکھا ہی کیا ہے؟ لڑکیوں کے علاوہ، عمران صاحب اٹھے۔ کوئی لڑکی مل گئی اور کہانی خود بخود بنتی چلی گئی ختم کیجئے لڑکیوں کا یہ چکر... اے بھائی میں تو بہت چاہتا ہوں لیکن جب کسی کتاب میں میرے پڑھنے والا کو کوئی لڑکی نہیں ملتی جو ہیرو پہ ہزار جان سے عاشق ہو گئی ہو تو وہ مجھے لکھ بھیجتے ہیں کہ بس اب لکھنا چھوڑ کر کوئی اور دھندہ کیجئے۔ آپ کے قلم کو زنگ لگ چکا ہے یہ بات اپنی جگہ پر لیکن لٹریچر میں لڑکی سے ضرور ملاقات ہو گی۔ اگر آپ کو لڑکیاں پسند نہیں تو حکیم نے نسخے میں لٹریچر ہی کیوں لکھ دیا ہے۔ الجبرا، جیومیٹری اور ارتھمیٹک سے دل

بلا لیا کیجئے۔ لڑکیاں تو عمران پر مرتی ہی رہیں گی۔

ایک اور صاحب نے لکھا ہے کہ عمران کو اٹلی کیوں دوڑا دئے گئے؟ اپنے یہاں کیا مسائل کم تھے۔ جناب عالی! شائد آپ کو علم نہیں کہ یہاں عمران کے لئے "چرس" کے علاوہ اور کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا تھا۔ اس لئے وہ اٹلی چلا گیا ہے۔ اڈیلاڈا کی کہانی ختم ضرور ہو گئی ہے لیکن وہ ابھی اٹلی ہی میں مقیم رہے گا۔ کم از کم دو ماہ۔ اور میں اس کے گرد نئی نئی کہانیوں کے جال بنتا رہوں گا۔

ابن صفی

دوپہر سے شام ہوئی اور پھر رات بھی آپڑی لیکن پائیلٹ کا کہیں پتہ نہ تھا۔ الفروزے سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ بھی کسی حادثے کا شکار نہ ہو گیا ہو۔ ویسے اس کے اس راز میں پائیلٹ کے علاوہ اور کوئی شریک نہ تھا۔ پھر اسے کیا کرنا چاہیے۔

دفعتہً ایک ماتحت نے کچھ لوگوں کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

"کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟" الفروزے نے چونک کر پوچھا۔

"پانچ آدمی ہیں۔ شاید وہ آپ کو رپورٹ دینا چاہتے ہیں جس کے لئے انہیں کہیں سے ہدایت ملی ہے۔"

"ان سے جا کر معلوم کرو کہ رپورٹ بھی ایک ہی ہے یا ہر آدمی اپنی رپورٹ الگ الگ دے گا۔"

ماتحت چلا گیا۔ الفروزے کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

ماتحت نے واپس آکر اطلاع دی کہ رپورٹ ایک ہی ہے۔

"اچھا تو ان میں سے کسی ایک کو اندر لاؤ لیکن جامہ تلاشی کے بعد" الفروزے بولا

ہدایت کے مطابق ایک آدمی اندر لایا گیا تھا۔ الفروزے نے اسے گھور کر دیکھا۔ حافظے پر زور دیا کہ آیا وہ پہلے بھی اسے دیکھ چکا ہے یا نہیں لیکن شناسائی کی ہلکی سی جھلک بھی نہ مل سکی۔

"ہاں..... کیا رپورٹ ہے؟" بالآخر اس نے سوال کیا۔

"ایک شخص نے ہم سے قیدیوں کا چارج لیا جس نے بڑے عہدے دار کی وردی پہن رکھی تھی۔ اس کی ہدایت پر ہم آپ کو رپورٹ دینے آئے ہیں۔"

"کیا رپورٹ ہے؟"

"بس یہی کہ قیدیوں کا چارج اس نے ہم سے تحریر میں لے لیا تھا۔

الفروزے کی آنکھوں میں پل بھر کے لئے الجھن کے آثار نظر آئے پھر اس نے سنبھل کر پوچھا "وہ کون تھا؟"

"ہم یہ نہیں بتا سکیں گے کیونکہ ہمیں بھی نہیں بتایا گیا۔"

"تم گھاس تو نہیں کھا گئے" الفروزے پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"ہم ...... میں ..... نن .... نہیں سمجھا جناب!"

"مجھے کہیں سے ہدایت نہیں ملی کہ میں کسی سے رپورٹ لوں۔"

"ہمیں اس سے کیا سروکار جناب؟ ..... ہمیں جو ہدایت"......

"خاموش رہو" الفروزے غرایا "پوری بات بتاؤ"

"ہمیں ہدایت ملی تھی کہ ہم پولیس کی وردی میں لکو جا کر ایک آدمی پلونیو کے مہمانوں کو گرفتار کر کے پوائنٹ ایکس پر پہنچا دوں۔"

"بولتے رہو سانس توڑنے کی ضرورت نہیں" الفروزے غرایا۔

لیکن پلونیو اپنے مہمانوں کو پچھلے ہی دن دوسری جگہ پہنچا چکا تھا اور اس نے یہ بھی بتایا کہ ایک مہمان ان سے پہلے ہی کہیں چلا گیا تھا۔ بہر حال ہم اس بستی میں پہنچے۔ پلونیو نے انہیں شناخت کر لیا تھا اور ہم انہیں لے کر چل پڑے تھے۔ راستے میں ایک ہیلی کاپٹر سے ہمیں مخصوص اشارہ کراس اور دائرہ ملا تھا ہم نے گاڑی روک دی۔ ہیلی کاپٹر سے ایک آدمی اعلیٰ عہدے دار کی وردی میں اتر کر ہمارے پاس آیا تھا اور ہیلی کاپٹر کو واپس جانے کا اشارہ کرتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔ پھر وہ ہمیں قیدیوں سمیت پلونیو کے گھر لے

گیا اور آپ کا پتا کر جو بھی کیا اور کہا تھا یہ اس کی رپورٹ ہے۔"

"کیا تم اسے پہچانتے ہو؟"

"نہیں جناب۔"

"اس کی ہدایت کہاں سے ملی تھی کہ انہیں گرفتار کر کے پوائنٹ ایکس پر پہنچا دو؟"

"ہیڈ کوارٹر سے جناب"

"پھر تم نے اس آدمی کے حوالے کیوں کر دیا؟"

"اگر ہمیں کراس اور دائرے والا اشارہ نہ ملتا تو ہم کبھی نہ کرتے جناب!"

"ہوں۔ پوائنٹ ایکس کہاں ہے؟"

وہ آدمی چونک کر اسے گھورتا ہوا بولا۔ اب تو آپ مجھے اپنے بارے میں شبے میں مبتلا کر رہے ہیں۔"

"کیوں؟" الفروزے غرایا۔

کوئی بھی آدمی اپنے پوائنٹ کا پتہ کسی اجنبی کو نہیں بتا سکتا۔ آپ میرے لئے اجنبی ہیں۔"

"بھاگ جاؤ" الفروزے ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔ "میں کچھ نہیں جانتا۔ رپورٹیں لینا میری ذمہ داری نہیں ہے۔"

"آپ کی مرضی!" اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

الفروزے کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آئے تھے اور اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا تھا

"ٹھہر جاؤ"

وہ رک کر مڑا اور الفروزے بولا "تم پانچوں اس وقت تک یہیں ٹھہرو گے جب تک میں ہیڈ کوارٹر سے معلومات نہ حاصل کر لوں۔"

پھر اس نے ماتحت کو آواز دی تھی جو کوریڈور میں شائد دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"ان پانچوں کو مہمان خانے میں لے جاؤ" الفروزے بولا۔

ماتحت انہیں ساتھ لے کر باہر چلا گیا اور الفروزے کو پھر اپنی الجھن یاد آگئی۔ پائیلٹ ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ اس نے جیبی ٹرانسمیٹر پر ہیڈکوارٹر سے رابطہ قائم کیا اور ماہی گیر کے حوالے سے "باس" کو کال کرنے لگا۔

"باس۔" تھوڑی دیر بعد ریسیور سے آواز آئی

"کیا آپ نے پوائنٹ الیکس سے پانچ آدمیوں کو کسی مہم پر روانہ کیا تھا؟"

"ہاں۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیا بات ہے؟"

"وہ پانچوں مجھے رپورٹ دیتے ہیں"

"تمہیں کیوں؟ انہیں ایسی کوئی ہدایت نہیں دی گئی تھی"

"راستے میں کسی ادہ نے ان سے چارج لے کر انہیں میرے پاس بھیج دیا۔"

"اب وہ کہاں ہیں؟"

"میں نے انہیں روک رکھا ہے۔"

"روکے رکھو! ان میں سے کوئی پل بھر کے لئے بھی باہر نہ جانے پائے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔"

"بہت بہتر جناب!" الفروزے نے طویل سانس لی اور ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا۔ اس کے ذہن نے پھر وہی سوال دہرانا شروع کر دیا کہ آخر پائیلٹ ابھی تک واپس کیوں نہیں آیا۔ اسی الجھن میں مزید چالیس منٹ گذر گئے اب تو وہ اس جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ ایڈلادا کا منتظر تھا اور اس معاملے میں کسی دوسرے کو اعتماد میں لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ٹھیک پینتالیسویں منٹ پر ایڈلادا ڈی

ارشازبگن کے پولیس آفیسر کی وردی میں ملبوس وہاں پہنچ گیا۔

"کیا قصہ ہے؟" اس نے آتے ہی سوال کیا۔

الفروزے نے پانچوں آدمیوں کی رپورٹ دہرائی۔ ایڈلادا پرسکون لہجے میں بولا "تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ لوگ ہمارے مخصوص اشاروں تک سے واقف ہیں۔ اچھا ہی ہوا تھا کہ میں نے حالات کا علم ہوتے ہی پوائنٹ نمبر بارہ کو ویران کر دیا تھا۔"

"اسی لئے جواب نہیں مل رہا تھا۔ میں نے کئی بار مزید ہدایات کے لئے آپ سے براہ راست رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اسی لئے اس وقت ہیڈکوارٹر کے توسط سے رابطہ قائم کرنا پڑا۔"

"جانتے ہو بلونیر کون ہے؟" ایڈلادا نے سوال کیا۔

"نہیں جناب"

"تمہارے ریڈیو آپریٹر ڈالینی کا باپ۔۔۔۔۔"

"اوہ تو وہ غدار خود ڈالینی تھا۔"

"نہیں! انہوں نے اسے اسٹیمر سے اتار دیا تھا اور اسٹیمر کی تباہی کے وقت اس پر کوئی بھی نہیں تھا۔ انہوں نے ڈالینی کو اس کے گھر پہنچا کر پیچھے رہنے کی ہدایت کی لیکن اس نے کسی طرح ان کا ٹرانسمیٹر چرا لیا اور گھر سے فرار ہو کر مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ کیا اسے علم تھا کہ میں پوائنٹ نمبر بارہ میں مقیم ہوں؟"

"ہو سکتا ہے لیکن پوائنٹ نمبر بارہ کے محل وقوع سے میرے اوہ۔۔۔۔۔ اوہ اوہ" وہ یک بیک خاموش ہو گیا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے۔" ایڈلادا خلاف عادت چونک پڑا تھا۔

"آپ کو علم ہے کہ پوائنٹ نمبر بارہ کے محل وقوع سے میرا اپنا پائیلٹ بھی واقف ہے۔"

"مجھے علم ہے۔"

"وہ آج دس بجے مجھ سے صرف آدھے گھنٹے کی چھٹی لے کر گیا تھا لیکن ابھی تک واپس نہیں آیا" الفرزدے نے کہا۔ شاید اپنے پورے کیریئر میں پہلی بار ایڈلاوا سے جھوٹ بولا تھا۔

"معاملہ صاف ہوگیا۔" ایڈلاوا نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"ہم...... میں سمجھا نہیں۔" الفرزدے نے کہا۔ حالانکہ اب پوری بات اس کی سمجھ میں بھی آگئی تھی۔

"وہ تمہارا پائلیٹ ہی تھا جس نے کراس اور دائرے والا اشارہ کیا ہوگا۔"

"اب تو مجھے بھی یہی سوچنا پڑے گا۔

"ان پانچوں کا صفایا کر دو۔ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ احکامات اس طرح نہیں بدلے جاتے۔

"دراصل وہ اشارہ......"

کچھ بھی نہیں — جس لانچ کے ذریعے یہ آئے ہیں اس میں ٹائم بم رکھو اور ان سے کہو کہ پوائنٹ ایکس واپس جائیں وقت ایسا ہو کہ لانچ ٹرمینیزرو سے کم از کم تین میل دور جا چکی ہو۔

"بہت بہتر جناب"

"اب تم ہیڈ کوارٹر کے توسط سے ہی مجھ سے رابطہ قائم کر سکو گے۔" ایڈلاوا اختصاراً بولا۔

"وڈالین کا کیا ہوا جناب؟" الفرزدے نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"وہ پہلے ہی وہاں پہنچ گیا جہاں یہ پانچوں پہنچنے والے ہیں۔" ایڈلاوا نے مڑے بغیر کہا — اس کے چلے جانے کے بعد الفرزدے پھر پائلیٹ کے بارے میں سوچنے لگا

لیکن اب فکر کا دھارا کسی اور سمت بہہ رہا تھا۔

◆

"میں تو اردو بھولا جا رہا ہوں۔ اس عورت کی وجہ سے۔" جیمسن بھنا کر بولا۔

"یہ تو دیکھو کہ تمہاری اطالوی کتنی رواں ہوگئی ہے۔" عمران نے اسے آنکھ مار کر کہا اور یہ حقیقت بھی تھی کہ میریانا کی موجودگی میں وہ اردو بولنے کو ترستے تھے وہ گلوبی کے ایک چھوٹے سے بورڈنگ ہاؤز میں مقیم تھے جہاں انہیں کھانے کا انتظام باہر سے کرنا پڑتا تھا اس کی مالک ایک مالدار بیوہ تھی۔ صفائی ستھرائی کے خبط میں اس حد تک مبتلا تھی کہ خود بھی باورچی خانے کا روگ پالے بغیر زندگی گذار رہی تھی اس کا خیال تھا کہ جب بازار میں کھانے کی دکانیں موجود ہیں تو پھر گھر کو گندہ کرنے کا کیا جواز ہے؟

اس بار میریانا بہت بور ہو رہی تھی کیونکہ نیا میک اپ اسے پسند نہیں آیا تھا عمران نے اسے سیاہ و سفید نسلوں کا مکسچر بنا دیا تھا اور خود گلفام بنا پھر رہا تھا۔

میریانا اپنی زبان کے علاوہ فرانسیسی میں گفتگو کرتی تو ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی معمر استانی بچوں کو پڑھا رہی ہو۔

وہ دن انہوں نے سکون سے گذارے پھر اچانک ٹکو میں مقیم غیر ملکیوں کے کاغذات کی جانچ پڑتال کی مہم شروع ہوگئی۔ کئی باوردی ٹولیاں مصروف کار تھیں اس کی سن گن ملتے ہی عمران نے کان کھڑے کئے اور بورڈنگ کی [illegible] الجھ پڑا۔

"اپنی پوری زندگی میں پہلی بار میں نے ایسی کوئی بات [illegible] نے کہا"

"میں نہیں سمجھا۔" عمران بولا۔

"ٹلی ایسا ملک نہیں ہے جو بقیہ دنیا کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہو۔ ہم آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔"

"پھر یہ کیوں ہو رہا ہے؟"

"ارے تم پریشان کیوں ہو گئے" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی "کیا تمہارے کاغذات جعلی ہیں۔"

"یہ بات نہیں ہے۔ پولیس والوں کی شکل دیکھ کر میرا نروس بریک ڈاؤن ہونے لگتا ہے۔"

"ہر شریف آدمی کا ہونا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ جھیل میں جو یہ دھماکے ہو رہے ہیں۔ شاید اسی وجہ سے غیر ملکیوں کے کاغذات دیکھے جا رہے ہیں۔ تم نے سُنا تیسری واردات ہوئی ہے۔"

"کیسی واردات؟"

"پرسوں رات پھر ایک لانچ دھماکے سے تباہ ہو گئی۔"

"کہاں؟ میں نے کوئی دھماکہ نہیں سنا۔"

"ٹوربنبرو کے قریب کسی جگہ کی بات ہے لانچ پر پانچ آدمی تھے پانچوں غرق ہو گئے۔"

عمران نے طویل سانس لی۔ پچھلے دو دن سے یہ تینوں بورڈنگ ہاؤز ہی تک محدود رہے تھے۔ اس حد تک کہ بورڈنگ ہاؤز کی مالکہ ہی کے توسط سے اپنے لئے کھانا اور ناشتہ منگواتے رہے تھے خود باہر نہیں گئے تھے آج اتفاق سے خود عمران ناشتے کا سامان خریدنے نکلا تھا تو اسے معلوم ہوا تھا کہ سیاحوں کے کاغذات کی چیکنگ ہو رہی ہے۔ بہرحال مسئلہ پریشان کن تھا۔ آخر کاغذات کے کتنے سیٹ فراہم کئے جا سکتے تھے۔ پے در پے اتنی بار انہیں اپنے حلیئے تبدیل کرنے پڑے تھے کہ کاغذات سے مناسبت رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو

سکتا تھا۔ پھر اب کیا کیا جائے؟ وہ سوچتا ہوا اپنے کمرے میں داخل ہوا وہ دونوں دیر سے ناشتے کے منتظر تھے اور عمران ناشتے کی باسکٹ ہاتھ میں لٹکائے بورڈنگ کی مالکہ سے گفتگو کرتا رہا تھا۔

"تم وقت نہیت ضائع کرتے ہو، سیدھے یہیں کیوں نہیں آئے تھے بڑھیا سے اتنی دیر کیوں گفتگو کرتے رہے تھے؟" میریانا جھنجھلا کر بولی

"ابے یہ تو جورو بنی جا رہی ہے۔" عمران نے اردو میں کہا اور جیمسن اس طرح ہنس پڑا کہ میریانا بھڑک ہی گئی۔

"کیا تم نے مجھے اپنی بربری میں گالی دی تھی۔"

"میں نے کہا تھا کہ ہم مصیبت میں پڑ گئے ہیں اب میں اس سے پوچھتا ہوں کہ آخر یہ ہنس پڑنے کا کونسا موقع تھا۔"

"ہنسی اس لئے آئی تھی کہ آپ نے خود ہی تو یہ مصیبت اپنے سر لی ہے" جیمسن بولا۔

"ہاں میں تم لوگوں کے لئے مصیبت ہی بن گئی ہوں۔" دفعتاً وہ کراہی تھی

"میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ غیر ملکیوں کے کاغذات کی چیکنگ شروع کی گئی ہے۔ متعدد ٹولیاں ہوٹلوں اور دوسری اقامت گاہوں میں گھستی پھر رہی ہیں ادھر مجھ سے بھی یہ عقلمندی سرزد ہو گئی کہ آتے ہی بڑی بی سے پوچھ بیٹھا کہ یہ محض معمولی کارروائی ہے یا خاص مواقع پر ایسا ہوتا ہے۔ اس نے اس پر بڑی حیرت ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔"

"یہ تو نہیت برا ہوا۔" میریانا پرتشویش لہجے میں بولی۔

"پرواہ مت کرو" عمران سر ہلا کر بولا

"اگر وہ ادھر آ گئے تو شکلوں کے مطابق کاغذات کہاں سے پیدا کریں گے؟" میریانا جھنجھلا کر بولی۔

"اس سے پہلے ہی ہمارا بریڈ ڈھمپ کچھ کر گزرے گا۔"

"کیا کر گزرے گا!؟"

"تم دونوں کمرے سے نکل جاؤ"

"کیا مطلب؟"

"کمرہ بند کر کے کروں گا۔"

"دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور باہر جانے لگے۔

عمران نے جیمسن سے اردو میں کہا" تم دونوں بڑی بی کے پاس جا کر بیٹھو! میں اپنے چہرے پر تھوڑی سی تبدیلی کر کے وہی وردی پہنتا ہوں اسی طرح یہاں سے نکل سکیں گے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں اس اطالوی مرغی کو بھی سمجھا دینا۔"

وہ دونوں باہر آئے اور عمران نے دروازہ بند کر لیا تھا۔

قبل اس کے میریانا پوچھتی کہ بربری کی زبان میں اب کیا گل کھلا ہے جیمسن خود ہی شروع ہو گیا۔ میریانا کی آنکھوں میں کسی قدر بشاشت نظر آئی تھی۔

"اتنی پھرتی سے اسے سوجھتی ہے کہ میں متحیرہ رہ جاتی ہوں" اس نے کہا اور پھر وہ بورڈنگ کی مالکہ کے سر پر سوار ہو گئے۔

"تم لوگوں نے اپنے کاغذات درست رکھے ہیں نا؟" اس نے بڑی شفقت سے پوچھا۔ "نہ جانے کیوں چیکنگ ہو رہی ہے؟"

"ہاں میرے ساتھی نے بتایا تھا" جیمسن لاپرواہی سے بولا۔

"پتا نہیں دنیا کیسی ہوتی جا رہی ہے۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ یہ سب کچھ ان دھماکوں کی وجہ سے ہو رہا ہے جو کومو جھیل میں ہو رہے ہیں۔

"ہو سکتا ہے۔"

"پتا نہیں یہ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔"

"تخریب کار۔ شاید تمہارا ملک کسی انقلاب سے گذرنے والا ہے۔"

"خدا کے لئے ایسا نہ کہو۔ میں نے بہت انقلاب دیکھے ہیں۔ انقلاب کا نام لینے والے یا انقلاب پر شاعری کرنے والے تصور نہیں کر سکتے کہ انقلاب کتنا خون پیتا ہے اور فضاؤں میں کتنا دھواں بکھیرتا ہے۔"

وہ پندرہ بیس منٹ تک مختلف ممالک کے انقلابات کے متعلق گفتگو کرتے رہے تھے۔ پھر بڑھیا وزنی جوتوں کی دھمک سن کر چونک پڑی تھی۔

"شاید وہ آ گئے" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا

"آ گئے ہوں گے" میریانا نے لاپرواہی سے کہا وہ یہاں فرانسیسی لہجے میں ادھ کچری اطالوی بولتی رہی تھی۔

اتنے میں وزنی جوتوں کی آہٹ دروازے کے قریب ہی آ رکی۔ عمران ریڈ سیڈ میک اپ ناک پر جمائے پولیس افسر کی وردی میں سامنے کھڑا تھا۔

"یہاں کتنے غیر ملکی موجود ہیں سی نورا؟" اس نے گونجیلی آواز اور شائستہ لہجے میں پوچھا۔

"اس وقت تو بھی تین ہیں سی نورا"

"تیسرا کون ہے؟"

"ہمارا ساتھی...... اپنے کمرے میں ہے" میریانا بولی۔

"اپنے کاغذات دکھاؤ۔"

بہت اچھا...... میں لاتی ہوں" میریانا نے کہا اور کمرے سے نکل گئی بوڑھی عورت نے آفیسر سے بیٹھ جانے کی درخواست کی تھی۔

نہیں ٹھیک ہے اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اتنے میں راہداری سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی اور میریانا بوکھلائی ہوئی اندر داخل ہوئی" وہ...... تو...... وہ تو...... "میریانا نے ہانپتے ہوئے کہا۔ کمرے میں

نہیں ہے اس کا سوٹ کیس بھی نہیں ہے۔"

"اوہ۔" آفیسر نے دانت پیس کر زمین پر پاؤں مارا تھا۔

"ہمارے کاغذات دیکھ لیجئے۔" جیمسن نے بڑے ادب سے کہا۔

"یہاں نہیں۔" آفیسر غرّایا۔ "اب تمہیں میرے ساتھ ہیڈکوارٹر چلنا پڑے گا۔"

"ہم تیار ہیں سی ذز۔" جیمسن پرسکون لہجے میں بولا "پرسوں تک وہ ہمارے لئے بھی اجنبی تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ پرسوں ہمیں ہیجیرو میں ملا تھا۔ کہنے لگا ساتھ ہی رہیں تو کیا حرج ہے مجھے بھی تنہائی کا احساس نہ ہوگا۔"

"چلو۔ ہیڈکوارٹر میں ہی تمہارے بیان کی تصدیق ہوگی۔"

جیمسن نے مالکہ سے کہا "ہم ایک ہفتے کا پیشگی کرایہ ادا کر چکے ہیں سنورا۔"

"ہاں ہاں ٹھیک ہے وہ شخص مجھے بھی بے حد کائیاں معلوم ہوا تھا۔" بڑھیا نے گھگھیاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم اپنے سامان سمیت چلو گے۔" آفیسر غرّایا۔

"اس کے باوجود بھی تمہیں ایک ہفتے سے قبل کمرہ کسی اور کو دینے کا اختیار نہ ہوگا۔" جیمسن نے اس کی سنی ان سنی کر کے بڑھیا سے کہا اور پھر اس سے بولا "چلیے۔"

اس طرح وہ سامان سمیت بورڈنگ ہاؤز سے نکل سکے تھے۔

"اب چپ چاپ اس طرف نکل چلو جہاں تمہارے چچا کی بستی کی طرف جانے والی بس ملتی ہے۔" عمران نے میریانا سے کہا۔

"مگر میں انہیں جواب کیا دوں گی۔ وہ اس بستی میں عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں س
کو معلوم ہو گیا تھا کہ ہم ان کے مہمان ہیں وہ لوگ کیا جانیں کہ پولیس والے حقیقتاً کون تھ

اسی لئے ان کی غلط فہمی رفع کرنا چاہتا ہوں ورنہ تمہارے چچا کی پوزیشن خراب ہو جائے گی۔"

"وہ کس طرح؟"

"بحث نہ کرو۔ مجھ پر اعتماد کرو۔"

وہ بس کے اڈے پر پہنچے تھے اور پہلی بس تیار کھڑی تھی صرف چند نشستیں خالی تھیں انہیں کوئی دشواری نہ ہوئی۔

"ہم اسی جگہ اتر جائیں گے جہاں تم دونوں پہلے رکے تھے اور تم نے اپنی حالت درست کی تھی۔" عمران نے میریانا سے کہا۔

اس نے صرف سر ہلا دیا تھا اور کچھ بولی نہیں تھی۔

بس اپنی مخصوص رفتار سے چل رہی تھی اس لئے جلد پہنچنے کی توقع نہیں تھی۔

"پہلے تو ہم نے کسی اور راستے سے سفر کیا تھا ایسی باقاعدہ سڑک کب تھی۔" جیمسن نے میریانا سے کہا۔

"پجونیو نے ہمارے تحفظ کے خیال سے مختصر راستہ اختیار کیا تھا اور ہم نسبتاً جلد پہنچ گئے تھے۔!"

"تو کیا سڑک کے ذریعے ہم اس جگہ تک پہنچ سکیں گے جہاں تم نے اپنی حالت درست کی تھی۔"

"ایک جگہ اتر کر کچھ دور پیدل چلنا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

"پولیس آفیسر کی ہدایت پر ڈرائیور نے بس ٹھیک اس جگہ روکی تھی جہاں میریانا نے کہا تھا وہ اتر گئے تھے تھوڑی دیر بعد میریانا کا میک اپ پھر صاف کیا جا رہا تھا۔

"اگر اسی طرح گھسائی ہوتی رہی تو شاید کچھ دنوں بعد تمہاری شکل بھی نہ پہچانی جا سکے۔" جیمسن ہنس کر بولا۔

"آپکی بھی آسانی ہو گی۔" عمران نے کہا۔ "اور آپ خود ہی پچھلے میک اپ میں آجانے کی کوشش فرمائیں گے۔"

"مجھے تو اب وہ شکل ہی یاد نہیں رہی۔"

"تو پھر کیسے کام چلے گا؟"

"کوشش کروں گا لیکن دیر لگے گی۔"

"دیر سویر کی پرواہ مت کرو۔"

سچ مچ قریباً پون گھنٹے کی جد و جہد کے بعد وہ میریانا کو مطمئن کر سکا تھا۔

"آئندہ ہر میک اپ میں تصویر کھنچوا لیا کیجئے گا۔" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

وہ بستی میں داخل ہوئے تو عجیب سماں تھا لوگ انہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے عمران نے دونوں کو سمجھا دیا تھا کہ اپنے چہروں پر بشاشت لئے بستی میں داخل ہوں اور خود بھی ان سے اسی انداز میں گفتگو کرتا ہوا چل رہا تھا۔ جیسے تینوں آپس میں بے حد بے تکلف دوست ہوں ۔۔ پھر میریانا کا چچا انہیں راستے میں مل گیا تھا شائد کسی نے اس تک یہ خبر پہنچا دی تھی۔ میریانا ہنستی ہوئی اس سے لپٹ گئی اور بولی سب کچھ ایک غلط فہمی کے تحت ہوا تھا۔ "آفیسر خاص طور پر آپ سے عذر خواہی کے لئے آئے ہیں پھر اس نے عمران سے کہا تھا "میرے چچا" عمران نے جھپٹ کر مصافحہ کیا اور شرمندگی ظاہر کرتے ہوئے بولا۔ میرے ماتحت ایک بیوقوف آدمی کے بہکانے میں آ گئے تھے۔ بالآخر وہ خود ہی مجرم ثابت ہوا۔ محکمہ آپ کو تحریری معافی نامہ بھجوا دے گا۔"

ان کے گرد بھیڑ اکٹھا ہو گئی تھی اور عمران یہ سب کچھ اونچی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"گھر تشریف لے چلئے۔ اطمینان سے باتیں ہوں گی" چچا نے کہا۔

"چلئے" عمران نے اس طرح گھڑی دیکھ کر کہا تھا جیسے اسے واپسی کی جلدی ہو۔ گھر پہنچ کر بوڑھے نے اپنی بیوی کو یہ خوشخبری سنائی تھی۔

"آخر بات کیا تھی؟" اس نے پولیس آفیسر کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"غلط فہمی سی تو را۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ایک بدمعاش نے منشیات کی ناجائز تجارت کرتا تھا۔ اپنی گردن بچانے کے لئے ایک عورت اور ایک مرد کا ذکر کر کے اس بستی کا نام لیا تھا وہ میرے ماتحتوں کو ان کی گرفتاری کے لئے یہاں لایا۔ اتفاق سے پہلے ہی دونوں دکھائی دیئے اس نے انہی کی طرف اشارہ کر دیا۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ پولیس کے سپاہی عام طور زیادہ ذہین نہیں ہوتے۔"

"ہاں ہاں..... یہی بات ہے" بوڑھے نے کہا۔

"اچھا تو آپ کی امانت آپ کے حوالے ۔ اب اجازت دیجئے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟ میریانا جلدی سے بولی۔ "ابھی تو آپ کو بس بھی نہیں ملے گی کچھ دیر آرام کر لیجئے۔"

"میں چاہتا ہوں کہ پوری بستی کو معلوم ہو جائے کہ یہ سب کچھ غلط فہمی کا نتیجہ تھا۔ آپ لوگ عزت دار آدمی ہیں" عمران بولا۔

"سب کو معلوم ہو جائے گا" بوڑھے نے سر ہلا کر کہا۔ "آپ نے تو اسی مجمعے میں وضاحت کر دی تھی۔

"مجھے دھیان نہیں رہا تھا ۔ اچھا خدا حافظ۔" ان سے مصافحہ کر کے وہ آگے بڑھ گیا میریانا نے اپنے چچا سے کہا "ہم دونوں آفیسر کو رخصت کر کے ابھی آتے ہیں۔"

پھر وہ دونوں بھی عمران کے پیچھے چل پڑے تھے۔

"خوب نکل بھاگنے کی اچھی ترکیب نکالی" میریانا اس کے برابر پہنچ کر بولی تھی۔

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں" عمران خشک لہجے میں بولا "جب ضرورت سمجھوں گا خود ہی تم سے رابطہ قائم کر لوں گا۔"

"مجھے تو لیتے چلئے" جیمسن نے کہا۔

"تمہیں فی الحال یہیں ٹھہرنا ہے۔ کچھ تازہ دم لوگ بھی پہنچ رہے ہیں۔ وہ تمہاری جگہ لیں گے۔"

"کیا اپنوں میں سے ہیں؟"

"صفدر اور جولیا۔"

"کہاں ہیں؟"

"فضول باتوں میں نہ پڑو۔ اپنے کام سے کام رکھو۔" عمران نے غصیلے لہجے میں اردو میں کہا۔

"پھر وہی بڑبڑ۔" میریانا بولی۔

"میں نے اس سے کہا تھا کہ میریانا کی حفاظت فی الحال تمہاری ذمہ داری ہے اگر اسے کوئی گزند پہنچا تو گولی مار دوں گا۔"

"تمہارے قریب رہ کر میں مطمئن اور بے فکر رہ سکتی ہوں خواہ چاروں طرف خطرات ہی خطرات کیوں نہ ہوں۔"

"بہت جلد ایسا ہی ہوگا فی الحال قریب رہنا دونوں کے لئے خطرناک ہوگا۔"

"تمہاری مرضی!" وہ مغموم لہجے میں بولی اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے تھے...
عمران مڑے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔

○

الفرزے اور اس کا ماتحت عملہ تک جو ابدہی کے لئے اوٹشا پہنچ چکا تھا اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی۔ وہ یکجا سے اس طرح روانہ ہوئے تھے جیسے کوئی بڑا کارنامہ انجام

دے کر آ رہے ہوں۔

ماہی گیری کی نام نہاد فرم ویل ڈی اوسٹار بیگن کے اسی برانچ میں تھی بظاہر الفرزے اپنے مالکان کو باضابطہ رپورٹ دینے آیا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ اب وہ ایڈلاوا کے ہر قسم کے بزنس میں اس کی نیابت کرنے کے لئے اوٹشا آیا تھا۔ فرم کے مالکان تو ایڈلاوا کے ادنیٰ غلام تھے... !

جنیوا کا آفس جو ہیڈ کوارٹر کہلاتا تھا اور بظاہر بین الاقوامی خیراندیشی کا ٹھیکے دار تھا دراصل محض پبلک ریلیشنز آفس کی حیثیت رکھتا تھا سو گل اسی کے توسط سے ایڈلاوا سے رابطہ قائم کرتے تھے۔ کارگذاریوں کے میدان میں پورے ملک میں بکھرے ہوئے تھے لیکن ڈی اوسٹار بیگن ان میں سب سے زیادہ خصوصیات کا حامل تھا کیونکہ اس کی سرحدیں فرانس اور سوئیٹزرلینڈ سے ملتی تھیں۔ اصل کھیل تو یہیں ہوتا تھا۔ پوائنٹ نمبر بارہ کی تباہی کے بعد الفرزے اور ایڈلاوا کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ اس کے نائب کی حیثیت سے بزنس کو کنٹرول کرے گا اور ایڈلاوا خود صرف ایکسٹو والے معاملات تک محدود ہو جائے گا۔

الفرزے نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ پہلے ایڈلاوا کو میریانا کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں تھی لیکن یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ وہ ایکسٹو کے آدمیوں کے ہاتھ لگی ہے وہ کسی قدر فکرمند نظر آنے لگا تھا۔ حالانکہ ایڈلاوا کا سپاٹ چہرہ کسی بھی اندرونی کیفیت کی غمازی نہیں کرتا تھا بہرحال ایڈلاوا میریانا کے سلسلے میں فکرمند تھا اور الفرزے کو اپنے ہیلی پائیلٹ کی گمشدگی پریشان کئے ہوئے تھی۔ اگر کسی طرح بھی ایڈلاوا کو اس کی گمشدگی کی وجہ معلوم ہو جاتی تو خود الفرزے کا کیا حشر ہوتا۔

اس کی بھی تصدیق ہو گئی تھی کہ اس دن می ٹیزرو میں ایک ہیلی کوپٹر موجود تھا۔ بہت سویرے می ٹیزرو پہنچا تھا اور دن چڑھے پرواز کر گیا تھا۔ پھر رات کو بھی اس کی آواز سنائی دی تھی اس

کے بعد کوئی بھی نہیں بتا سکا تھا کہ اسے زمین کھا گئی تھی یا آسمان نگل گیا تھا۔ اس کے سلسلے میں بس یہی فکر تھی کہ ایڈلاڈا کے ہاتھ نہ لگنے پائے ورنہ الفروزے اس کی نظروں میں الفروزے نہ رہے گا ایک حقیر کتے کا پلا ہو کر رہ جائے گا۔ اسے زندگی سے زیادہ اپنی آن عزیز تھی لیکن اس کمزوری کو کیا کرتا کہ عورت کے بغیر ایک دن بھی نہیں گذار سکتا تھا خواہ صرف اس کے قہقہوں اور قلقاریوں پر ہی کیوں نہ اکتفا کرنی پڑتی۔

اوسٹا پہنچ کر بھی وہ اسی دشواری میں پڑ گیا تھا البتہ اسٹیمر کی زندگی جنت تھی اس کے لیئے۔ اس کا بس چلتا تو ان لوگوں کا خون پی جاتا جو اسٹیمر کی تباہی کا باعث بنے تھے۔

اوسٹا کے آفس میں مرد ہی مرد بھرے ہوئے تھے۔ صورت حرام مرد جن کی آوازیں سن سن کر وہ پیچ و تاب کھایا کرتا تھا اور شاید وہ سب بھی اس سے نفرت کرتے تھے اور کیوں نہ کرتے جب کہ الفروزے کی خوش مزاجی صرف ایسے حلقوں کے لئے مخصوص تھی جہاں کچھ عورتیں بھی موجود ہوں۔ دو چار سیکرٹریاں بھی رکھ سکتا تھا لیکن اوسٹا میں یہ ناممکن تھا کیونکہ ایڈلاڈا عورتوں کو صرف روابط عامہ کے شعبے تک محدود رکھنے کا قائل تھا۔ خیر اندیش کے آفس میں خود اس نے چھبیس عدد سیکرٹریاں پال رکھی تھیں۔

ٹریسٹی کی زندگی یاد آ آ کر الفروزے کو تڑپاتی رہتی۔ اوسٹا میں وہ ایڈلاڈا ہی کی طرح بے حد سنجیدہ ہو کر رہ گیا تھا جیسے ہی وہ آفس میں قدم رکھتا اس کے ماتحت تھرا اٹھتے چاروں طرف قبرستان کا سا سناٹا طاری ہو جاتا اور پھر اسی سناٹے میں ایک چاند طلوع ہو گیا یہ ایک ایسے فرد کی خوب صورت سیکرٹری تھی جو کسی سودے کے سلسلے میں جینوا سے اوسٹا بھیجا گیا تھا۔ وجہ ملاقات کا علم صرف الفروزے کو تھا ہیڈ کوارٹر سے اسے ہدایت ملی تھی۔

مرد ایک توانا اور باوجاہت جوان تھا لیکن یوروپین نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ہر چند کہ اس کی جلد کی رنگت بھی اطالویوں سے پیچھے نہیں تھی پھر بھی لوگوں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ وہ غیر یوروپی ہے۔ اس کی سیکرٹری پر نظر پڑتے ہی الفروزے نے ان دونوں کا جس

انداز میں استقبال کیا تھا اگر اس کے ماتحتوں میں سے کوئی دیکھ لیتا تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آتا۔

مرد نے کسی انجانی زبان میں کچھ کہا تھا اور اس کی سیکرٹری اطالوی میں اس کا ترجمہ کرنے لگی تھی۔ "آنریبل شیپرڈ آپ کے مشکور ہیں۔"

"میرا فرض ہے محترمہ کہ اپنے معزز گاہکوں کو خوش رکھوں"

سیکرٹری نے اس کا ترجمہ اسی نامعلوم زبان میں آنریبل شیپرڈ کے گوش گذار کیا۔ اس کے بعد الفروزے اور سیکرٹری کے درمیان اطالوی ہی میں براہ راست گفتگو ہوتی رہی تھی۔ درمیان میں ترجمے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ شاید آنریبل شیپرڈ گفتگو کے ماحصل ہی سے تعلق رکھنا چاہتا تھا۔

الفروزے کہہ رہا تھا۔ "آپ کا مال سوئٹزر لینڈ تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ آپ بالکل مطمئن رہیں۔" اس کے بعد طریق کار پر گفتگو ہونے لگی تھی الفروزے نے کاروباری گفتگو ہی کے دوران میں لطیفے بھی شروع کر دیئے تھے جب وہ زور سے ہنستی تو اس کا باس بھنویں سکوڑ کر اسے دیکھتا اور وہ فوراً ہی سنبھل کر لطیفے کا ترجمہ شروع کر دیتی باس بھی ہنس پڑتا اور پھر تینوں ایک ساتھ قہقہے لگاتے اگر کمرہ ساونڈ پروف نہ ہوتا تو دفتر کا ماتحت عملہ مارے حیرت کے پاگل ہو جاتا۔

پورے ایک گھنٹے تک یہ ملاقات جاری رہی تھی اور آنریبل شیپرڈ اپنی سیکرٹری سمیت الفروزے کے گہرے دوست بن کر رخصت ہوئے تھے۔

ان کے جانے کے بعد الفروزے نے میز پر رکھے ہوئے متعدد ٹیلی فون میں سے ایک کا ریسیور اٹھایا تھا اور اپنے اسٹینو کو فوری طور پر طلب کیا تھا۔ ریسیور رکھ کر کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گیا اس کی آنکھیں جگمگا رہی تھیں اور ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی بچے نے کوئی انوکھا کھلونا دیکھ پایا ہو اور اپنے ڈیڈی

سے متوقع ہو کر وہ اسے ضرور خرید دے گا خواہ کتنی ہی قیمت کا کیوں نہ ہو — پھر اسٹینو نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ اس کے خد و خال دوبارہ کرخت ہو گئے۔

"ڈکٹیشن!" اس نے اڈلاوا کے سرد لہجے کی نقل اتارنے کی کوشش کی۔

اسٹینو کاغذ پنسل سنبھال بیٹھا۔ الفرڈ زے آہستہ آہستہ بولنے لگا "ضروری یادداشت کولن اینڈ ڈلیش آن ہیپرڈ۔ متوطن لاطینی امریکہ۔ بریکٹ میں "پی" دوغلا فرانسیسی ماں ریڈ انڈین تھی۔ ریڈ انڈین زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں بولتا۔ تحریری کام انگلش میں کرتا ہے۔ حکومت "پی" کا ایک ذمہ دار فرد۔ ۔ !" الفرڈ زے بولتا رہا اور اسٹینو کی پنسل چلتی رہی۔ الفرڈ زے سانس لینے کے لئے رکا تھا اور پھر بولا تھا "سیکرٹری ژدلی ژوگواں۔۔ فرانسیسی۔۔۔۔ "مادری زبان کے علاوہ اطالوی جرمن اور ریڈ انڈین زبان روانی سے بول سکتی ہے۔۔۔۔۔ بزنس نمبر چار۔۔۔۔۔ بس ٹائپ کر کے فائل کرا دو۔

وہ اٹھ کر چلا گیا۔ الفرڈ زے نے میز کی دراز سے شراب کی بوتل اور گلاس نکالا۔ پے در پے دو گلاس خالی کرنے کے بعد اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا "ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرا دو۔"

او کے سی نور۔۔۔۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی اور الفرڈ زے ائیر پیس کان سے لگائے بیٹھا رہا۔

تھوڑی دیر بعد آواز آئی "ہیڈ کوارٹر۔"

اوشا — باس سے بلاؤ۔"

"انتظار فرمایئے جناب" دوسری طرف سے آواز آئی۔

وہ بدستور ریسیور کان سے لگائے بیٹھا رہا۔ اڈلاوا جلد ہی بولا تھا۔ الفرڈ زے نے کہا "بزنس مین پہنچ گیا ہے۔۔۔۔۔ گفتگو ہوئی۔ وہ ہماری قیمتوں سے متفق ہیں ان کے بارے میں تحریری تفصیل آپ تک پہنچ جائے گی لیکن ایک خدشہ لاحق ہو گیا ہے۔"

"کیا بات ہے!"

"وہ غیر ملکی تاجر ہمارے بزنس پر اثر انداز ہونے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہیں اس سودے کی سن گن بھی نہ پالیں۔"

"ہاں سوچنے کی بات ہے"

"اس لئے میں نہیں چاہتا تھا کہ ہمارے گاہک ہوٹل میں مقیم رہیں۔"

"تم کیا کر سکو گے۔"

"انہیں اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں۔۔۔۔ آپ کی اجازت سے۔"

"ضروری نہیں کہ وہ اس پر آمادہ ہو جائیں"

"اپنے خادم کی صلاحیتوں پر اعتماد کیجئے!"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ تمہیں اختیار ہے۔۔۔۔ اور کچھ؟"

"نہیں باس!"

"کال ختم ہوئی۔" دوسری طرف آپریٹر کی آواز سن کر الفرڈ زے نے ریسیور رکھتے ہوئے پھر ایک گلاس لبریز کیا اور حلق میں انڈیل لیا۔ اس کی آنکھیں دوبارہ چمکنے لگی تھیں اور ہونٹوں پر وہی بیگانہ سی مسکراہٹ تھی۔

◆

عمران کے پیچھے مڑتے ہی جیسن نے کہا تھا "اب جلدی سے واپس چلو۔"

"کیوں کیا پریشانی ہے۔" میریا جھنجھلا کر بولی

"مجھے اس نے خصوصی ہدایات دی ہیں ہم یہاں رات بھی نہیں گذاریں گے۔ بس چلتی رہو رکنے کی ضرورت نہیں۔"

جمیسن نے کچھ ایسے انداز میں کہا تھا کہ میریانا نے تیزی ہی سے قدم اٹھائے تھے گھر پہنچ کر جمیسن نے کہا "ایڈلاوا احمق نہیں ہے۔ لاکھ ہم گھر سے دور اس کی نقلی پولیس کے چنگل میں پھنسے ہوں اور اسے یقین بھی آگیا ہو کہ اب دوبارہ ہم یہاں نہیں مل سکیں گے اس کے باوجود وہ ضرور معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ ہم ٹھہرے کہاں تھے اور ہو سکتا ہے معلوم بھی کر چکا ہو۔"

"تو پھر کیا یہاں جھک مارنے آئے ہو" میریانا غصیلے لہجے میں بولی۔

"عقل استعمال کرو۔ بستی میں محض تمہارے چچا کی پوزیشن صاف کرنا چاہتا تھا۔"

"لیکن اگر میری وجہ سے چچا کی گردن صاف ہو گئی تو؟"

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں"

"کیوں نہ ہم چچا سے معلوم کر لیں کہ ہمارے بارے میں کسی اجنبی نے پوچھ گچھ تو نہیں کی تھی" میریانا بولی۔

"ضرور کرو اور مجھے سوچنے دو کہ میں نے ابھی تک شام کی چا بھی نہیں پی۔ لہذا رات کے کھانے کا کیا ہوگا۔؟"

"سوچتے اور محظوظ ہوتے رہو۔" وہ جھنا کر بولی اور کمرے سے چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد چا کی بڑی ٹرے اٹھائے ہوئے پھر کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"سوچ چکے ہو تو چا پینا شروع کر دو۔ رات کے کھانے کے لئے ابھی کچھ نہیں کہا۔" اس نے کہا جمیسن نے خاموشی سے چا بنائی تھی اور پینے لگا تھا۔ میریانا نے اپنے لئے خود ہی انڈیلی تھی۔

"واقعی بڑبڑ ہو۔" اس نے کہا

"ارے یہ بتاؤ، تمہارے چچا نے کیا کہا تھا۔"

"نہیں! کسی اجنبی نے براہ راست ان سے پوچھ گچھ نہیں کی تھی۔"

"اس کے باوجود بھی یہاں رات بسر کرنا مناسب نہیں۔"

"سوال یہ ہے کہ ان سے کہا کیا جائے۔"

"یہ مجھ پر چھوڑ دو۔ اتنے دنوں میں میری اطالوی خاصی رواں ہو گئی ہے اپنے مافی الضمیر سے انہیں بخوبی آگاہ کر سکوں گا۔

"تم جانو..... مگر یہاں سے جائیں گے کہاں؟"

"تمہارا چچا ایک جمہوریت پسند انقلابی رہ چکا ہے اس سے بہتر راہنمائی اور کوئی نہ کر سکے گا۔"

"مگر تم اس سے کہو گے کیا؟"

یہی کہ منشیات کی ناجائز تجارت کرنے والا ایک گروہ ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے دراصل وہ ہمیں کسی نہ کسی طرح قانون کی نظروں میں مجرم قرار دے کر ہمیں قابو میں کرنا چاہتا ہے تاکہ ہم اٹلی میں ان کے مفادات کی نگرانی کر سکیں۔

"ہاں یہ بات تو ٹھیک رہے گی۔ اچھا تم کوشش کرو۔"

چائے ختم کر کے جمیسن نے اسے تو وہیں چھوڑا تھا اور خود بڈھے کے پاس آکر ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اصل موضوع کی طرف آگیا تھا۔ بڈھا اس کی کہانی غور سے سنتا رہا۔ پھر بولا "شاید میریانا نے کسی اجنبی کے بارے میں مجھ سے سوال کیا تھا تم دونوں نے زبردست غلطی کی جب پہلی بار آئے تھے تبھی مجھے آگاہ کر دیتے تو اس کی نوبت نہ آنے پاتی۔ میں تمہیں ایسی جگہ پہنچا دیتا کہ وہ زندگی بھر جھک مارتے پھرتے لیکن تمہارا سراغ انہیں نہ ملتا"

"تو اب کوئی صورت نکالئے۔"

"اچھی بات ہے ذرا اندھیرا پھیلنے دو۔ یہ آج کے لوگ کیا جانیں کہ ایسے معاملات کیسے

نپٹائے جاتے ہیں۔ میرے بازوؤں میں آج بھی اتنی قوت موجود ہے کہ اپنے بچوں کے دشمنوں سے نمٹ سکوں۔"

اتنے میں اس کی بیوی بھی آگئی اور بوڑھے نے پرجوش لہجے میں کہا تھا "مسز دیریدیو خوش ہو جاؤ۔ ہمیں بڑھاپے میں پھر ایک موقع ملا ہے۔"

"اوہو بڑی اچھی بات ہے" وہ خالی الذہنی کے سے عالم میں بولی۔

بوڑھے نے جیمسن سے سنی ہوئی کہانی دہرائی تھی اور جیمسن نے واضح طور پر محسوس کیا کہ بوڑھیا کی دھندلائی ہوئی آنکھوں میں کچھ عجیب سی چمک پیدا ہوگئی تھی۔ اور چہرہ سرخ ہوگیا تھا۔

"تو ہمارے بچوں کے مقدر میں بھی کسی قدر دوڑ لکھی گئی تھی۔ بیٹو جان ہم ضرور ان کی مدد کریں گے۔"

تو پھر خیال ہے کہ ہم آج رات مکان میں قفل ڈال دیں۔ کسی پڑوسی سے کہہ دیں گے کہ اپنے اعزا سے ملنے باہر جا رہے ہیں۔"

"شاندار۔۔۔! بوڑھیا چہکی۔ "ہماری پکنک ہو جائے گی۔ کتنی سست رفتار ہو کر رہ گئی تھی زندگی۔"

جیمسن تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اس حد تک کامیابی ہوگی ۔ واپس آکر اس نے میریانا کو اطلاع دی تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی" وہ صرف اتنا کہہ سکی۔

"اور بڑی بی نے تو فرمایا چلو ہماری پکنک ہو جائے گی۔ زندگی بہت سست رفتار ہو کر رہ گئی تھی دعائیں دو اپنے ڈھمپ کو۔"

"کیا مطلب؟"

"اسی نے مشورہ دیا تھا تمہارے چچا کو دیکھنے سے پہلے ہی محض اتنا معلوم ہونے پر

کہ وہ جمہوری محاذ کے انقلابی رہ چکے ہیں اس نے کہا تھا کہ کام کا آدمی معلوم ہوتا ہے اس سے مشورہ کرکے کہیں روپوش ہو جانا۔"

"وہ آخر ہے کیا چیز؟"

"یہی میں کبھی کبھی خود اس سے پوچھتا ہوں۔ جانتی ہو کیا جواب دیتا ہے؟"

میریانا نے سر کو منفی جنبش دی۔

"کہتا ہے جس دن مجھے معلوم ہوگیا کہ میں کیا چیز ہوں اسی دن بالکل چغد ہو کر رہ جاؤں گا۔ اسی لئے کبھی اس پر غور ہی نہیں کرتا۔"

"کیا وہ سچ مچ غیر شادی شدہ ہے۔"

"کیا ارادے ہیں؟"

"میں محسوس کر رہی ہوں کہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔"

"وہم ہے تمہارا۔ پتا نہیں کتنی ابھی تک زندہ ہیں اور دھڑا دھڑ مزید زندگیوں کا اضافہ کئے جا رہی ہیں۔

"کیا مطلب؟..... صاف صاف کہو۔"

"اس سے مایوس ہو کر دوسروں سے شادیاں کیں اور نہایت فراخدلی سے بچے جنے جا رہی ہیں۔"

"تم بھی غیر شادی شدہ ہو"

"میرے قبیلے میں ستر سال کی عمر تک پہنچنے سے قبل شادی ممنوع ہے۔"

"تم بکواس کر رہے ہو۔ تمہاری کسی بات پر یقین نہیں کر سکتی۔"

"یقین کرو..... تین سال ہوئے میرے باپ کی شادی ہوئی ہے۔"

"اور تم دو سال میں اتنے بڑے ہوگئے؟"

"میرے قبیلے میں یہی ہوتا ہے۔"

"تم سب مسخرے ہو۔" وہ ہنس پڑی۔

دوسری طرف بڈھے نے تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ دونوں میاں بیوی بچوں کی طرح بات بات پہ قہقہے لگا رہے تھے۔ رائفل کی نال صاف کی گئی ریوالور کا جائزہ لیا گیا۔ کارتوسوں کے پیکٹ سنبھال کر رکھے گئے۔ کم از کم ایک ہفتے کا راشن اور شراب کی بوتلوں کا کریٹ وین میں پہنچائے گئے اور پھر رات کے کھانے کے بعد ان کی روانگی ہو گئی تھی۔ بڈھا خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا اور اس نے جیمسن کو اپنے قریب ہی بٹھایا تھا۔ وہ اسی سڑک پر جا رہے تھے جو انہیں کو سے اس بستی تک لائی تھی۔

"رات بڑی خوشگوار ہے۔" بڈھا چہکارا۔ "سالہا سال بعد ایسی خوبصورت رات نصیب ہوئی ہے کیوں ڈیر ڈیو کیا خیال ہے۔"

"مجھے ایسی کئی راتیں یاد آ رہی ہیں۔"

"ویسے تم کرتے کیا ہو؟" بوڑھے نے جیمسن سے پوچھا۔

"زیر تعلیم ہوں۔ یونان سے آیا ہوں باپ مراکشی عرب تھا اور ماں یونانی۔"

"آخر ان لوگوں کے چکر میں کیسے پڑے؟"

"آپ جانتے ہیں کہ ساری دنیا میں منشیات کا استعمال کس طرح بڑھ رہا ہے اور نشے بھی کیسے؟ سلا دینے والے ایسے نہیں کہ خون کو جوش میں لائیں۔ ذہن کو بیدار کریں۔ بلکہ ذہن اور جسم دونوں کو مفلوج کر کے رکھ دیں۔ یقین کیجئے کہ میں تو شراب بھی نہیں پیتا صرف تمباکو نوشی کی لت ہے۔"

"تمباکو تو خیر کوئی ایسی چیز نہیں۔ میں اسے غذا ہی کا ایک حصہ سمجھتا ہوں۔"

بہرحال یہ وبا جوانوں میں زیادہ پھیلی ہے ان میں طلباء زیادہ تعداد ملیں گے۔"

"مجھے تو یہ کوئی بین الاقوامی سازش ہی معلوم ہوتی ہے۔"

"اگر کچھ کہوں گا تو کہیں گے میرا عرب خون بول رہا ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں! لیکن میں تمہیں تنگ نظر نہیں کہوں گا کیونکہ میرا بھی اسی پر ایمان ہے کہ یہ ساری دنیا کے خلاف صیہونی سازش ہے۔ یہودی خود کو بقیہ نسلوں سے برتر سمجھتے ہیں اور ساری دنیا پر اپنا قبضہ چاہتے ہیں۔ منشیات سے قبل انہوں نے جنسیت کی وبا پھیلائی تھی۔ فرائڈ کو پڑھا ہے تم نے۔؟"

"جی ہاں پڑھا ہے۔"

"جنسیت کے گرد ایسی دیومالائی فضا گھیری ہے اس نے کہ اس کے دور کے نوجوان پاگل ہو گئے تھے۔ ادھر ایک جرمن ماہر معاشیات اخلاقیات کو اضافی قدر قرار دے چکا تھا۔ جوانی بہک جانے کے بہانے چاہتی ہے اسے سائنٹیفک طور پر اس ڈھرے پر ڈالا گیا۔ وہ زمانہ یاد کرو جب انگلینڈ میں ڈی ایچ لارنس کا جینا دوبھر کر دیا گیا تھا حالانکہ وہ ایک مفکر ناول نویس تھا۔ کچھ باتیں معمولی طور پر کھل کر کہہ دی تھیں۔ ان میں اس کا فن اظہار کا ذریعہ تھا جس میں لذت اندوزی کا شائبہ بھی نہ تھا۔ اس بے چارے پر مقدمہ چلا۔ کتابیں ضبط ہوئیں آج اسی انگلینڈ کو دیکھو کہ میرے ملک کے ایک چھچھورے ناول نویس البرٹو موراویا کے ترجموں سے وہاں کے بازار پٹے پڑے ہیں۔ اب منشیات کی وبا آئی ہے مایوسی پھیلانے والے لٹریچر کے ذریعے پہلے ان کے گرد قنوطیت کی دیواریں کھڑی کی گئیں۔ پھر مفلوج کر دینے والی منشیات کا چکر چلا دیا گیا۔" بڈھا جوش میں بھرا ہوا بے تکان بولتا رہا اور جیمسن بری طرح الجھتا رہا اچانک بڈھے نے خود ہی چونک کر گفتگو کا رخ موڑ دیا۔ "ہاں تم بتا رہے تھے کہ کس طرح الجھے تھے۔"

"میں قطعی نہیں الجھا جناب! یونان ہی میں مجھے الجھانے کی کوشش کی گئی تھی۔ میں ان کے کچھ رازوں سے بھی واقف ہو گیا تھا بس شامت آ گئی۔ ادھر بھاگ آیا۔ میریانا سے ملاقات ہوئی۔ میں سمجھا تھا کہ یہاں پناہ مل جائے گی۔ لیکن وہ تو مجھے بھی تاک لیں کب پیچھا چھوڑتے ہیں۔ میری وجہ سے خواہ مخواہ میریانا بھی خطرے میں پڑی مجھے بے حد افسوس ہے۔"

"پرواہ مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہماری حکومت اس مسئلے پر کافی حد تک سخت ہو گئی ہے نتائج اچھے ہی نکلیں گے۔"

گاڑی سڑک سے ایک ناہموار راستے پر مڑ گئی۔ تب انہیں معلوم ہوا کہ ان کے پیچھے ایک گاڑی اور بھی ہے۔

"شاید تعاقب" جیسن بڑبڑایا۔

"ضروری نہیں کہ تمہارا شبہ درست نکلے۔ اس راہ پر گاڑیاں آتی جاتی ہی رہتی ہیں۔ انگوروں کی کاشت کرنے والوں کی چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں ادھر۔ میرا ملک ویران تو نہیں تمہیں انتہائی دشوار گذار جگہوں پر بھی ابن آدم ضرور ملے گا۔"

جیسن کچھ نہ بولا۔ لیکن خطرہ محسوس کر لینے والی رگ برابر پھڑکے جا رہی تھی۔ عمران کے دلائل نے اسے یقین دلایا تھا کہ بوڑھے کے گھر کی نگرانی میریانا کی عدم موجودگی میں بھی ہوتی رہی ہوگی۔ آج نگرانی کرنے والوں نے دونوں کی واپسی کا منظر بھی دیکھا ہوگا۔ شاید بوڑھے نے محسوس کر لیا تھا کہ جیسن مطمئن نہیں ہوا اس لئے آہستہ سے بولا "تمہارے شبے کی تصدیق کئے لیتے ہیں۔"

کس طرح؟

"بائیں جانب گاڑی راستے سے اتار کر دیکھیں گے۔ اس طرح جیسے اس میں کوئی خرابی ہو گئی ہو۔ پھر تصدیق ہو جائے گی۔"

"میاں اس ویرانے میں نہ روکئے۔ روکنا ہی ہے تو کسی بستی میں روکئے گا!"

"ڈرو نہیں لڑکے!"

"میں عورتوں کی وجہ سے کہہ رہا ہوں"

"میں لڑکی کی حفاظت کے لئے کافی ہوں" بوڑھیا نے پچھلی سیٹ سے کہا:

"جیسی آپ لوگوں کی مرضی!" جیسن نے کہا وہ سمجھا تھا شائد میریانا بھی اس کی ہاں میں ہا

ملائے گی۔ لیکن وہ تو بالکل ٹھس بیٹھی رہی بوڑھے نے انجن کو ریز دے کر گاڑی کو بائیں جانب نیچے اتار دیا اور نیچے اتر کر اس طرح بونٹ اٹھانے لگا جیسے کوئی خرابی واقع ہو گئی ہو دوسری گاڑی آگے بڑھتی چلی گئی اور اگلے موڑ پر جو قریب ہی تھا۔ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

"تم نے دیکھا" بوڑھا چہک کر بولا "خیر اب رکے ہیں تو تھوڑی دیر آرام سے تمباکو نوشی ہی کر لیں۔"

"جیسی آپ کی مرضی!" جیسن کے لہجے میں شرمندگی سی تھی۔

"جمن مراکشی کبھی کبھی بالکل الو ہو جاتا ہے چچا۔ تم برا مت ماننا" میریانا چہکاری۔

"نہیں! یہ بہت محتاط ہے اس کی یہ ادا مجھے پسند آئی۔"

بوڑھے نے بونٹ دوبارہ گرایا اور پھر سیٹ پر آ بیٹھا۔ ہیڈ لائٹس بجھائیں اور انجن بند کر دیا۔ دونوں نے سگریٹ سلگائے اور پشت گاہ سے ٹک کر ہلکے ہلکے کش لینے لگے تھے۔

"اگر ہم لوگ بھی تھوڑا سا اونگھ لیں تو تمہیں اعتراض تو نہیں ہوگا۔ بڑی بی نے چہک کر کہا۔ کیونکہ ہم سگریٹ نہیں پیتے۔"

ضرور ضرور۔ "چچا نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا "آج برسوں کے بعد تم اپنے مخصوص انداز میں بولی ہو۔"

ٹھیک اسی وقت دونوں کے ہاتھ لرز کر رہ گئے تھے۔ دونوں کی کنپٹیوں سے ٹھنڈا لوہا آ لگا تھا اور کسی نے باہر سے کہا تھا۔ "چپ چاپ بیٹھے رہو۔ ہماری انگلیاں ٹریگر پر ہیں اور سیفٹی کیچ ہٹے ہوئے ہیں۔"

جیسن کی طرف والا عورتوں سے بولا تھا اگر تم دونوں نے کوئی حرکت کی تو یہ ضرور مارے جائیں گے۔"

"گگ..... کون ہو تم لوگ؟" جیسن بولا

"اچھا..... اچھا....... تو تم ہی سوال کر رہے ہو بدمعاش!" اسے جواب ملا

تھا.... !

چچا کی طرف والے نے کہا "بوڑھے! یہ لڑکی اور غیر ملکی ہمارے ساتھ جائیں گے۔"

"تم ہو کیا چیز؟ پیچھے ہٹ جاؤ" بوڑھا غرایا۔

اس پر دونوں ہنس پڑے تھے اور ایک نے کہا تھا "جانے دو۔ ان کی بات کا بُرا ت مانا...... سس...... سی...... " اس نے بولتے بولتے تکلیف سے بھرپور سسکاری لی تھی۔

"کیا بات ہے؟" بوڑھے کی طرف والے نے پوچھا۔

"میں انہیں کور کئے ہوئے ہوں تم ادھر آ کر دیکھو میری گردن میں کسی کیڑے نے اپنا ڈنک چبھو رکھا ہے۔"

جیمسن نے محسوس کیا تھا کہ اس کی کنپٹی پر ریوالور کی نال کا دباؤ کم ہوتا جا رہا ہے۔ اور پھر ایک کراہ سنائی دی ریوالور کی نال بالکل ہٹ چکی تھی پھر کوئی ان کی گاڑی ہی سے ٹکرا کر زمین پر گرا تھا۔ یہ دونوں خاموش بیٹھے گہری گہری سانسیں لیتے رہے۔ اب پہلے ہی کا سا سناٹا طاری تھا اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں کچھ اور زیادہ واضح ہو گئی تھی۔ دفعتہً کسی نے قریب ہی سے کہا۔ "فکر کی بات نہیں۔ پولیس آفیسر غافل نہیں رہتے۔"

"صاحب!" میریانا نے نعرہ لگایا۔

"نہیں! یہ تو اسی پولیس آفیسر کی آواز معلوم ہوتی ہے جو تمہیں پہنچانے آیا تھا۔" چچی نے کہا۔

"ٹارچ روشن کر کے تصدیق کی جا سکتی ہے۔" باہر سے آواز آئی۔

"ارے خدا کے بندے تم کہاں سے آ گئے۔ انہیں کیا ہوا۔"

"نیچے اتر کر دیکھ لو۔"

چچی نے باسکٹ سے ٹارچ نکال کر روشنی کی تھی۔ دو آدمی گاڑی کے قریب ہی

اوندھے پڑے نظر آئے۔

"یہ..... یہ..... گگ..... کون ہیں؟" میریانا ہکلائی

"نیچے اتر کر دیکھو تو شاید شناسا ہی ہوں" پولیس آفیسر بولا۔ "کیونکہ ایسے ہی آدمی دوسری بار بھیجے جائیں گے جو تمہیں اچھی طرح پہچانتے ہوں اور ہاں مین مراکشی تم بھی نیچے اتر کر ان کے ہاتھ پشت پر باندھ دو۔"

"او۔ کے یور میجسٹی۔ وہ ایڈلاوا ہے اور آپ چھلاوا ہیں۔" جیمسن اردو میں بولا

"میں نہیں سمجھا! تم شاید بوکھلاہٹ میں اپنی مادری زبان بول گئے ہو۔"

"اوہ...... ہاں...... میں بہت زیادہ نروس ہو گیا ہوں۔"

"خیر...... خیر...... اب اترو۔"

"کیا یہ زندہ ہیں؟" بوڑھے نے پوچھا۔

"اور تندرست بھی" پولیس آفیسر بولا۔ "صرف بے ہوش ہو گئے ہیں۔ کم از کم دو گھنٹے کے لئے۔"

"آخر کس طرح؟"

"میری ڈارٹ گن سے صرف دو زہریلی سوئیاں نکلی تھیں۔"

"کمال کے آدمی ہو بھئی۔ مگر میں نے کوئی تیسری گاڑی نہیں دیکھی تھی۔"

"یہاں وقت نہ ضائع کرو۔ میں انہیں ان کی گاڑی میں ڈال کر تمہارے ساتھ ہی چل رہا ہوں۔ تفصیل وہیں بتا دوں گا۔"

"کہاں ہے ان کی گاڑی؟"

"موڑ سے کچھ آگے انہوں نے اپنی گاڑی روکی تھی اور چٹان کی اوٹ لیتے ہوئے یہاں تک پہنچ گئے تھے۔"

* * *

نئے گاہکوں نے الفروزے کی تجویز منظور کر لی تھی لیکن آلن شیپرڈ بہت سنجیدہ اور محتاط آدمی معلوم ہوتا تھا۔ بلا ضرورت کھنکارتا بھی نہیں تھا ویسے اس نے ان دونوں کی دلچسپیوں میں دخل اندازی نہیں کی تھی۔ پھر بھی دونوں کو تنہا کہیں نہیں جانے دیتا تھا۔ خود ساتھ ہوتا تھا۔۔۔ الفروزے کا خیال تھا کہ ژرولی زرگواں دنیا کی زندہ دل ترین عورت ہے۔ ذہین بھی تھی۔ باتوں کو بہت جلد جھپٹ لیتی تھی اور پھر دکھاتی تھی حاضر جوابی کے کمالات۔

الفروزے نے وعدہ کیا تھا کہ پندرہ دن بعد وہ انہیں مال سمیت سوئٹزرلینڈ بھجوا دے گا اور پندرہ دن وہ اسی کے مہمان رہیں گے۔

آلن شیپرڈ نے اسے زیادہ مدت قرار دیتے ہوئے کہا تھا: "میں تو یہ سمجھا تھا کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کی بات ہوگی۔"

"تین دن کی بھی نہیں تھی": اس نے ژرولی کے توسط سے کہا لیکن حالات سازگار نہیں ہیں۔ یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ کس پوائنٹ پر اپنے کام کے لوگوں کی ڈیوٹی ہے پھر الفروزے نے محسوس کیا تھا کہ ژرولی اسے اپنے طور پر بھی بھانپنے کی کوشش کر رہی ہے۔

"جب تک یہ کام ہو ہم کیوں نہ تھوڑی سی تفریح کر لیں": ژرولی نے اس سے فرانسیسی میں کہا "یہ علاقہ بہت خوب صورت معلوم ہوتا ہے۔" پہلی بار اس نے واجبی سی اطالوی ہی میں الفروزے سے بات چیت کی تھی۔ لیکن دوسری ملاقات پر الفروزے نے اسے

بتایا تھا کہ وہ فرانسیسی بھی آسانی سے بول سکتا ہے اس پر ژرولی نے بے حد خوشی ظاہر کی تھی کیونکہ فرانسیسی کو تو وہ اپنی مادری زبان ہی سمجھتی تھی۔

تفریح کی تجویز پر الفروزے اچھل پڑا اور بولا "میں خود بھی تمہیں اوسٹا دکھانا چاہتا تھا۔ لیکن تمہارا باس مجھے بے حد بور آدمی معلوم ہوتا ہے۔

"شریف آدمی ہے۔ کوئی خاص بات نہیں۔ میری کوئی بات نہیں ٹالتا۔"

"تمہاری بات کون ٹال سکے گا اچھی خاتون۔ تم سے زیادہ خوش ذوق اور ذہین خاتون میری نظر سے ابھی تک نہیں گذری۔"

"شکریہ!" وہ شرما گئی۔

الفروزے کی قلعے جیسی رہائش گاہ میں ان کا دوسرا دن تھا لیکن اسے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے دونوں برسوں سے اکٹھے رہتے چلے آئے ہوں اس عورت نے اسے بے حد متاثر کیا تھا۔ شاید پہلی عورت تھی ورنہ وہ صرف کھلاڑی تھا۔

آج کی شام اوسٹا کے سب سے شاندار ہوٹل میں گذارنے کا پروگرام بنا تھا۔۔۔ شیپرڈ نے اس تجویز پر برا منہ بنایا تھا۔ جیسے اچانک کسی طرف کی ڈاڑھ دکھنے لگی ہو لیکن پھر سنبھل گیا تھا اور تجویز منظور کر لی تھی۔

"محض تمہارا ایک نظر دیکھ لینا ہی کافی ہوتا ہے۔ سارے معاملات ٹھیک۔"

الفروزے مسکرا کر بولا۔ "آخر اس خچر کے ساتھ کیسے وقت گذارتی ہو۔"

"ہر وقت قوم کی فکر میں گھلتا رہتا ہے۔ دراصل ہم لاطینی امریکی بڑی دشوار زندگی بسر کر رہے ہیں۔"

"آخر تم۔۔۔۔۔ یورپ چھوڑ کر وہاں کیوں چلی گئی تھیں۔ اٹلی ہی آ گئی ہوتیں۔"

"قصور میرا نہیں والدین کا ہے میں تو پیدا بھی نہیں ہوئی تھی تب ہی وہ وہاں چلے گئے تھے اور شہریت حاصل کر لی تھی۔"

"اب آ جاؤ۔"

"نہیں اپنی پوزیشن سے مطمئن ہوں۔ موسیو آلن شیپرڈ کی سیکریٹری ہونا معمولی بات نہیں۔ کمانڈر انچیف تک مجھے بڑے ادب سے سلام کرتا ہے۔"

"خیر..... خیر..... بڑا مت ماننا ہمدردی میں یہ بات کہہ دی تھی۔"

"شکریہ!" میں نے بُرا نہیں مانا۔"

"آخر تمہارے باس کو فرانسیسی کیوں نہیں آتی جب کہ اس کا باپ بھی فرانسیسی ہی تھا۔"

"اس کے باپ کو [illegible] آتی تھی اور شائد دادا کو بھی نہ آتی ہو۔"

"عجیب بات ہے۔"

"قطعی نہیں۔ یہ لوگ فرانس اور فرانسیسیوں سے نفرت کرتے ہیں دراصل ان کے ساتھ واقعہ ہی ایسا ہوا تھا۔ اس کے دادا کے باپ کی بہن نپولین کی محبوباؤں میں سے تھی۔"

"اچھا وہ جوزیفائن۔" الفرڈے نے اپنی معلومات کا سکہ بٹھانا چاہا۔

"وہ تو بیوی تھی محبوبہ نہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جوزیفائن اس پر بُری طرح چھائی ہوئی تھی اور وہ اس سے بہت زیادہ ڈرتا تھا۔ لیکن دوسری عورتوں سے بھی اس کے تعلقات تھے۔ باس کے دادا کا باپ اس کی فوج میں ایک چھوٹا آفیسر تھا۔ اس کی بہن خوب صورت تھی۔ نپولین کی نظر اس پر پڑ گئی۔ اور وہ بے چین ہو گیا ظاہر ہے کہ وہ نپولین ہی تھا وہ لڑکی اس تک کیوں نہ پہنچتی پھر دادا کا باپ نہایت تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کرنے لگا۔ بہر حال جب نپولین اپنی فوج کے ساتھ کسی مہم پر روانہ ہوتا تو کوئی نہ کوئی محبوبہ اس کے ساتھ ہوتی جوزیفائن کو اس پر شبہ ہونے لگا تھا۔ لہٰذا وہ اچانک فوج کے پڑاؤ پر پہنچنے لگی تھی۔ ایسے ہی ایک

موقع پر نپولین کسی سرحدی قلعے میں فروکش تھا اور باس کے دادا کی بہن اس کے ساتھ قلعے میں تھی کہ اچانک جوزیفائن پہنچ گئی نپولین اسے دارالحکومت میں چھوڑ گیا تھا۔ بہر حال وہ پہنچی تو نپولین نے بوکھلاہٹ میں باس کے دادا کی بہن کو ایک بڑے صندوق میں بند کر دیا اور جوزیفائن کے لئے عشرت گاہ کا دروازہ کھول دیا۔ وہ رات بھر وہاں رہی اور بے چاری محبوبہ صندوق میں بند رہی۔ دوسرے دن جب جوزیفائن چلی گئی تو صندوق کھولا گیا۔ محبوبہ دم گھٹ جانے کی وجہ سے چپ چاپ مر چکی تھی۔ دادا کے باپ کو علم ہوا تو وہ صدمے سے پاگل ہو گیا۔ جب طبیعت کچھ سنبھلی تو فرانس سے فرار ہو گیا۔ اسے فرانس اور نپولین دونوں سے نفرت ہو چکی تھی۔ انگلستان پہنچا اور نپولین کے بہتیرے فوجی راز انگریزوں پر ظاہر کر دیئے اس کے عوض خاصی دولت سمیٹ کر امریکہ کی طرف جا نکلا۔ وہیں شادی کی باپ کا دادا جنوبی امریکہ چلا آیا تھا۔ قصہ کوتاہ اس خاندان نے زبردستی بھلا دیا کہ وہ فرانسیسی تھا۔ باس تو اب خود کو خالص لاطینی امریکی سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس کی ماں کسی یورپی نسل سے تعلق نہیں رکھتی تھی [illegible] کے ایک سردار کی بیٹی تھی۔"

"دردناک کہانی ہے۔ یہ نپولین تو سخت نالائق آدمی ثابت ہوا۔ اب میں بھی اس کی عزت نہیں کروں گا۔ دادا کے باپ کی حمایت میں۔" الفرڈے بولا اور ژولی ہنس پڑی۔ شام خوشگوار گذری تھی اور رات گئے ہوٹل سے واپس آئے تھے.....!

الفرڈے کو ایک خادم نے بتایا کہ اسے فون پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرنے کو کہا گیا ہے۔ وہ کمبخت بھاگا تھا فون والے کمرے کی طرف اور تھوڑی دیر بعد ایڈلاولے سے گفتگو کرتا ہوا نظر آیا تھا۔

"نہیں باس" اس نے اس کو جواب میں کہا تھا۔ "ابھی تک ان کی طرف سے

کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اس بار میں نے ہیڈ کوارٹر ہی سے دو ایسے آدمی بھجوا دیئے ہیں کہ اگر مطلوبہ عورت میک اپ میں بھی ہو تب بھی کسی نہ کسی طرح پہچان لی جائے چلنے کا انداز اور آواز تو نہ بدل سکے گی۔"

"ٹھیک ہے!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "تم نے عقل مندی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کا ملنا بے حد ضروری ہے۔"

"ضرور ملے گی باس۔"

"دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز آئی۔ "کال ختم ہوئی۔" اس نے ریسیور رکھ دیا اور پھر وہیں آ گیا جہاں ٹرول کو چھوڑ گیا تھا لیکن وہ شاید اپنی خوابگاہ میں جا چکی تھی۔ ٹھنڈی سانس لے کر وہ وہیں ایک صوفے میں دھنس گیا۔ اس عورت نے تو اس کی راتوں کی نیند چھین لی تھی اور مستقل طور پر اسی ادھیڑ بن میں پڑا رہتا تھا کہ کسی طرح اسے لاطینی امریکہ نہ جانے دے۔ بظاہر یہ مشکل نظر آ رہا تھا۔ لیکن وہ الفروزے ہی کیا جو ہمت ہار دیتا۔

○

دونوں گاڑیاں آہستہ آہستہ چل رہی تھیں کیوں کہ راستہ بے حد دشوار گزار ہوتا جا رہا تھا۔ صبح ہونے کو تھی جب وہ منزل مقصود پر پہنچے۔

جیمسن عمران سے کہہ رہا تھا "مجھے تو بوڑھا شکی معلوم ہوتا ہے۔"

پرواہ مت کرو! ہمیں یہاں کی ایسی جگہوں سے واقف ہونا چاہیئے بوڑھا میری معلومات میں اضافے کا سبب بنے گا۔ میرے لئے بے حد قیمتی ہے۔ ہاں یہ تو

بتاؤ کہ تم نے کیوں کر بات بنائی تھی۔ اپنے اور میریانا کے تعلقات کے بارے میں کیا بتایا تھا۔"

جیمسن نے من و عن سب کچھ دہرایا اور عمران پر تشویش لہجے میں بولا "اب کہانی بدلنی پڑے گی۔"

"کیوں۔"؟

"احمق۔۔۔۔۔۔ میریانا نے ان دونوں کو اسی کی موجودگی میں پہچانا تھا۔ اور اس کی زبان سے کچھ ایسی باتیں نکل گئی تھیں جو تمہاری کہانی کی روشنی میں نہ نکلنی چاہیئے تھیں۔ خیر میں بات برابر کر لوں گا اور وہ مطمئن بھی ہو جائے گا۔"

"آپ جانیں!" جیمسن برا سا منہ بنا کر بولا "خواہ مخواہ یہ بلا گلے لگالی ہے۔"

"نہ لگاتا تو خود اڈیلادا میرے پیچھے نہ دوڑتا ہوتا یہ اس کے کسی ایسے راز سے واقف معلوم ہوتی ہے جس کا خود اسے علم نہیں ہے کہ وہ بہت اہم ہوگا۔"

"اس نے بتایا تو تھا کہ وہ حکام سے کسی اور شکل میں ملتا ہے۔"

"یہ بھی اہم ہے۔ ممکن ہے کچھ اور بھی نکل آئے۔ شروع ہی سے تھوڑا تھوڑا کر کے ا بتاتی رہی ہے۔ میں سوال ہی اس طرح کے کرتا رہا تھا کہ اسے اگلنا پڑا تھا۔ ابھی اور بھی بہت کچھ اگلے گی دیکھتے جاؤ۔"

آہستہ آہستہ رات کی دھند چھٹتی جا رہی تھی۔ پھر سورج طلوع ہوا بڑی خوب صورت جگہ تھی۔ اور یہاں ایسی چٹانیں اور کھڈ بھی موجود تھے جن میں پوری پوری گاڑیاں چھپائی جا سکتی تھیں۔

"قریب ہی ایک چھوٹی سی میٹھے پانی کی جھیل بھی ہے" بوڑھا بولا۔ جنگلی مرغ بکثرت ہیں۔ مہینوں محض شکار پر گزارا ہو سکتا ہے۔ تم دیکھ رہے ہو ان اونچی اونچی چٹانوں کو بس یہ سمجھ لو کہ یہ ایک بہت مضبوط قلعہ ہے۔ تین آدمی ایک پوری

حملہ آور فوج کا صفایا کر سکتے ہیں اگر گھیر لئے جائیں۔"

"اس میں تو شک نہیں!" عمران سر ہلا کر بولا "خیر میں اب آپ کو سچی کہانی سنا دوں۔ میریانا نے آپ کے ڈر سے اصل بات نہ بتائی ہوگی۔"

بوڑھا اسے طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے سچی کہانی سن کر شاید صدمہ ہوگا۔

"در اصل جین مراکشی میرا بہت پرانا دوست ہے۔" عمران نے کچھ دیر خاموش رہ کر کہا۔

"ہر سال یہاں آتا ہے اور کچھ دن میرے ساتھ قیام کرتا ہے اس بار بھی آیا تھا۔ میں اپنی ذاتی لانچ میں اس کے ساتھ کوہ کے کناروں پر تفریح کر رہا تھا۔ ایک رات ہم اپنی لانچ میں بلیگیو کی طرف واپس آ رہے تھے کہ ایک تیز رفتار لانچ ہم سے ذرا فاصلے سے گذرتی چلی گئی۔ اس پر سے کسی کو پانی میں پھینکا گیا تھا اپنے پیشے کی بنا پر میری عقل بھی تیز ہونی چاہیئے اور نظر بھی۔ میں نے جین سے کہا کسی آدمی کو پھینکا گیا ہے۔ وہ بولا کوئی وزنی چیز تھی اور بس...... پھر میں نے اپنی لانچ کی رفتار بہت کم کر دی اور وہ لانچ تو اتنی دیر میں نہ جانے کہاں پہنچی ہوگی۔ بہرحال اب ہمیں واضح طور پر محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی ڈوب جانے سے بچنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ پھر قبل اس کے کہ وہ ڈوب ہی جاتا ہم اس کے قریب پہنچ گئے اور اسے بچا لیا۔ وہ یہی آپ کی بھتیجی میریانا تھی۔

"خدا مجھ پر رحم کر۔" بوڑھے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ پھر وہ بولا "اچھا تو پھر۔"

"کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی نادانستگی میں پھنس جاتا ہے۔ یہی حال آپ کی بھتیجی کا بھی ہوا تھا۔ اسے اس طرح سمجھیے کہ میں تلاش معاش میں سرگرداں

ہوں۔ کسی تجارتی فرم میں ملازمت مل جاتی ہے لیکن کچھ دنوں کے بعد مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں دراصل اسمگلروں کے چنگل میں بُری طرح پھنس چکا ہوں تو پھر کیا ہو گا۔ کیا وہ مجھے چھوڑ دیں گے۔"

"قطعی نہیں! اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ تم سب کچھ جان گئے ہو اور بھاگنا چاہتے ہو تو انہیں جان سے مار دیں گے۔"

"بس یہی کچھ آپ کی بھتیجی کو بھی پیش آیا ہے۔ بہت اچھی عورت ہے۔ آج کل کے دور میں ایسی عورتیں کم ہوں گی۔ لیکن ناتجربہ کاری کی بنا پر ان کے ہاتھوں میں پڑ گئی اور ان کے ایک بہت ہی اہم راز سے بھی واقف ہو گئی پھر یہ ہوا کہ ان لوگوں کو اس کا علم بھی ہو گیا کہ اسے وہ بات معلوم ہوئی ہے جس کا علم کسی کو بھی نہیں ہونا چاہیئے کیوں کہ یہ ادارے کے سربراہ کا ایک ذاتی راز تھا اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں بہت دنوں سے اس ادارے کی فکر میں ہوں کیونکہ میرا چھوٹا بھائی بھی ان کا شکار ہو کر مارا گیا تھا۔

"خداوندا...... بوڑھا کراہ رہا تھا۔"

"یہ ہے سارا قصہ۔ اب آپ میری اور ان دونوں کی گفتگو سن کر ہی اندازہ لگا سکیں گے کہ وہ کیسے لوگ ہیں۔ ابھی میں نے ان سے پوچھ گچھ نہیں کی۔ آپ کی موجودگی ہی میں کروں گا۔"

بوڑھا کچھ کہنے ہی والا تھا۔ عقب سے اس کی بیوی کی آواز آئی: "ناشتہ تیار ہے لیکن وہ دونوں تو ابھی تک ہوش میں نہیں آئے۔"

"فکر نہ کیجئے! مریں گے نہیں۔ اب یہ گہری نیند ہے بے ہوشی نہ ہوگی" عمران بولا۔

انہوں نے زمین پر فرش بچھا کر ناشتہ کیا اور پھر بوڑھا یکبیک چونک

کر بولا۔

"ارے تم نے تو یہ بتایا ہی نہیں! پچھلی رات کہاں سے ٹپک پڑے تھے"

"میں بھی انہی کی اسٹیشن ویگن کے پچھلے حصے میں موجود تھا۔"

"وہ کس طرح؟"

"میرا اندازہ تھا کہ آپ کے گھر کی نگرانی ضرور ہو رہی ہو گی اس لئے میں نے واپسی کی اداکاری کی تھی۔ حقیقتاً بستی سے گیا نہیں تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں بعد میں نے انہیں ڈھونڈ نکالا۔ اگر پچھلی رات آپ لوگ گھر ہی میں ٹھہرے رہتے تو بھی میریانا آپ کے ہاتھ سے نکل جاتی۔ انہوں نے اندھیرا ہوتے ہی اپنی اسٹیشن ویگن آپ کے پچھواڑے کھڑی کر دی تھی اور خود وہاں سے ہٹ کر تھوڑے ہی فاصلے پر مکان کی نگرانی کرتے رہے تھے۔ بس مجھے ان کی گاڑی میں چھپ رہنے کا موقع مل گیا۔"

"اگر تم ان لوگوں کے بارے میں پہلے ہی جانتے تھے تو پہلے کیوں نہ پکڑوایا"

"کوئی واضح ثبوت بھی تو ہو۔ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ان لوگوں کا سربراہ کتنا طاقتور اور ذی اثر آدمی ہے۔ طریق کار ایسا ہے کہ اس تک ہر ایک کی پہنچ ناممکن ہے اگر وہ مار ڈالا جائے تبھی یہ قصہ ختم ہو گا۔ قانون تو اس کے سامنے بالکل بے بس ہو کر رہ گیا ہے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اگر آپ کی بھتیجی عدالت میں بیان دے ڈالے تو اس کا کچھ بگڑ جائے گا...... ہرگز نہیں۔ اس کا نام لینے پر عدالت میں ایک ایسا شخص پیش ہو گا کہ خود عدالت ہی اسے ایڈلاوا تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہو گی۔"

"کیا نام لیا تم نے؟" بوڑھا چونک پڑا۔

"ایڈلاوا۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔ لیکن عدالت اسے ایڈلاوا کیوں تسلیم نہ کرے گی...!"

"اس لئے کہ حکام کے لئے کوئی اور شکل رکھتا ہے اور ماتحتوں کے لئے کوئی اور شکل...... کوئی نہیں جانتا کہ اس کی اصلی شکل کیسی ہے۔"

"تبھی ایڈلاوا کہلاتا ہے؟"

"میں نہیں سمجھا محترم۔"

"جنوبی امریکہ میں جو انکا قوم آباد تھی۔ اس کا بڑا آخری بادشاہ مونٹے زوما سورج کے علاوہ ایڈلاوا کا بھی پجاری تھا۔ ایڈلاوا کا مطلب ہے۔ آواز ہی آواز...... یعنی آواز کا دیوتا تھا۔ اور کوئی مخصوص شکل نہیں رکھتا تھا۔"

"خوب!" عمران جیمسن کی طرف دیکھ کر بولا "دیکھو! میں نے تم سے کہا تھا نا کہ بڑے صاحب بہت قیمتی چیز ہیں اور میں ان سے بہت کچھ سیکھوں گا"

"مانتا ہوں تمہاری مردم شناسی کی صلاحیت کو۔"

میریانا دم بخود تھی۔ اس وقت جو باتیں ہو رہی تھیں۔ وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھیں۔ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ بُربُر ڈھپ اس طرح ایڈلاوا کا نام لے بیٹھے گا اور پھر اس پر حیرت تھی کہ اس کے چچا نے خود اس سے ابھی تک کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

"اب سنئے کہ ایڈلاوا بظاہر کیا ہے اور بباطن کیا ہے؟" عمران نے کافی کی چسکی لے کر کہا۔ "بین الاقوامی خیراندیش کے نام سے اس نے جنیوا میں ایک ایسا ادارہ قائم کر رکھا ہے جو بیرونی تاجروں کے مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کی قانونی حیثیت ہے لیکن حقیقت میں اسی ادارے کے توسط سے اسلحہ کی سمگلنگ ہوتی ہے ایک ملک کے راز چرا کر کسی دوسرے ملک کے ہاتھوں

فروخت کیے جاتے ہیں۔ چوری کا یورینیم اور پلوٹونیم ایڈلاوا کے ہاتھ لگتا ہے اور وہ اسے ترقی پذیر ممالک کے ہاتھوں فروخت کر دیتا ہے کچھ ملک اس پلوٹونیم سے ناجائز فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ ایٹمی دھماکے کر کے پانچویں سوار بننا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کے پڑوسی ملک ان سے لرزتے رہیں۔"

"تب تو بے حد خطرناک آدمی ہے۔"

"میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ اسے تلاش کر کے مار ڈالوں گا۔ ادارہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کس طرح اس پر ہاتھ ڈال سکو گے۔"

"وقت بتائے گا۔"

ناشتے کے بعد میریانا عمران کو دوسروں سے الگ لے گئی اور برس پڑی۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو؟۔ مجھ سے کوئی اور کہانی سنوائی اور اب سچی ہی بات کہہ دی۔"

"تمہارے چچا کو تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ بے چارے نے کب تم سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تھا۔ سنو! تمہاری پچھلی رات والی حماقت کی بنا پر مجھے ایسا کرنا پڑا۔ نہ تم ان دونوں کو پہچان کر بکواس شروع کر دیتیں اور نہ اس کی نوبت آتی۔"

"پہچان لینے پر میرے اعصاب قابو میں نہیں رہے تھے۔"

"لہٰذا میں نے معاملہ برابر کر دیا۔ اب غور سے سنتی رہو کہ میں نے انہیں کیا بتایا ہے ورنہ اگر وہ کچھ پوچھ بیٹھے اور تم نے الٹا سیدھا جواب دیا تو.....؟"

پل بھر کے لئے خاموش ہو کر اس نے اسے تفصیل سے سمجھانا شروع کیا تھا۔

اور آخر میں میریانا بولی تھی۔ "چلو ٹھیک ہے۔ تم نے میرے پانی میں گرنے کی اصل

وجہ نہیں بتائی ورنہ میں تو مارے شرمندگی کے خود کشی کر لیتی۔ لیکن اگر وہ مجھ سے پانی میں پھینکے جانے کی وجہ پوچھ بیٹھے تو میں کیا بتاؤں گی۔"

"وہی راز دہرا دیا۔ جس سے تم اتفاقاً واقف ہو گئی تھی۔ یعنی ایڈلاوا نے ایک مقامی حاکم سے کہا تھا کہ آپ تشریف رکھیئے میں ایڈلاوا کو آپ کی آمد سے مطلع کرتا ہوں۔ پھر کمرے میں ایک ایسا آدمی داخل ہوا تھا جسے تم نے کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن وہ حاکم اسے ایڈلاوا ہی کی حیثیت سے جانتا تھا۔"

"چلو کام چل جائے گا۔" وہ سر ہلا کر بولی۔ "لیکن تمہاری کھوپڑی ہے یا۔!"

"کچا تربوز......!"

وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ جمیسن آگیا۔

"وہ جاگ پڑے ہیں!" اس نے اطلاع دی "اور ناشتہ مانگ رہے ہیں....!"

"آؤ دیکھیں!" عمران نے میریانا سے کہا

"نہیں! میری موجودگی کی ضرورت بھی کیا ہے۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے"۔ وہ جمیسن کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ وہ غار شور سے گونج رہا تھا۔ جہاں انہیں رکھا گیا تھا۔ ان کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے لیکن زبانیں بہت تیز رفتاری سے چل رہی تھیں اور بوڑھا ان کے سامنے خاموش کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔

"مسٹر پولیس آفیسر! تمہیں پچھتانا پڑے گا۔" ان میں سے ایک عمران کو دیکھ کر دھاڑا۔

"پچھتا ہی رہا ہوں تم لوگوں کی حالت دیکھ کر۔ رات ہی ٹھکانے لگا دیتا تو بہتر تھا۔"

"دونوں کی کھوپڑیوں میں سوراخ ہوتے اور اپنی ہی گاڑی میں پڑے نظر آتے۔"

"کس قانون کے تحت تم نے ہمیں باندھ رکھا ہے۔"

"ڈھمپ کے قانون کے تحت۔"

"یہ کون سا قانون ہے۔؟"

میرا اپنا قانون ہے۔ جہاں قانون بے بس نظر آنے لگتا ہے وہاں میں اپ قوانین مرتب کرتا ہوں۔"

"تمہاری لاش کا بھی پتہ نہ چلے گا۔"

"فی الحال اپنی خیر مناؤ۔ ناشتہ کر چکے ہو یا نہیں۔"

"میں تو دیر سے کہہ رہا ہوں۔" بوڑھے نے کہا۔ "اپنے ہاتھوں سے کھ پلا دیتا۔"

"لاؤ ناشتہ!" دوسرے نے بڑی ڈھٹائی سے کہا اور بوڑھا غار سے باہر نکل گیا۔

"اگر جاپانی میوزک ہو تو میں ٹین کی تھالی اٹھا لوں۔" جیمسن نے ان سے پوچھا۔

"تم کچھ نہیں جانتے۔" پہلا قیدی عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "تمہارے شانو پر نظر آنے والے نشان بتا رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ کسی ننھے منے اسٹیش کے انچارج ہو گے۔"

"کیا نہیں جانتا؟"

"اس بے ایمان عورت کی ہمدردی میں مارے جاؤ گے۔ اس نے ص ہزار لیرے کا غبن کیا ہے۔ جینوا میں اس کے خلاف رپورٹ درج کرا

جا چکی ہے۔"

"عمران نے طویل سانس لی اور جیمسن سے اردو میں بولا "بوڑھے کو روک دو۔ کہہ دینا کہ ابھی ناشتہ نہیں..... میں ان سے کچھ ضروری باتیں کر رہا ہوں۔"

"جیمسن چلا گیا۔

"تو اب یہ چال چلی گئی ہے۔"

"کیسی چال؟"

"ہو سکتا ہے تمہیں علم نہ ہو لیکن ایڈلاوا اور الفریڈ سے اچھی طرح جانتے ہیں۔ تم مجھے یہی کہانی سناؤ گے نا کہ یہ ایڈلاوا کی سیکرٹری تھی۔ جو بین الاقوامی خیر اندیشی کا سربراہ ہے اور یہ اس کے صد ہا ہزار لیرے لے بھاگی ہے۔"

"یہ حقیقت ہے۔"

"تو پھر تم خود کیوں دوڑے آئے تھے؟ جینوا پولیس کو مطلع کیا ہوتا۔"

"ہمیں اطلاع ملی تھی کہ وہ اپنے چچا کے یہاں مقیم ہے ہم نے سوچا کہ پہلے خود تصدیق کر لیں تو پھر پولیس کو مطلع کریں۔"

"تو پھر تصدیق کر کے واپس کیوں نہیں چلے گئے اس کے اغوا کا پروگرام کیوں بنا بیٹھے۔"

"تم اسے کسی عدالت میں بھی ثابت نہ کر سکو گے۔"

"اسے قتل کر کے غبن کی رقم خود ہتھیا لینا چاہتے تھے۔"

"بکواس ہے۔"

"سنو! سیدھی طرح بتا دو ایڈلاوا کہاں چھپا بیٹھا ہے۔ ورنہ تمہاری کھوپڑیاں کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائیں گی۔"

"ہم نہیں جانتے..... اپنی مرضی کا مالک ہے جہاں چاہے گا رہے گا۔

اس چکر میں نہ پڑو۔ ہمیں چھوڑ دو...... ہم تم سے جھگڑا نہیں کریں گے۔"

"جھگڑے کی بھی ایک ہی کہی۔ دو گھونسے کافی ہوں گے۔ تمہاری گردنوں کی ہڈیاں توڑنے کے لئے۔"

"تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"چلو یہی سہی۔ مگر اتنا ضرور جاننا چاہوں گا کہ تمہیں ایڈلاوا کے احکامات براہ راست ملتے ہیں یا کسی کے توسط سے۔"

"تمہیں اس سے کیا سروکار۔"

"سروکار نہ ہوتا تو پوچھتا کیوں۔"

وہ آدمی بڑی حقارت سے ہنس کر بولا "شاید تم ابھی حال ہی میں ایک دم ترقی کر کے انچارج بنے ہو۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

"بہت فرق پڑتا ہے۔ بھولے آدمی۔ مثلاً تم یہی نہیں جانتے کہ اس ترقی کو کس طرح برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ خیر تم دیکھ ہی لوگے جب ہمارے خلاف کیس بنا کر عدالت میں لے جاؤ گے اول تو یہ ہونا چاہیئے کہ ہم ایک گھنٹے سے زیادہ، حوالات میں گذار ہی نہ سکیں اور اگر معاملہ کسی بناء پر عدالت تک چلا بھی گیا تو وہی ہو گا جو ہم کہہ رہے ہیں۔ یعنی تم نے پولیس کو مطلوب ایک ملزم کو فرار ہو جانے میں مدد دی۔ سنو! پہلے قانون اچھی طرح پڑھ ڈالو اور پھر کارگزاریوں کے میدان میں نکلنا ورنہ مارے جاؤ گے۔"

"پھر تو واقعی...... کیا ایسا نہیں ہے کہ لگیبونیا زیکن کے معاملات تو جارڈی زیکن کے معاملات پر اثر انداز نہ ہوتے ہوں۔" عمران کا لہجہ ڈھیلا پڑ گیا۔

"کمال ہے کیا تم ایک معمولی سپاہی کے درجے سے سیدھی جست لگا کر انچارج

تک پہنچے ہو۔ حد ہو گئی۔ قانون کے محافظ اداروں کی یک جہتی ملک گیر ہے حتیٰ کہ وہ زیکن بھی جوائلی کے دستور کی طرف سے عطا کی ہوئی داخلی خود مختاری کے حامل ہیں۔ قانون کے محافظ اداروں کی ملک گیر یک جہتی کے منکر نہیں ہو سکتے۔ یعنی اگر سسلی یا سارڈینیا کا بھی کوئی معاملہ ہوتا تو تم قطعی بے بس ہو جاتے۔"

"اچھا...... اچھا.......... پہلے تم ناشتہ کر لو۔ پھر باتیں ہوں گی۔"

عمران نے کہا اور دوڑتا ہوا اس طویل غار سے باہر نکل آیا۔ ناشتہ بوڑھے نے پہلے ہی سے سنبھال رکھا تھا۔

"آپ یہیں ٹھہریئے۔" عمران نے اس سے کہا۔ "ہم دونوں ہی انہیں ناشتہ کرا دیں گے۔ ان کی گفتگو آپ کے لئے دل آزار ثابت ہو گی۔"

"سنو صاحبزادے میں نے اب تک کئی طرح کی باتیں سنی ہیں۔ اس سلسلے میں لہذا کچھ اور بھی سہی کیا فرق پڑے گا۔"

"نہیں میری بات مان لیجئے...... اسی میں بہتری ہے۔"

"اچھی بات ہے جیسا تم چاہو۔"

وہ دونوں ناشتہ لے کر غار میں داخل ہوئے تھے اور ایک ایک کو سنبھال لیا تھا۔

"بھئی اس کی کیا ضرورت ہے ہمارے ہاتھ کھول دو۔ پیر بندھے ہوئے ہیں۔"

"ناشتے کے بعد ہی اس کی بات بھی کرنا۔" عمران بولا۔

"اچھا...... اچھا...... تمہاری مرضی!"

جیمسن کی خوش مزاجی عود کر آئی تھی لیکن عمران نے اشارے سے اسے

خاموش ہی رہنے کو کہا تھا۔

دونوں انہی کے ہاتھوں سے کھاتے رہے۔ ناشتے سے فارغ ہو جانے پر انہوں نے فوری طور پر گفتگو کرنی چاہی تھی لیکن عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "کچھ دیر آرام کر لو۔ تم میں سے کوئی سگریٹ تو نہیں پیتا۔"

"نہیں......" جواب ملا۔

"شراب؟"

"بس یہی ایک تکلیف ہے...... کیا شراب بھی پلاؤ گے۔"

"فوراً........ ناشتے کے بعد ہی پیو گے۔"

"شاید ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ اس لئے کوئی حرج نہیں۔"

"جاؤ...... دو گلاس بنا لاؤ۔" عمران نے جیسن سے کہا۔ وہ اٹھ کر چلا گیا۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر ان میں سے ایک بولا "کیا شراب بھی خود ہی پلاؤ گے۔"

"کہو تو میریانا سے پلوا دوں؟" عمران اسے آنکھ مار کر مسکرایا۔

"بس بس......" اس نے غصیلے لہجے میں کہا "میں اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔" "بے ایمان عورت......"

"خیر تو ہم دونوں ہی ساقی گری کے فرائض انجام دے لیں گے۔"

"اب ہاتھ کھول دو...... قریب قریب مصالحت ہی ہو گئی ہے۔"

"شراب بھی اسی طرح پی لو۔"

"نہیں ہم شراب نہیں پئیں گے۔" دوسرے نے جھنجھلا کر کہا۔

"کیوں......؟"

"پچھلی رات کی زہریلی سوئی یاد ہے۔ میں نے کسی پولیس آفیسر کے پاس

ڈارٹ گن نہیں دیکھی۔"

"ذاتی شوق کی چیز ہے۔ خواتین کی موجودگی میں لباڈگی پسند نہیں کرتا۔"

"تمہاری یہ حرکت بھی غیر قانونی ہے کہ تم ڈارٹ گن استعمال کرتے پھرو۔ وہی اسلحہ استعمال کر سکتے ہو جو تمہارے محکمہ کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہوں۔"

"پھر تو غلطی ہو گئی۔ اچھا میں وعدہ کرتا ہوں کہ شراب پلانے کے بعد باری باری دونوں کے ہاتھ پیر کھول دوں گا۔"

"بھئی تم عجیب آدمی ہو...... آخر فرق کیا پڑتا ہے۔"

"شراب ہرگز نہ پینا۔" دوسرا بول پڑا۔ "اب بھی یہ دوبارہ بے ہوش کرنا چاہتا ہے۔ شراب میں کوئی خواب آور چیز شامل ہو گی۔"

"بے ہوش تو میں چپت لگا کر بھی کر سکتا ہوں۔ شراب اور خواب آور چیز کیوں ضائع کروں گا۔"

"بے وقوفی کی بات مت کرو۔" قیدی نے اپنے ساتھی سے کہا۔ "خواب آور چیز ہی دینی ہوتی تو کافی ہی میں دی جا سکتی تھی۔"

"کچھ سمجھے ننھے منے......" عمران دوسرے قیدی کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر ہنسا۔ اتنے میں جیسن واپس آ گیا۔ دونوں ہاتھوں میں گلاس تھے۔ ایک اس نے عمران کو تھما دیا۔ اور دوسرا چڑچڑے قیدی کو پلانے بیٹھ گیا۔

"میں تو ہرگز نہیں پیؤں گا۔" وہ جھلا کر بولا۔

"سر پر انڈیل دو۔" عمران نے جیسن سے کہا اور اس نے سچ مچ یہی کر ڈالا۔ قیدی کے منہ سے مغلظات کا طوفان امڈ پڑا تھا۔ دوسرا قیدی ہنس رہا تھا۔ چڑچڑا قیدی اس پر برس پڑا۔ لیکن وہ مزے لے لے کر عمران کے ہاتھوں گھونٹ

گھونٹ کر کے پیتا رہا۔ ہر گھونٹ پر آسودگی کی گہری سانس لیتا تھا...... خالی گلاس عمران نے جیسن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "دوڑ کر گلاس دے آؤ کہیں ٹوٹ پھوٹ نہ جائیں۔"

"اب کھول دو ہاتھ" قیدی بولا

"بات دراصل یہ ہے کہ دستور کہ میں کھلائے پلائے بغیر نہیں مارتا۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر تم مجھے وہ اطلاعات بہم نہ پہنچاؤ گے جو میں چاہتا ہوں تو تم بھی الفرڈے کے ہیلی پلیٹ ہی کی طرح غائب ہو جاؤ گے۔"

"گگ...... کیا مطلب؟"

"مطلب صاف ہے کہ میں وہ نہیں ہوں جو تمہیں نظر آ رہا ہوں۔"

"یعنی...... یعنی......"

"میریانا کو میں نے بچا لیا تھا۔ الفرڈے کو ٹرلینی پارک میں للکار کر اتنی دیر تک میں نے ہی الجھائے رکھا تھا کہ اسٹیمر تباہ کر دیا جائے۔"

"احمق یونانی طالب علم۔"

"درست سمجھے۔"

"آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو۔"

"ایڈلاوا کی موت۔"

دونوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔ خوفزدگی کے آثار انکی آنکھوں سے جھانکنے لگے تھے۔ چڑچڑے قیدی کی اکڑ بھی غائب ہو چکی تھی اور بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگتا تھا۔ عمران بھی کچھ کہے سنے بغیر اٹھا تھا اور باہر نکلا چلا آیا تھا۔ بوڑھا پہلے ہی سامنے پڑا تھا۔

"انہیں سوچنے اور آپس میں مشورہ کرنے کا موقع دے آیا ہوں۔" عمران نے بوڑھے کے سوال کا جواب دیا۔

"کیا سوچنے کا؟"

"یہی کہ جو کچھ میں ان سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اسے بتا ہی دینے پر بخیریت رہ سکیں گے۔"

"اگر نہ بتایا تو؟"

"میں یہی سمجھوں گا کہ وہ لاعلم ہیں۔"

"پھر کیا کرو گے؟"

"انہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

"لیکن اس کا خیال رکھنا کہ انہوں نے یہ جگہ دیکھ لی ہے۔"

"بے ہوش آئے تھے اور بے ہوش ہی جائیں گے۔ آنکھ کھلنے کے بعد غار ہی تک محدود رہے ہیں اس لئے ان کے فرشتے بھی یہ جگہ دوبارہ دریافت نہ کر سکیں گے۔"

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

دیکھوں وہ جنگلی مرغیوں کا شکار بھی ہو جائے۔ بہت دنوں سے شکار کا گوشت نصیب نہیں ہوا۔"

"ضرور...... ضرور......" بوڑھا چہکا۔

الفرڈے بہت مسرور تھا۔ ڈولی آہستہ آہستہ راہ پر آ رہی تھی۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی محسوس کرتا تھا کہ ہر معاملے وہ عام عورتوں سے بہت مختلف ہے۔ ہر طرح کی بے تکلفی برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لئے وہ بعض معاملات میں بے حد محتاط رہتا تھا۔ وہ خود بھی نہیں چاہتا تھا۔ کہ اپنے بارے میں اس کے ذہن پر کوئی ناگوار تاثر چھوڑے۔

آج انہوں نے اوسا کی تاریخی عمارت دیکھنے کا پروگرام بنایا تھا۔ ڈولی ہوٹلوں کی تفریح سے اکتا گئی تھی۔ لیکن اس کا باس تو بعض قسم کی تفریحات سے اکتایا اکتایا سا نظر آتا تھا۔

تاریخی عمارات کے بارے میں وہ کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا اس کی دانست میں ہر دور کی تاریخی عمارات آدمی پر آدمی کے جبر کی کہانیاں سناتی ہیں۔ یعنی کوئی ایک فرد اتنا دولت مند تھا کہ اس نے ہزاروں کیڑوں مکوڑوں سے دو وقت کی روٹی کے حصول کی خاطر بہت وزنی وزنی پتھر اٹھوائے ہوں گے۔

"سچ مچ پاگل معلوم ہوتا ہے۔" الفرڈے اس کے خیالات سے آگاہ ہو کر بولا تھا۔

"فلسفی بھی ہے۔" ڈولی کا جواب تھا۔ "آدمی آدمی کی برابری کا قائل ہے ہر بڑی اور شاندار عمارت کو دیکھ کر کہہ اٹھتا ہے کہ اگر اس کو توڑ کر اس کی اینٹوں سے لاتعداد چھوٹے چھوٹے مکانات بنا دیئے جائیں تو کتنے آدمیوں کو سر چھپانے کی جگہ مل جائے گی۔ لیکن یہ منحوس عمارتیں خالی پڑی رہتی ہیں۔ اور ٹھیک اسی وقت ہزاروں جھونپڑیوں کو کوئی بڑا طوفان اڑا لے جاتا ہے اور ان کے مکین بے بسی سے کھڑے جھینکتے رہ جاتے ہیں۔"

سوال یہ ہے کہ آخر ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہم تین سو سال پہلے کہاں تھے۔"

الفرڈے بولا۔ اس پر ڈولی نے کہا۔ "ٹھہرو! میں اس سے جا کر پوچھتی ہوں اور اس کا جواب تم تک پہنچا دوں گی۔"

"ارے چھوڑو۔"

"نہیں! تمہارا یہ سوال بھی خاصی اہمیت رکھتا ہے اگر آثار قدیمہ نہ ہوتے تو ہمیں کیوں کر معلوم ہوتا کہ ہم اس وقت کہاں کھڑے تھے۔"

وہ سچ مچ عمارت کے اس حصے کی طرف دوڑ گئی جس میں ان کا قیام تھا الفرڈے شاید نہیں چاہتا تھا کہ وہ اٹھ کر چلی جائے۔ اس لئے اس کا منہ بگڑ گیا تھا۔ ٹھیک اسی وقت ایک خادم نے ہیڈ کوارٹر کی کال کی اطلاع دی۔ منہ کچھ اور بگڑ گیا۔ طوعاً و کرہاً اٹھ کر فون کے قریب پہنچا تھا۔

"ہیڈ کوارٹر۔!" دوسری آواز آئی۔ "بات کیجئے۔"

"ہیلو... !"

"میں شگانوں بول رہا ہوں جناب .... وہ دونوں واپس آگئے ہیں۔"

"کیا خبر لائے ۔!"

"ابھی تو ہسپتال میں بے ہوش پڑے ہیں۔ ہوش میں آنے پر شاید خبر بھی دے سکیں۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔" الفرڈے دھاڑا۔

"آج صبح دفتر کے سامنے فٹ پاتھ پر بے ہوش پڑے پائے گئے۔ ان کے لباس تار تار تھے۔"

"معلوم کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ اس حال کو کیوں کر پہنچے۔"

"کچھ معلوم کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے تاوقتیکہ وہ خود ہی ہوش میں آ کر

نہ بتائیں۔"

"اچھی بات ہے!" الفرونزے نے کہا اور جھلا کر ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ شدید غصہ آیا تھا۔ یہ بھول گیا کہ وہ واپس آنے والی ہو گی۔ ایک بات ہی تو پوچھنے گئی تھی اپنے باس سے۔"

اس کی مٹھیاں سختی سے بھنچی ہوئی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دیواروں پر مکے برسانا شروع کر دے گا۔ اسی کیفیت میں وہ نشست کے کمرے میں واپس آیا۔ یہاں اس نے ان دونوں ہی کو اپنا منتظر پایا۔۔۔۔۔۔ وہ فوری طور پر اپنا موڈ بحال کرنے سے قاصر رہا تھا۔ اسی لئے اسے ان دونوں پر غصہ آ گیا تھا۔ یہ بھی کوئی ایسی بات تھی کہ اس سے پوچھنے دوڑی گئی تھی۔ اور اب آئی ہے تو اسے بھی ساتھ لگا لائی ہے۔

"یہ کوئی ایسا اہم سوال تو نہیں تھا محترمہ۔" اس نے ناخوش گوار لہجے میں کہا ژولی نے کھٹاک سے اس کا ریڈ انڈین ترجمہ کھینچ مارا۔ شیپرڈ نے جواب میں کچھ کہا تھا اور ژولی الفرونزے سے فرانسیسی میں بولی تھی: "باس نے تمہارے جملے کے جواب میں کہا ہے کہ جب ان آثار قدیمہ کی تعمیر ہوئی تھی تو تم وہاں موجود نہیں تھے۔ آج تم ہو تو انہیں تعمیر کرانے والے نہیں ہیں۔ وہ وہاں کھڑے تھے۔ تم یہاں کھڑے ہو دونوں کا درمیانی فاصلہ۔۔۔۔۔۔"

"مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔" الفرونزے پوری بات سنے بغیر ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"اوہ اچانک تمہاری طبیعت ناساز ہو گئی ہے۔" وہ سنجیدگی اختیار کر کے بولی۔۔۔!

"ہاں میں معافی چاہتا ہوں۔" کہہ کر وہ واپسی کے لئے مڑنے ہی والا تھا۔ کہ اچانک ایڈلاوا پر نظر پڑی جو بائیں جانب والے دروازے میں کھڑا انہیں غور سے

دیکھے جا رہا تھا۔ آمد غیر متوقع تھی۔ اس لئے الفرونزے بری طرح بوکھلا گیا۔ اس کی دانست میں ایڈلاوا آج میک اپ کے بغیر ہی اپنی اصلی شکل میں اس تک آ پہنچا تھا۔ یعنی اسی شکل میں جس میں وہ اس سے اسٹیمر پر ملا کرتا تھا۔

اوہ۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ میرے مہمان ہیں۔۔۔۔۔۔ اور یہ فرم کے منیجنگ ڈائرکٹر۔"

ژولی نے غیر مانوس زبان میں اپنے باس کو بتایا تھا کہ وہ کون ہے اس پر اس نے بھی کچھ کہا تھا جس کا ترجمہ ژولی نے یوں کیا۔ "بڑی خوشی ہوئی لیکن ہمارا وقت بہت ضائع ہو رہا ہے۔"

ایڈلاوا نے ان سے مصافحہ نہیں کیا تھا۔ صرف سر کو خفیف سی جنبش دی تھی۔

"بزنس کی باتیں صرف مجھ سے کی جاتی ہیں۔" الفرونزے نے جلدی سے بولا اور ان سے معذرت طلب کر کے ایڈلاوا کے پیچھے چلنے لگا جو کچھ کہے بغیر دوسرے کمرے کی طرف مڑ گیا تھا۔

"میں آپ کو رپورٹ دینے ہی جا رہا تھا باس!"

"کیسی رپورٹ؟" اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"وہ دونوں!"

"مجھے علم ہے! وہ بھی اسی طرح پاگل ہو گئے ہیں۔ جیسے ایڈلی دے ساداں ہوئی تھی؟"

"میں اس حد تک علم نہیں رکھتا۔"

"میں بھی جاگتا رہتا ہوں۔۔۔۔۔ تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟"

"بالکل۔۔۔۔۔ بالکل۔۔۔۔۔ اگر ایسا نہ ہو تو ہم سب جہنم رسید ہو جائیں باس لیکن کیا یہ مناسب تھا کہ آپ اپنی اصلی شکل میں تشریف لائے ہیں۔"

"میری کوئی اصل شکل نہیں ہے۔"

الفرڈزے کی آنکھوں حیرت کے آثار نظر آئے تھے لیکن زبان نہیں

"اس گدھے سے کہہ دو کہ پلوٹونیم ہنسی کھیل نہیں ہے۔ انتظار کرنا
گا..... !"

"وہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں باس۔"

"اور وہ دوسری بات جو لاسلکی پیغام میں نہیں کہی جاسکتی تھی۔ وہ یہ کہ
ریل ڈی اوسٹا کی سرحدوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے اس لئے ایک تجربہ کار
تمہارے ساتھ جائے گا۔"

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے باس۔"

"پلوٹونیم لے جانے والی گاڑی وہ خود ہی ڈرائیو کرے گا اور اسی میں تم
کے بیٹھنے کا بھی انتظام ہوگا۔"

"بہت بہتر۔"

"بس اب ان کے پاس واپس جاؤ۔"

الفرڈزے واپسی کے لئے مڑ گیا تھا۔ یہ پوچھے بغیر کہ وہ ٹھہرے گا یا
چلا جائے گا۔ ایڈلاوا اسی طرح اپنے احکامات کی تعمیل چاہتا تھا۔

وہ دونوں ابھی تک وہیں بیٹھے ہوئے تھے اسے دیکھتے ہی ژرولی نے کہا
خوش مزاج ہو اتنا ہی تمہارا منیجنگ ڈائریکٹر گھنّا ہے۔"

"ٹھاپ ہوتا ہے! وہ بہت کم بولتے ہیں۔ لہٰذا اوقات کئی کئی دن تک ہم
دیکھتے تو رہتے ہیں لیکن آواز نہیں سن پاتے۔ بہرحال انہوں نے کہا ہے کہ
لگے گی۔ پلوٹونیم ہنسی کھیل نہیں ہے اور اس کی نقل و حرکت بھی آسان
اپنے باس کو بتا دو۔"

"بتا دوں گی۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تمہارا موڈ ٹھیک ہوا یا نہیں۔ شاید میرے ساتھ
کر دیکھ تمہیں کوفت ہوئی تھی۔"

"یہی بات تھی۔" الفرڈزے جلدی سے بولا۔

"یہ میرا عملی لطیفہ تھا۔ تم تو زبانی سناتے ہو۔"

الفرڈزے مسکرایا تھا۔

"تمہیں زور سے ہنسنا چاہیئے...... اس لطیفے پہ......!"

"میں ہنسوں گا تو یہ بھی کچھ سمجھے بوجھے بغیر ہنس پڑے گا۔ اور مجھے اس کی ہنسی
اچھی نہیں لگتی....... کیا میں تھوڑا سا آرام کرلوں؟"

"ضرور...... ضرور......" ژرولی اٹھتی ہوئی بولی اس کے ساتھ ہی اس
باس بھی اٹھ گیا تھا۔

الفرڈزے دوبارہ اسی کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں ایڈلاوا کو چھوڑ گیا تھا۔
لیکن اب وہ موجود نہیں تھا۔

* * *

جیمسن اور عمران دونوں جینیوا پہنچ گئے تھے جہاں جوزف بے کاری کے ایام
رہا تھا۔ عمران کو دیکھ کر اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"یردیس میں لاوارثوں جیسا برتاؤ نہ کیا کرو باس۔" اس نے شکوہ کیا۔

"صحت اچھی ہو گئی ہے تیری۔"

"بحر روم کی آب و ہوا مجھے تربوز بنائے دے رہی ہے۔ اگر زیادہ دِن
ورزشوں پر نہ صرف کرتا رہوں تو ہاتھی ہو جاؤں۔"

جیمسن بھی کچھ پوچھنے کے لئے بے چین تھا۔ جب عمران کچھ نہ بولا تو اس
جوزف کو آنکھ مار کر کہا۔ "مس موگمبی کی صحت بھی خدا کے فضل سے اچھی ہی

"میں کیا جانوں؟" جوزف جھنا کر بولا۔

"کیوں .... کیا اب نہیں اٹھتی بیٹھتی تمہارے پاس۔"

عمران نے جیمسن کو گھور کر دیکھا تھا۔

"کیا یہ یتیم خانہ ہے؟" اس نے غرّا کر پوچھا۔

"میں نہیں سمجھا یور مجسٹی۔"

"کبھی کے نائجیریا پہنچ گئے ہوں گے دونوں۔ انہیں متعلقہ سفارت خا
حوالے کر دیا گیا تھا۔"

"اسی لئے یہ خود کو لاوارث محسوس کر رہا تھا اور بات آپ کے ہجر پر

"پھر تم نے ہجریانا شروع کر دیا۔ کہیں تمہیں سعیٔ انفجار سے نہ دوچار ہونا پڑ

"ارے باپ رے!" جیمسن اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھتا ہوا بڑبڑا

پھر عمران انہیں اسی کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

"کیا کیا گذری، کہاں کہاں رہے۔" جوزف نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچ

"کچھ نہ پوچھو! تمہارا باس واقعی بے حد عجیب چیز ہے۔ ہر موڑ پر کوئی
لڑکی اس کے لئے پاگل ہو جاتی ہے۔ ایک نے تو بن باس لے لیا ہے وہ جنگل
کا گوشت کھا کھا کر اس کا انتظار کرے گی۔ ایک روم میں جھک مار رہی ہوگی

ل صفدر اور جولیا کہاں ہیں؟"

"میں کیا جانوں .... وہ یہاں کہاں۔"

میرا خیال ہے کہ پوری ٹیم یہیں موجود ہے اور سبھی کہیں نہ کہیں مصروف کار ہیں۔"

"اس خطرناک آدمی کا کیا رہا۔؟"

"ابھی تو ہم اس کے ماتحتوں ہی سے ٹکراتے پھر رہے ہیں۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس نے اس ملک میں ایک باطنی حکومت قائم کر رکھی ہو جس کا ظاہری حکومت احساس تو رکھتی ہو لیکن کوئی واضح نشاندہی نہ کر سکتی ہو لہٰذا اس سے نپٹنے کے لئے پوری فوج چاہیئے۔ ہم چار رسفیاں اس کا کیا بگاڑ لیں گی۔"

"فضول باتیں مت کرو۔" جوزف نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "میرا باس تنہا ایک پورا بریگیڈ ہے۔"

"جس سے لونڈیاں سرپڑایا کرتی ہیں۔"

"اے مسٹر لبس!" جوزف اسے مکہ دکھاتا ہوا بولا۔ "خدا اور مسیح کے بعد بس
کلا ہے میرے لئے سب کچھ، لہٰذا اپنی زبان کو لگام دو۔"

جیمسن بائیں آنکھ دبا کر ہنسا تھا۔

دو گھنٹے بعد پھر عمران سے ملاقات ہوئی اور اس نے جیمسن کو الگ لے جا کر کہا۔ "ہمیں اس عمارت سے نکل چلنا ہے۔"

"کیوں...؟"

"پولیس کو اس ہیلی کاپٹر کی تلاش ہے جس کے ذریعے ہم پوائنٹ نمبر
ک پہنچا تھا۔ الفرڈے کا پائلٹ بھی یہیں نظر بند ہے۔"

"لیکن اس کلوٹے کا کیا ہوگا۔؟"

"پرواہ مت کرو۔ یہ اب پھر شہزادہ بنے گا اور ہم سب اس کے خادم ہیں۔"

"محض ہیلی کاپٹر کی وجہ سے دربدری ہوگی؟"

"ہاں کیونکہ ننھی بیل کا پٹھ یہاں عام نہیں ہیں۔"

"مگر ہمارے ساتھ تو ایک قیدی بھی ہے۔"

"قیدی نہ سمجھو۔ اب اسے بھی دوست ہی سمجھو۔"

"وٹالینی کی غداری کے بعد بھی۔"

"وٹالینی کے انجام نے ہی تو اس کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ پوائنٹ ایکس کے پانچوں افراد کا حشر سن کر رو پڑا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ہمارے ہی ساتھ رہ کر بچا رہے گا۔ ان میں پہنچا اور مارا گیا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ ایکس ٹو کے یہ ایجنٹ کیسے ہیں جو اس حد تک بھی ہمارا تحفظ نہیں کر سکتے۔"

"یہ دوسری قسم کے ایجنٹ ہیں۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ساری دنیا میں ایکسٹو کے دو طرح کے ایجنٹ ہیں۔ عمل اور معاون۔ جیمسن ہمارے یہاں اس کا عملی ایجنٹ تھا۔ کس طرح سمجھاؤں ACTIVE سمجھ لو اور یہ لوگ صرف معاونت کرتے ہیں۔ عملی حصہ نہیں لیتے۔"

"سمجھ گیا۔"

"اس لئے ان کا تحفظ کرنا بھی ہم پر واجب و لازم ہے۔"

"لیکن میرا خیال اس سلسلے میں کچھ اور ہے۔"

"کس سلسلے میں؟"

"جوزف کے سلسلے میں۔ کیوں کہ اس کی شہزادگی بھی مشتبہ ہو چکی ہے۔ رو میں خواہ مخواہ ہی شہزادہ سمجھ لیا گیا تھا۔"

"ہاں اس میں خطرہ تو ہے۔"

"پھر کیوں نہ ہم اسے جنگل کا بادشاہ بنا دیں۔"

"کیا مطلب؟"

"اسے بھی وہیں پہنچا دیں جہاں وہ آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ اس کا چچا انگلش بھی جانتا ہے۔ لہٰذا دونوں ایک دوسرے کو اپنے اپنے کارنامے سنا کر اچھا وقت گزار لیں گے۔"

"میں تو فی الحال جنیوا نہیں چھوڑ سکتا۔"

"میں لئے جاتا ہوں۔" جیمسن چہک کر بولا۔

عمران نے اسے غور سے دیکھا ہی تھا کہ وہ تڑ سے بولا "جنگلی مرغیوں کا گوشت مجھے آوازیں دے رہا ہے۔"

"زیادہ ہاتھ پاؤں نہ نکالنے لگا۔ میریانا فطرتاً ریچھنی ہے۔"

"ارے لاحول ولا...... جو آپ پر نظر رکھتی ہو وہ معمولی چیز تو ہو ہی نہیں سکتی۔"

"اور تم صرف بندر بچے ہو...... لہٰذا محتاط رہنا۔"

"ارے تو کیا سچ مچ مجھے جانا پڑے گا۔"

"تجویز معقول ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی مرحلے پر مجھے پھر وہاں پہنچنا پڑے کیوں کہ مجھے مزید معلومات حاصل کر کے میریانا سے ان کی تصدیق کرنا پڑے گی۔ دراصل اس کے ذہن کی بناوٹ ہی کچھ ایسی ہے کہ جب تک کسی خاص سچویشن سے دوچار نہ ہو۔ بعض باتیں یاد ہی نہیں آتیں پہلے میں سمجھا تھا کہ وہ بہتیری باتیں چھپا گئی ہے۔"

"لیکن یہاں سے اس کو کیسے نکالوں۔"

"اس کا بھی انتظام ہو جائے گا...... تم فکر مت کرو۔"

میریانا چچی اور چچانے جنگل میں منگل بنا کر رکھ دیا تھا۔ چچانے اسے نشانہ باز سکھانی شروع کر دی تھی اور چچی ایسے داؤ پیچ بھی سکھاتی تھی جن کے سہارے وہ نہتی ہو کر بھی کسی مسلح دشمن کا مقابلہ کر سکتی۔ دن کا زیادہ تر حصہ سیر و شکار میں بس ہوتا اور اس کا چچا کہتا "میں واقعی ایسا ہی محسوس کرنے لگا ہوں جیسے اپنی عمر سے بی سال پیچھے چلا گیا ہوں۔"

ایک دن چچی اس سے جن مراکشی کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگی۔ اور میریا محسوس کیا کہ وہ کوئی خاص بات معلوم کرنا چاہتی ہے۔

"ہرگز نہیں!" میریانا نے کہا "ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمارے تعلقات محض دوستانہ ہیں اس سے آگے بڑھنے کا امکان نہیں۔"

"اور وہ پولیس آفیسر؟"

"بس ہمدرد ہے۔" میریانا کے لہجے میں درد کی لہر موجود تھی۔

بوڑھی اسے غور سے دیکھنے لگی۔ پھر مسکرائی تھی۔

"یہاں ضرور کچھ نہ کچھ ہے۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"اگر ہو بھی تو مجھے ناممکن ہی لگتا ہے۔"

"کیوں۔؟ ناممکن کیوں؟ میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔"

"اس حد تک بھی نہیں کہ بات آگے بڑھ سکے۔"

"تمہیں اب شادی کر ہی لینی چاہیئے۔"

میریانا کچھ نہ بولی۔ خالی خالی آنکھوں سے خلا میں دیکھتی رہی۔ چچی نے سنجیدگی سے سر کو جنبش دی تھی پھر کہا تھا۔ "ارے یہ بھی تو ضروری نہیں کہ وہ غیر شادی شدہ ہو۔"

"غیر شادی شدہ تو ہے لیکن وہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔" بوڑھی حیرت سے بولی "ابھی تک صرف مردوں کو یہ کہتے سنا تھا کہ عورت کو سمجھنا مشکل ہے ساری دنیا کے لٹریچر اسی بکواس سے بھرے پڑے ہیں۔ آج ایک عورت کی زبان سے یہ سن رہی ہوں کہ مرد اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔"

"کیا کروں۔۔۔۔۔۔ حقیقت یہی ہے۔"

"سب جذباتیت کے دھوکے ہیں۔ صرف عورت میں تھوڑا سا الجھاؤ ضرور پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ اکثر اوقات وہ اپنی ماتا کو کوئی واضح شکل نہیں دے پاتی اس سے غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔"

"چچی! الفاظ میں بیان کر سکتی تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ وہ کیسا آدمی ہے۔"

"خیر چھوڑو۔ پودے آہستہ آہستہ درخت بنتے ہیں ممکن ہے ابھی بیج سے صرف انکھوے ہی نے سر ابھارا ہو۔"

وہ ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ بوڑھا آج تنہا شکار کے لئے گیا تھا۔ دفعتہً انہوں نے کسی قسم کی آہٹ سنی تھی اور ان کے ہولسٹروں سے ریوالور نکل آئے تھے۔

"کوئی آہستہ آہستہ حرکت کر رہا ہے۔" بوڑھی نے کہا۔ "فاصلہ غالباً سو گز کا ہوگا۔ دیکھو۔"

اس نے چٹان کے اوپری حصے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ میریانا بڑی پھرتی سے اوپر چڑھتی چلی گئی اور سر ابھار کر دوسری طرف دیکھتے ہی پرمسرت لہجے میں چیخ پڑی تھ

حبشی مراکشی ۔"

پھر تیزی سے پیچھے پلٹ آئی تھی اور ہانپتی ہوئی بولی تھی "اس کے ساتھ ایک سیاہ فام آدمی بھی ہے ۔"

"تمہیں یقین ہے کہ مراکشی ہی ہے ۔"

"ہاں چچی ! کیا میری نظر کمزور ہے ۔"

اور پھر وہ دونوں نمودار ہوئے تھے ۔ جوزف نے بڑے ادب سے بوڑھی کو سلام کیا تھا اور میریانا کی مزاج پرسی کی تھی ۔ جیمسن نے اطالوی میں اس کی نیک خواہشات ان دونوں کو پہنچائی تھیں ۔"

"یہ کون ہے ؟" میریانا نے پوچھا ۔

"اپنے آفیسر کا خادم خصوصی اور ان کے لئے جان پر کھیل جانے والا ۔ چچا کہاں ہیں ؟"

"آج تنہا ہی نکل گئے ہیں شکار کے لئے !"

تھوڑی ہی دیر بعد وہ اس سے تنہائی میں ملی تھی ۔ اور پھر بے ڈھب کی باتیں شروع دی تھیں ۔

"ذکر تمہارا ہی رہتا ہے لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ کس جذبے کے تحت جیم بولا ۔

"کیا تم اسے سمجھ سکے ہو ۔ ؟"

اچانک انہوں نے کسی کی چیخ سنی اور اچھل پڑے ۔ آواز دوسری کی تھی کا اندازہ بھی ہو گیا تھا ۔ دونوں نے اس سمت دوڑنا شروع کر دیا تھا اور پھر جیم نے دیکھا کہ بوڑھی اور جوزف بھی اسی سمت دوڑے جا رہے تھے ۔ آواز پہچان گئی تھی ۔ میریانا کا چچا مسلسل چیخے جا رہا تھا اور آواز جھیل کی طرف سے آ رہی

جیمسن چھلانگیں مارتا ہوا جوزف کے برابر جا پہنچا تھا ۔

"یہ لڑکی کے چچا کی آواز ہے ۔ ادھر سے آؤ" وہ ایک طرف مڑتا ہوا بولا وہ دونوں بہت پیچھے رہ گئی تھیں ۔

انہوں نے دیکھا کہ بوڑھا ویریو جھیل کے کنارے غسل کے پاس میں اکڑوں بیٹھا بری طرح چیخ رہا ہے اس نے داہنے ہاتھ سے کوئی چیز پکڑ رکھی تھی ۔ قریب پہنچ کر جوزف اس پر جھک پڑا تھا ۔ بوڑھا اسے دیکھ کر اور زور سے چیخا ۔

"چچا ...... چچا ...... یہ اپنا ہی آدمی ہے ...... کیا بات ہے ؟"

لیکن وہ جواب دینے کی بجائے چیختا ہی رہا ۔

"کوئی شوٹ !" جوزف مڑ کر جلدی سے بولا "اس سے کہو ۔ اس پر زور نہ لگائے اگر یہ اندر ہی ٹوٹ گئی تو یہ دیکھتے ہی دیکھتے مر جائے گا ۔ بس پکڑے رہے ۔"

جیمسن نے بھی جھک کر دیکھا ۔ سرخ رنگ کا ایک کیچوا تھا جس کا کچھ حصہ بوڑھے کی دائیں پنڈلی کے گوشت میں پیوست ہو گیا تھا ۔ جیمسن نے اطالوی میں جوزف کی بات دہرائی ۔ پھر یاد آیا کہ بوڑھا پہلے ہی سمجھ گیا ہو گا ۔

"نہیں نکلتا ۔" بوڑھا کرب سے چیخا ۔

"عورتیں آ رہی ہیں ۔ انہیں ٹہلا لے جاؤ ۔ تم بھی ادھر مت آنا ۔ جلدی کرو ۔ اس کی زندگی خطرے میں ہے ۔"

"میں سمجھ رہا ہوں ۔ تم مجھ سے بات کرو ۔" بوڑھے نے انگریزی میں کہا ۔

"یہ بہت اچھا ہے مسٹر !" جوزف نے کہا ۔ "بس اسی طرح پکڑے رکھو کھینچنے کے لئے زور نہ لگاؤ ۔"

جیمسن عورتوں کی طرف دوڑ گیا تھا ۔ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر انہیں آگے بڑھنے سے روکتے ہوئے کہا "ادھر مت جاؤ ۔"

"بتاؤ...... کیا بات ہے ؟" بوڑھی ہانپتی ہوئی بولی۔

"خاص بات نہیں، کوئی آبی کیڑا چمٹ گیا ہے۔ شاید جھیل میں نہا رہے تھے۔ جوزف انہیں سنبھال لے گا۔"

"لیکن ہمیں کیوں نہیں جانے دیتے۔"

"میں نہیں جانتا...... جوزف نے یہی کہا ہے کہ عورتوں کو اس طرف نہ آنے دینا۔ دراصل اس کیڑے کو دیکھ کر تمہاری بھی چیخیں نکل جائیں گی۔"

"کوئی خطرے کی بات تو نہیں ؟"

"ہرگز نہیں۔ جوزف ان معاملات کا ماہر ہے۔"

"ہمیں دور ہی سے دیکھ لینے دو۔" میریانا نے چٹان کے اوپر سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ تنگ سا راستہ تھا اور جیمسن نے اب تک ہاتھ پھیلا رکھے تھے۔ بوڑھی اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر وہ زور سے چیخی تھی۔ "ڈیری ! کیا تم میری آواز سن رہے ہو ؟"

"ہاں...... آں...... سب ٹھیک ہے۔" چٹان کی دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اب اطمینان ہوا تمہارا۔"

"کیا ہم آجائیں ؟" میریانا نے چیخ کر پوچھا۔

"ہاں...... آں...... اب آ سکتی ہو۔" جواب ملا۔

"ہٹو...... چھوڑو راستہ۔" بوڑھی جیمسن کو دھکیلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

قریب پہنچ کر انہوں نے وہ کیچوا دیکھا۔ سات آٹھ انچ لمبا رہا ہوگا۔ گہری سرخ رنگت تھی۔

"کیا یہ زندہ ہے۔ ؟" میریانا نے پوچھا۔

"نہیں مر چکا ہے۔ اس شریف آدمی کو فرشتۂ رحمت سمجھو جو اچانک اس طرح وارد ہو گیا۔ ورنہ جانتی ہو کیا ہوتا۔" بوڑھا اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر بولا "ورنہ میری موت بھی واقع ہو سکتی تھی۔ تقریباً ایک انچ گوشت میں اتر گیا تھا۔ میں کھینچ نکالنے کے لئے زور لگا رہا تھا لیکن نہیں جانتا تھا کہ اس طرح موت کو دعوت دے رہا ہوں۔ آخر مہربان باپ نے اس فرشتے کو بھیج دیا اور اس نے کیڑے پر میری گرفت ڈھیلی کرا دی ورنہ اگر اس کا وہ حصہ جو گوشت میں پیوست ہو چکا تھا اندر ہی ٹوٹ جاتا تو میری موت واقع ہو جاتی۔"

بوڑھی سسکیاں لینے لگی تھی۔ میریانا نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے سے بھینچ لیا۔۔ !

"او شہزادے صاحب !" جیمسن نے جوزف کو اردو میں مخاطب کیا۔ "آخر مجھے کیوں بھگا دیا تھا ؟"

"چوپ راؤ...... ٹاڈ بیگا...... ڈرٹی ٹھنگ !"

بوڑھے نے بھی نہ بتایا کہ پھر اس کیڑے نے اس کا گوشت کس طرح چھوڑا تھا۔ بیوی اور بھتیجی کے استفسار پر کسی قدر شرمندگی کے ساتھ بولا "بس نکل گیا تھا کسی طرح۔"

جیمسن کا تجسس بڑھ گیا تھا لیکن خاموش ہی رہا۔

جوزف اسے علیحدگی میں بھی وہ تدبیر بتانے سے گریز کرتا رہا تھا جس کی بنا پر بوڑھے کو کیچوے سے نجات ملی تھی۔

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔" جیمسن جھنجھلا کر بولا "اگر تمہاری عدم موجودگی میں بھی حادثہ کسی اور کو پیش آگیا تو کس طرح بچایا جا سکے گا۔"

جوزف شرماتا ہوا بدقت تمام بولا۔ "جس جگہ اس کیڑے نے اپنا سر ڈال رکھا

ہو اس جگہ پیشاب کردینا۔ فوراً باہر آجائے گا۔"

جیمسن پر قہقہوں کا دورہ پڑگیا۔

دوسری طرف بوڑھا اپنی بیوی اور بھتیجی سے کہہ رہا تھا۔ "بہت کام کا آدمی معلوم ہوتا ہے...... بے حد تجربہ کار......"

"آخر اس نے کیا کیا تھا؟" بوڑھی نے پوچھا۔

"یہ تو میں نہیں دیکھ سکا تھا۔ لیکن کچھ کیا ضرور تھا۔"

"اس نے بتایا بھی نہیں!"

"نہیں...... یہ لوگ...... میرا مطلب ہے افریقہ کے وچ ڈاکٹر اپنے ٹوٹکے کسی کو بتاتے نہیں۔ پوچھو تو بُرا مانتے ہیں۔ تم لوگ بھی مت پوچھنا۔ خواہ مخواہ بے چارے کی دل آزاری ہوگی۔"

ان دونوں نے پھر اس پر اصرار نہیں کیا تھا۔

شام ہوتے ہوتے جیمسن نے دیکھا کہ بوڑھا ویرنیو۔ اور جوزف اس طرح گھل مل گئے ہیں۔ جیسے برسوں کی جان پہچان ہو...... رات کے کھانے پر جیمسن نے جوزف سے متعلق ایک باقاعدہ قسم کی تقریر کرتے ہوئے آخر میں کہا تھا: "دن بھر میں چھ بوتلیں پیتا ہے۔ لیکن لوگ اسے کبھی نشے میں نہیں پائیں گے۔ ایک ہفتے کا کوٹہ ساتھ لایا ہے۔ اس لئے اس کی فکر آپ لوگوں کو نہ ہونی چاہئے۔ اندھیرے میں آواز پر نشانہ لگاتا ہے جو شاذونادر ہی خطا کرتا ہو۔"

"تو گویا یہ ایک روایتی آدمی ہے۔" بوڑھی نے کہا۔

"یہی سمجھ لیجئے۔ نہ کسی کو دکھ دیتا اور نہ چاہتا ہے کہ کوئی اسے دکھ پہنچائے۔"

"تمہارا دوست بہت عقلمند آدمی ہوتا ہے۔"

"عقل کا دیوتا کہیئے۔"

* * *

ہیلی پائیلٹ کی شکل تبدیل ہو چکی تھی۔ عمران اور وہ دونوں ہی نے جنیوا کی سڑکوں پر گھومتے پھر رہے تھے۔

عمران کو ایڈلاوا کی یہ خصوصیت معلوم ہی ہو چکی تھی کہ مختلف قسم کے لوگ اسے مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں۔ ہیلی پائیلٹ ایک اچھا مصور بھی ثابت ہوا تھا اس نے ایڈلاوا کی وہ شکل پنسل سے بنانے کی کوشش تھی۔ جس میں وہ اسٹیمر پر نمودار ہوا کرتا تھا۔ عمران نے اس سے کہا تھا کہ وہ یادداشت پر زور دے کر اس کی آنکھوں کی بناوٹ کو من وعن ظاہر کرنے کی کوشش کرے۔ تصویر بنانے کے بعد ہیلی پائیلٹ اس سے غیر مطمئن نہیں معلوم ہوتا تھا۔

ویسے اس نے اس دوران میں ایڈلاوا سے متعلق کچھ ایسی کہانیاں سنائی تھیں جن سے اندازہ ہوا تھا کہ اس کے آدمی اسے کوئی مافوق الفطرت ہستی سمجھتے ہیں۔ اور اسی لئے اس سے خائف بھی رہتے ہیں کسی میں اتنی جرأت نہیں کہ اس کے خلاف کسی سازش کا خیال بھی دل میں لا سکے۔

ہیلی پائیلٹ عمران کی شخصیت سے بھی بہت زیادہ متاثر نظر آ رہا تھا۔ ایک دن تو کھل کر کہہ بیٹھا تھا کہ ایڈلاوا کو پہلی بار کسی ہم پایہ حریف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس پر عمران نے کہا تھا "ارے میں کیا چیز ہوں اپنے باس کے سامنے...... میں تو ایک معمولی کارندہ ہوں۔ اپنی تنظیم کا۔ ہو سکتا ہے میرا باس اس کا ہم پایہ حریف ہو پھر تم

تو ایڈلاوا کو کسی نہ کسی شکل میں دیکھتے ہی رہے ہو۔ ہم صرف آواز سنتے ہیں اپنے باس کی۔"

"وہ کہاں ہیں؟"

"پتا نہیں! کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے اور کون ہے۔"

"کچھ کہلاتا تو ہوگا۔"

"کچھ بھی نہیں۔ صرف باس کہلاتا ہے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تم کہاں سے آگئے ہو؟"

"وہیں سے جہاں کے لئے اسلحہ اسمگل کیا جانے والا تھا۔"

"ہم میں سے کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ مال کہاں کے لئے ہے شاید الفروزے جانتا ہو۔"

"بس تو پھر یہ معلوم کر کے کیا کرو گے کہ کہاں سے آئے ہیں۔"

"کچھ بھی ہو۔ تم ذہنوں کو حیرت انگیز طور پر موڑ دیتے ہو۔ میں خود کو خوش نصیب تصور کرتا ہوں۔"

اور پھر عمران نے اسے اس طرح "عیش" کرائے تھے کہ اس کے خواب و خیال میں بھی ممکن نہ ہوتے۔ جنیوا کے ایک لگژری ہوٹل میں ان کا قیام تھا۔ اور وہ بہت مالدار لوگ سمجھے جاتے تھے

ہپی صرف شکلوں سے معلوم ہوتے تھے ورنہ صفائی ستھرائی کے معاملے میں ان کا جواب نہیں تھا۔ جس طرف سے بھی گذر جاتے ایک مخصوص قسم کی خوشبو سے فضا مہک اٹھتی۔ عورتیں انہیں گھور گھور کے دیکھتیں۔ گھنگریالے بالوں اور خوشنما ڈاڑھیوں کی وجہ سے فوراً دوسروں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا لیتے تھے۔

لیکن آج وہ پیدل ہی نکل کھڑے ہوئے تھے۔ ہیلی پائلٹ نے عمران سے اس

کی وجہ نہیں پوچھی تھی۔ پھر خود عمران ہی بولا تھا۔ "بڑا دکھ ہوگا۔ اگر اٹلی آکر یہاں کی سیر نہ کی جائے۔ بڑا خوب صورت ملک ہے۔ ایسے حسین قدرتی مناظر مجھے کہیں اور نظر نہیں آتے۔ فضا میں اپنائیت سی محسوس ہوتی ہے۔"

"شکریہ!" ہیلی پائلٹ نے طویل سانس لے کر پوچھا "کہاں لے چلوں؟"

"بس اس قدیم شہر کی تنگ گلیوں اور شاندار عمارتوں کو دیکھتے پھریں گے۔ مجھے بتاؤ کہ یہ شہر جو بیک وقت ساحلی اور پہاڑی دونوں طرح کا مقام ہے کتنا قدیم ہوسکتا ہے۔؟"

"قدیم ترین...... لگیورین چرواہے قبائل جنہوں نے ساحلی علاقوں میں ڈیرے ڈالے تھے جنیوا بسایا۔ آہستہ آہستہ یہ ایک رومن سٹی بنا۔ جس پر قزاقوں کے حملے ہوتے رہتے تھے۔ بتدریج ایک خودمختار اور آزاد رومن سٹی اسٹیٹ میں تبدیل ہوتا گیا......!"

"اس کی تنگ گلیاں اور اونچی عمارتیں مجھے اپنے دیس کے ایک شہر کی یاد دلاتی ہیں کیوں نہ ساحل کی طرف نکل چلیں۔ لیٹرنا کے آس پاس کے مناظر بڑے حسین ہیں۔"

"کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے دوست!" ہیلی پائلٹ مسکرایا "تم محض تفریح کی خاطر کہیں نہیں جا سکتے...... لیٹرنا..... آہا..... سمجھا"

"کیا سمجھے؟"

"سان کیوان کے قریب ایک قدیم عمارت ہے جہاں غیر ملکی ہپی بھرے رہتے ہیں۔ بڑی بدبودار جگہ ہے۔ دم گھٹنے لگتا ہے۔"

"بہت تیز ہوتے جا رہے ہو۔" عمران نے ہنس کر کہا "میں تمہاری ناک کے نتھنوں پر ایک ایسے محلول کی مالش کر دوں گا کہ کشیدنی منشیات کا دھواں تمہاری

خوش ذوقی پر حملہ آور نہیں ہو سکے گا۔ اور نہ تم اس دھواں دھار فضا میں گھٹن ہی محسوس کر سکو گے۔"

"اس کی پرواہ نہیں ہے جہنم میں بھی لے چلو گے تو انکار نہیں کروں گا۔"

انہوں نے ایک ٹیکسی رکوائی تھی اور چل پڑے تھے۔

"الفروزے تو اوسٹا میں ہے۔" عمران بولا۔

"اوسٹا میں کیا کر رہا ہے۔؟"

"پتا نہیں۔"

"وہ فراڈ کمپنی اوسٹا ہی میں واقع ہے لیکن الفروزے کو اس سے کیا سروکار"

"جب سے تمہارا بڑا آدمی روپوش ہوا ہے۔ وہی اس کی قائم مقامی کر رہا ہے شائد۔"

"یہ ممکن ہے۔ وہ الفروزے پر بہت زیادہ اعتماد رکھتا ہے۔"

"کیا کبھی تم لوگ اپنے اسٹیمر پر پلوٹونیم بھی لے گئے ہو؟"

"اگر ایسا ہوا ہوتا تو مجھے اس کا علم ضرور ہوتا۔ کیونکہ الفروزے مجھ پر اسی طرح اعتماد رکھتا تھا جس طرح بڑا آدمی اس پر رکھتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ مجھے تمہارے ساتھ کبھی نہ بھیجتا۔"

"تو پھر پلوٹونیم کدھر سے جاتا ہے۔؟"

"سوال تو یہ ہے کہ انہیں پلوٹونیم ملے گا کہاں سے۔ ہمارے یہاں تو نہیں بنتا۔ اور جہاں بھی اس کی انڈسٹری ہے سرکاری تحویل میں ہے۔"

"اس سلسلے میں تمہاری معلومات ناقص ہیں۔ امریکہ میں ایٹمی ایندھن کی چوری بھی ہوتی ہے وہاں نجی کمپنیوں کو پلوٹونیم تیار کرنے کی اجازت ہے۔ یہ نہ صرف اسے تیار کرتی ہیں بلکہ اس کا اختیار بھی رکھتی ہیں کہ اسے ایٹمی اداروں کو سپلائی

کریں۔ انہیں کمپنیوں سے چرایا جاتا ہے اور دوسرے ممالک کو اسمگل کر دیا جاتا ہے۔"

"یہ تو بڑی خطرناک بات ہے۔"

"تمہارے پڑوسی ملک کے ابتدائی دھماکے ایسے ہی پلوٹونیم کے رہین منت تھے۔۔۔!"

"میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا۔"

"وہ اسی طرح ایٹمی طاقت بنا ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا "امریکہ مستوں کا ملک ہے۔ ارے وہاں تو جرائم پیشہ لوگ بھی پلوٹونیم حاصل کر لیتے ہیں۔ دوسری ایٹمی طاقتیں اس سلسلے میں بہت محتاط ہیں عام آدمی کو پلوٹونیم یا یورینیم کی ہوا بھی نہیں لگنے دیتیں۔ خود امریکہ کے اخبارات بھی اس سلسلے میں بہت شور مچا رہے ہیں۔"

"خدا رحم کرے۔ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ تمہیں یقین ہے کہ بڑا آدمی اس کی اسمگلنگ میں بھی ملوث ہے۔"

"اسی طرح جیسے اسلحے کی اسمگلنگ پر یقین رکھتا تھا۔"

"بڑی بھیانک بات ہے۔ تب تو پڑوسی ملک کو اسی کے توسط سے پلوٹونیم ملا ہوگا۔"

"جانتے ہو! وہ محض ہمارے لئے ایٹمی طاقت بنا ہے۔ کیونکہ پچھلی جنگ میں مسولینی نازیوں کا ساتھی تھا۔ صرف ہمارے لئے۔۔۔۔۔ ورنہ روس کے مقابلے میں وہ آج بھی پدی ہی ہے۔"

"اسی سے اندازہ کر لو کہ تمہارا بڑا آدمی کتنا بڑا غدار ہے۔ ہاں ٹھیک یاد آیا۔ کیا وہ اسلحہ اپنی ذاتی نگرانی میں سرحد پار کراتا ہے۔"

"ہاں یہ درست ہے۔ دریائے برگیگیا کے دہانے پر ہمارا کام ختم ہو جاتا تھا۔ وہاں سے اسلحہ چھوٹی چھوٹی لانچوں پر بار کر کے دریا میں لے جایا جاتا تھا اس

تلیٹ کی قیادت وہ خود ہی کرتا تھا۔"

"تو پھر پلوٹونیم کے سلسلے میں بھی یہی کرتا ہوگا لیکن سوال تو یہ ہے کہ پلوٹونیم کدھر سے جاتا ہے۔"

"خدا کی پناہ!" دفعتہً ہیلی پائلٹ اچھل پڑا۔

"کیا بات ہے۔؟"

"ایک خیال آیا ہے لیکن ابھی مجھے سوچنے دو۔ منزل مقصود پر پہنچ کر بتاؤں گا.....!"

"اچھا........ اچھا.....!"

اور جب وہ ٹیکسی سے اتر کر پیدل ہی ایک طرف روانہ ہوئے تھے۔ تو ہیلی پائلٹ بولا تھا۔ "آخر ماہی گیری کی اس فراڈ کمپنی کا صدر دفتر ڈی اوسٹا زیگن میں کیوں بنایا گیا ہے۔"

"یہی سوال میرے ذہن میں بھی تھا۔" عمران چلتے چلتے رک کر بولا۔

"دو اہم ترین ملکوں کی سرحدوں پر وہاں سے کام ہو سکتا ہے۔"

"گڈ۔۔! میں نے بھی یہی سوچا تھا۔" عمران تڑسے بولا۔ "لیکن شاید میں یہ نہ سوچ سکوں کہ پلوٹونیم کس ملک کی سرحد سے پار کیا جائے گا۔"

"دیکھو دوست اب تم بن رہے ہو۔" ہیلی پائلٹ انگلی اٹھا کر بولا۔

"یقین کرو! بحالت امن اوّل درجے کا احمق ہوں۔ میرے اندر کا جانور تو اس وقت جاگتا ہے جب خود کو کسی خطرے میں محسوس کرتا ہوں۔"

"اس ملک کی سرحد کے علاوہ اور کس کی ہو سکتی ہے جسے اسمگل کیا ہوا پلوٹونیم پہلے بھی فراہم کر چکا ہو۔ کیا وہ ملک اسے اتنی بھی رعایت نہ دے گا کہ بڑا آدمی کسی اور سے کام بھی آسکے۔"

"یار اس وقت تو تم میرے بھی کان کاٹ رہے ہو۔" عمران اس کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا بولا۔ "بس اب ایک ہی مرحلہ رہ گیا۔ مارو گولی ان منحوس بھیوں کو۔ اڈے پر کون جائے۔ کھلی ہوا میں تفریح کریں گے۔ چلو ساحل کی طرف۔"

"اب کونسا مرحلہ باقی رہ گیا۔؟"

"اس ملک کی سرحد پر وہ پوائنٹ جس سے مال گذرے گا۔"

"اس کا علم شاید الفرونزے کو بھی نہ ہو۔ بڑے آدمی کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔ کوموجیل میں بھی وہ برگیگیا کے دہانے پر سے کبھی آگے نہیں بڑھا تھا۔ وہاں سے کمانڈ خود بڑا آدمی سنبھالتا تھا۔"

"خیر..... سوچیں گے۔"

وہ ٹہلتے ہوئے اس ڈوک کے قریب پہنچے تھے جہاں ہائی لیزنامی لانچ لنگر انداز رہتی تھی۔ لیکن ہیلی پائلٹ پر اس کا کوئی ردعمل نہ ہوا۔

وہ محافظ کے قریب جا پہنچے۔ اس نے انہیں قہر آلود نظروں سے دیکھا تھا

"اگر بیگل لنگر انداز ہو تو۔" عمران بھی جملہ پورا نہ کر پایا تھا کہ محافظ ہاتھ ہلا کر بولا "بھاگ جاؤ۔ ادھر محکمہ صحت کے لوگ بھی آنے لگے ہیں۔ یہاں تم کچھ فروخت نہ کر سکو گے۔"

"پوری بات بھی تو سنو پیارے بھائی! اس طرح اچانک ناراض کیوں ہونے لگے۔ انٹونیو نے بتایا تھا کہ سارے محافظوں سے میری گہری دوستی ہے جس سے بھی کہو گے۔ مجھے بلوا دے گا!"

"اچھا...... وہ بیگل والا۔" محافظ کا رویہ بدل گیا۔

"ہم ڈوک پر قدم بھی نہیں رکھیں گے۔ تم اس سے بس اتنا کہلوا دو کہ تمہارے دوست جمن مراکشی نے کسی کو بھیجا ہے۔"

اچھا...... اچھا...... ہاں ہیگل شاید موجود ہے تین دن سے کہیں نہیں گئی پھر اس نے کسی کو آواز دی تھی اور کہا تھا کہ پیغام انٹونیو تک پہنچا دے۔"

"جمن مراکشی کا نام یاد رکھے" عمران بولا" اور محافظ نے پیغام لے جانے والے کو دوبارہ یاد دہانی کرائی۔

پھر پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ انٹونیو جلدی جلدی قدم بڑھاتا ہوا ان کے پاس آ پہنچا۔

"سی نورا انٹونیو۔" عمران مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا

"ہاں...... ہاں...... تم جمن کے دوست ہو" اس نے لپک کر مصافحہ کیا۔

"ہاں...... اس کے باس نے تمہارے لئے کچھ بھجوایا ہے۔"

"آؤ...... تو یہاں کیوں کھڑے ہو...... لانچ پر چلو۔" پھر اس نے گارڈ سے کہا تھا۔ "اپنے ہی آدمی ہیں۔"

"م...... محکمہ صحت......؟" گارڈ ہکلایا۔

"ارے جہنم میں جائے محکمہ صحت۔ اب وہاں بھی اپنی ہی حکومت ہے۔ آؤ آؤ تم لوگ۔! وہ انہیں لانچ پر لایا تھا۔"

"بتاؤ میرا دوست کیسا ہے۔ مجھے شکوہ ہے کہ اس کی شکل دیکھنے کو ترس گیا۔"

"ٹھیک ہے آج کل ڈیوٹی ذرا سخت ہے تم میرے ساتھ ذرا علیحدگی میں چلو۔"

بیلی پائیلٹ کو وہیں چھوڑ کر وہ انجن روم میں آئے۔ انٹونیو کہہ رہا تھا "اس کا باس بھی بہت پیارا آدمی ہے۔ کیا نام بتایا تھا جمن نے۔" وہ ذہن پر زور دینے کے لئے خاموش ہو گیا۔ عمران سوچ رہا تھا پتا نہیں مردود نے کیا نام بتایا ہو کہ اچانک انٹونیو اچھل کر بولا "ہاں یاد آگیا۔ سی نور ڈونٹی امرانو۔!"

"کیا......؟" عمران منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"ڈونٹی امرانو۔"

"ہوں...... میں صرف جمن کو جانتا ہوں۔ اس کے باس سے واقف نہیں۔ جو کچھ بھی لایا ہوں جمن کے بیان کے مطابق اسی کے باس کا تحفہ ہے تمہارے لئے......!"

"لاؤ...... لاؤ......"

عمران نے تھیلے سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی جس میں سیاہ رنگ کا کوئی گاڑھا سا سیال بھرا ہوا تھا۔ بیتابانہ انداز میں انٹونیو نے شیشی اس کے ہاتھ سے جھپٹ لی تھی اور بولا تھا۔ "تم بھی وہیں چل کر بیٹھو۔ دو سگرٹ تمہارے لئے بھی بنا لاؤں گا۔"

"نہیں شکریہ! ہم دونوں شیمپین کے علاوہ اور کچھ نہیں لیتے۔ تم ٹرائی کرو اور ہاں جمن کا ایک کام ہے۔"

"ارے اس کے سو کام بتاؤ ایک کیا۔ انٹونیو کو ہر وقت تیار پاؤ گے۔"

"کام جلدی کا ہے۔"

"ابھی بتاؤ کیا کام ہے۔ لیکن ذرا میں اس کا ذائقہ تو دیکھ لوں۔"

"ضرور۔ ضرور۔ جمن نے کہا تھا بس ہلکی سی لکیر سگرٹ پر۔" عمران بولا۔

انٹونیو نے بڑی بے تابی سے سگرٹ نکالی تھی اور ماچس کی تیلی سے سیال کی ہلکی سی لکیر سگرٹ پر کھینچ کر اسے سلگانے لگا تھا۔ پہلا کش لے کر اس نے آنکھیں بھینچ لیں اور پھر آنکھیں کھول کر بولا "واہ...... مزہ آگیا۔ لیکن اگر جلدی کا کوئی کام ہے تو پھر پورا سگرٹ میرے بس سے باہر ہوگا۔"

"پھینکو اٹھا کر۔ تمہارے لئے چھ ماہ کے لئے کافی ہوگا۔ ویسے جلدی ہی کا ہے۔"

انٹونیو نے دو کش اور لئے تھے اور سگرٹ بجھا کے بڑی احتیاط سے پھر ڈبیہ میں

رکھ دیا تھا۔ اور بولا تھا۔ "اب بتاؤ — میرے پیارے دوست کا کیا کام ہے"؟

"یہاں سے تقریباً دس میل تک جانا پڑے گا۔"

"اس کے لئے دس ہزار میل تک جاؤں گا۔ تم پرواہ مت کرو۔"

"اور وہاں پہنچ کر کم از کم دو گھنٹے تک ہماری واپسی کا انتظار کرنا پڑے گا۔"

"دو ہزار گھنٹے بھی قبول۔ تم بتاؤ کہاں چلنا ہے؟"

عمران اسے اس سفر کے متعلق بتاتا رہا تھا اور وہ سر ہلا کر سب کچھ ذہن نشین کرتا جا رہا تھا۔

پھر عمران ہیلی پائیلٹ کے پاس آ گیا تھا اور لانچ ڈوک چھوڑنے لگی تھی۔

"اب کہاں؟" ہیلی پائیلٹ نے پوچھا۔

"تھوڑی سی سمندر کی سیر۔"

"میں ابھی تک پوڈنیم میں الجھا ہوا ہوں؟"

"کوئی خاص بات؟"

"میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایٹمی دھماکے کا سامان چوری چھپے ادھر اُدھر ہو سکتا ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ کسی گہری فکر میں ڈوب گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد لانچ ایک تنگ سی چٹانی پٹی کے درمیان سے گذر رہی تھی۔ دونوں اطراف میں اونچی نیچی چٹانوں کے سلسلے دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ جگہ اتنی ہی تھی کہ اگر دو لانچیں برابر سے چلیں تو کہیں نہ کہیں آپس میں ٹکراؤ ضرور ہوتا۔ آگے چل کر آہستہ آہستہ یہ تھوڑی بہت کشادگی مزید تنگی اختیار کرتی جا رہی تھی۔

عمران ہیلی پائیلٹ کے پاس سے اٹھ کر انجن روم میں آیا۔

"عجیب جگہ ہے۔" انٹونیو بولا۔ "میں تو ادھر کبھی نہیں آیا۔"

"اسی لئے جمن نے تمہارے بارے میں سوچا تھا۔ کوئی اور ادھر آنے کے لیے تیار ہی نہ ہوتا۔"

"تم غلط سمجھے! میں شکوہ نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔ جمن جیسے دوستوں کے لئے تو میں جان تک دے سکتا ہوں۔"

اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد انٹونیو اچھل پڑا تھا اور اس نے لانچ کی رفتار، یک لخت بہت کم کر دی تھی۔

"آگے راستہ نہیں ہے۔" اس نے سامنے نظر جمائے ہوئے عمران سے کہا۔

"بس اسی کھون میں لگا دینا اور لنگر ڈال دینا۔"

"بہت اچھا۔۔۔۔۔ آہا۔۔۔۔ بہت بہت شکریہ! میں یہاں کا باشندہ ہوں اور ایسے خوبصورت اسپاٹ سے واقف نہیں تھا۔۔۔۔۔ ادھر کیا ہے؟" اس نے کھون کے اوپر کی سرسبز چڑھائی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"ایک اڈہ ہے۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "مجھے وہاں ایک کام ہے۔ پریشانی کی ضرورت نہیں تمہارا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اڈہ دراصل ایک سرکاری آدمی کی ملکیت ہے۔"

"نہ ہو۔ تب بھی کیا فرق پڑتا ہے۔ میرا باس بھی معمولی آدمی نہیں اگر ایک آدھ قتل بھی کر دوں تو وہ مجھے صاف بچا لائے گا لیکن میں ہوں ہی نہیں لڑائی بھڑائی والا آدمی۔۔۔!"

"پرواہ نہ کرو۔۔۔۔۔ ہم جلد از جلد واپس آنے کی کوشش کریں گے۔"

"بے فکر ہو کر جاؤ۔۔۔۔۔ دس گھنٹے تک انتظار کر سکتا ہوں۔"

عمران ہیلی پائیلٹ کو ساتھ لے کر اترا تھا اور دونوں کھون کے اوپر چڑھتے چلے گئے۔

قریباً دس فٹ کی بلندی پر پہنچ کر انہوں نے خود کو سطح زمین پر پایا جہاں سبزہ ہی سبزہ نظر آ رہا تھا۔ لیکن یہ فطرت کا حسن بے پرواہ نہیں تھا۔ بلکہ اسے نکھارنے سنوارنے میں انسانی ہاتھوں کا دخل ضرور تھا۔ سبزے کے درمیان ایک تین فٹ چوڑی پگڈنڈی دور تک چلی گئی تھی اور پھر اس کا اختتام شاید کسی نشیب پر ہوا تھا۔

"یہ ہم کہاں آ گئے!" ہیلی پائیٹ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"آگے ہپیوں کی ایک جنت ہے" عمران بولا "تم نے وہاں کسی اڈے کا ذکر کیا تھا لیکن وہ روشنی کے منارے کے قریب والا نہیں تھا۔"

آگے بڑھتے ہوئے وہ اس نشیب کے سرے پر پہنچے تھے۔ وہ پگڈنڈی بالکل پہلے ہی تناسب سے نشیب میں بھی اترتی چلی گئی تھی۔ اور پھر انہیں اونچے اونچے درختوں کے درمیان ایک عمارت دکھائی دی۔

کسی نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا اور وہ عمارت میں داخل ہو گئے تھے۔ چاروں طرف ہپی ہی ہپی نظر آئے۔ عورتیں۔ مرد۔ مختلف قومیتوں اور رنگوں کے لوگ۔ دھوئیں کے بادل ہوا میں چکراتے پھر رہے تھے اور مدھم سروں والی موسیقی کی لہریں فضا میں بھنور سے ڈال رہی تھیں۔

عمران دروازے کے قریب رک کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ لیکن شاید جس کی تلاش تھی وہ وہاں نہیں تھا اس لئے اس نے ہیلی پائیٹ کو واپس چلنے کا اشارہ کیا۔ باہر نکل کر وہ بائیں جانب مڑا تھا۔ قریباً ایک فرلانگ چلنے کے بعد وہ نشیب ہی میں اترے۔ اور وہاں انہیں بے شمار چوبی جھونپڑیاں نظر آئی تھیں۔

"تم تو بڑی عجیب عجیب جگہیں دکھا رہے ہو مجھے" ہیلی پائیٹ بولا۔

"دیکھو اور زندہ رہو۔ اس کے علاوہ اور کیا رکھا ہے اس زمین پر" عمران بولا وہ ایک جھونپڑی کے دروازے پر رکا تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور سامنے

ہی ایک ہپی پلاسٹک کی آرام دہ کرسی پر پڑا اونگھ رہا تھا۔

"پارکر......" عمران نے اسے آواز دی۔

اس نے آنکھیں کھولی تھیں انہیں دیکھتا رہا تھا لیکن سیدھے ہو کر بیٹھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے بھائی؟" عمران آگے بڑھتا ہوا انگلش میں بولا۔

"میں تمہیں پہچان نہیں سکتا۔ میری آنکھوں میں غبار ہے۔" وہ دھیمی آواز میں بولا۔

"اوہو...... تو کیا تم بالکل قلاش ہو چکے ہو۔"

"بالکل...... اور اب.......... موت کا منتظر ہوں۔"

"یہ ناممکن ہے۔ میرے بھائی۔ تم جانتے ہو کہ میں کتنا شریف آدمی ہوں۔"

"میں تمہیں پہچان نہیں سکتا۔"

"ابھی پہچان لو گے...... پرواہ مت کرو۔"

ہیلی پائیٹ باہر ہی کھڑا تھا۔ عمران اس کی طرف پلٹ آیا۔

"ذرا ایک سگرٹ تو دینا۔" اس نے اس سے کہا تھا۔

پائیٹ نے جیب سے پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اسی سگرٹ کے ساتھ وہی کارروائی کی جو لانچ پر انٹونیو کے ساتھ ہوئی تھی۔ پھر وہ سگرٹ لئے ہوئے اس کے قریب پہنچا تھا۔

"منہ کھولو بھائی۔ اپنی زندگی ہونٹوں میں دبا لو۔ میں سلگائے دیتا ہوں۔"

اس نے کسی ندیدے کتے کی طرح سگرٹ کی طرف دیکھا تھا اور عمران کے ہاتھ سے جھپٹ لیا تھا۔ عمران نے ماچس دکھائی اور دھوئیں کا کثیف بادل ہپی کے منہ سے نکل کر جھونپڑی کی محدود فضا میں بکھر گیا۔ وہ مربھکوں کی طرح اس سگرٹ پر ٹوٹ پڑا

تھا۔ ہیل پائیٹ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہا۔

"ذرا سنبھل کر" عمران بولا "بہت ہے میرے پاس۔ ہمت کر۔"

اس کی آواز سن کر وہ چونکا تھا۔ کچھ دیر پہلے کی دھندلائی ہوئی آنکھیں اندھیری رات کے ستاروں کی طرح چمکنے لگی تھیں۔

"ارے..... اوہ..... تم ہو....." وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر اٹھتا ہوا بولا۔

"میرے بھائی..... میرے دوست!" اور پھر وہ عمران سے لپٹ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ بیٹھ جاؤ۔ یہ تم کس حال کو پہنچ گئے۔"

"حماقت..... اور کیا کہوں..... لوگ وہ نہیں ہیں جو نظر آتے ہیں۔ پتہ نہیں کتنے چور ہم میں گھس آئے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے..... ریبکا کہاں ہے۔"

"چور.....!" پارکر کی آنکھیں ابل پڑیں۔ "چور..... وہ ہم میں سے نہیں تھی۔ کسی خاص مقصد کے تحت ہماری بھیڑ میں گھس آئی تھی۔ وہ تو مجھے مار ہی ڈالتے لیکن اس چور لڑکی میں اتنی مروت تو تھی کہ اس نے انہیں ایسا نہیں کرنے دیا۔"

"تم کہاں کی ہانک رہے ہو بھائی۔ کیا دوسرا سگرٹ تیار کردوں۔"

"بیٹھ جاؤ! وہ کون ہے۔ اسے بھی اندر بلا لو۔ میں اپنے اعصاب پر قابو پا چکا ہوں"

عمران نے ہیل پائیٹ کو اندر آنے کا اشارہ کیا تھا۔

"وہ ریبکا..... ہم میں سے نہیں تھی" پارکر کہتا رہا "پچھلی رات دو آدمی آئے تھے ان کے ساتھ چلی گئی۔ اس کے لمبے لمبے بال نقلی تھے۔ اس نے انہیں اتارا۔ ان کا لایا ہوا لباس پہنا اور اونچے طبقے کی لڑکیوں کے روپ میں آگئی۔ پھر اس نے ان دونوں سے کہا تھا کہ پارکر کو مار ڈالنے سے کیا فائدہ۔ بے ضرر آدمی ہے۔ تم یہی چاہتے ہو نا کہ ہماری بات فی الحال اس سے آگے نہ بڑھے تو اس کے لئے بہترین صورت یہ ہوگی کہ یہ کچھ دنوں

کے لئے یہیں قید ہو کر رہ جائے۔ اور پھر اس کتیا نے انہیں وہ تدبیر بتائی تھی یعنی پارکر کو بالکل قلاش کر دیا جائے۔ اس کی ساری رقم چھین لی جائے نہ یہاں کے واجبات ادا کرے گا۔ اور نہ یہاں سے باہر قدم نکال سکے گا۔"

"اوہ..... تو انہوں نے تمہیں لوٹ لیا۔"

"یہی بات ہے اب میں مر رہا ہوں۔ پانچ پیسے بھی تو نہیں چھوڑے میرے پاس.....!"

"کب کی بات ہے؟"

"پچھلی رات کی۔ وہ اپنا تھیلا بھی نہیں لے گئی۔ جو کپڑے پہنے ہوئے تھی وہ بھی اتار گئی۔ وہ اس کے لئے دوسرا لباس لائے تھے۔"

"تمہارا انتقام ضرور لیا جائے گا پارکر اور تم یہاں قید بھی نہیں رہو گے۔"

"وہ کس طرح پیارے بھائی؟"

"میں تمہارے واجبات ادا کردوں گا۔ اس کا تھیلا اور اتارا ہوا لباس کہاں ہے۔"

"وہ ادھر..... اس کونے میں!" پارکر نے ایک طرف اشارہ کیا تھا۔

عمران نے تھیلا اٹھایا تھا اور اسے فرش پر الٹ دیا تھا۔ اس میں نہ جانے کیا الا بلا بھری ہوئی تھی۔ ایک ننھی سی نوٹ بک بھی ہاتھ لگی تھی۔ وہ اسے الٹتا پلٹتا رہا۔ پھر اس نے اس سارے سامان میں صرف وہی منتخب کی تھی اور اسے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا تھا۔

"اندازاً کتنے کی ادائیگی تمہیں یہاں کرنی پڑے گی؟" اس نے پارکر سے پوچھا۔

"دو صد ہزار لیرے کی۔"

عمران نے کمر سے پیٹی کھولی اور اس کی تہہ میں ہاتھ ڈال کر کچھ بینک نوٹ کھینچ

لگالے۔۔۔!

"یہ تو ہوئے پچاس ہزار لیرے کے چار نوٹ۔ اور یہ دس دس ہزار لیرے کے تین نوٹ۔ اب تو تمہیں اپنے لٹنے کا غم نہیں ہونا چاہیے۔ عیش کرو۔ کرتے رہو۔ لیکن جب تک میں نہ کہوں تم یہاں سے ہلو گے بھی نہیں۔ بُرے وقتوں کے لئے ایک تحفہ بھی دوں گا۔ لیکن اسے اسی وقت استعمال کرنا جب خریدنے کو تمہاری جیب میں کچھ بھی نہ بچے۔"

آخر تم مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہو؟" پارکر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

ہم لقیہ دنیا سے کٹے ہوئے لوگ ہیں۔ لہٰذا ہمیں ہوش مندوں کی طرح سود و زیاں کی فکر نہ ہونی چاہیے۔ تم کیسے ہپی ہو کر اس قسم کے سوالات کرتے ہو۔"

"معافی چاہتا ہوں پیارے دوست!"

پھر عمران نے اسے بھی وہی تحفہ دیا جو اشٹو کو دے چکا تھا۔ اور بولا "تم ابھی جو کچھ پی چکے ہو۔ یہی تھا۔ ایک تنکے سے سگرٹ پر ہلکی سی لکیر ڈالو اور شروع ہو جاؤ۔ سیکڑوں ہزار لیرے کا مال ہے۔"

"تمہارے حکم کے بغیر یہاں سے ہلوں گا بھی نہیں خواہ قیامت تک انتظار کرنا پڑے۔" ہپی نے بڑی گرم جوشی سے اس کا ہاتھ دبایا تھا۔

"کیا وہ بہت زیادہ جلدی میں معلوم ہوتی تھی۔" عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ میرا خیال یہی ہے۔ ورنہ تھیلا کیوں چھوڑتی۔"

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" دفعتہً عقب سے آواز آئی اطالوی میں کہا گیا تھا عمران اور ہیلی پالیٹ کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے اور عمران نے پارکر سے انگلش میں کہا تھا کہ وہ بھی اپنے ہاتھ اٹھا دے۔

دروازے میں کھڑے ہوئے بلڈاگ ٹائپ اطالوی کے ہاتھ میں خود اسی کی

شکل کا سا خوفناک پستول بھی تھا۔

"کیا ان دونوں میں آپ بھی تھے؟" پارکر سے عمران نے انگلش میں پوچھا۔

"ہاں پیارے بھائی۔! اسی نے مجھ سے میرے چار ہزار لیرے چھینے تھے۔"

"اچھا۔۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔۔!" عمران نے کہا اور نووارد سے اطالوی میں پوچھا۔ "تمہیں کیا تکلیف ہے بھائی۔"

"تم سب اپنی جیبیں خالی کر دو۔"

"اچھا۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔ اور کچھ۔۔۔۔؟"

"یہاں ایک لڑکی تھی جو اپنا تھیلا چھوڑ گئی ہے۔ واپس چاہیے۔"

"وہ ادھر پڑا ہے تم اسے اٹھاؤ ہم اپنی جیبیں بھی خالی کئے دیتے ہیں۔"

"نہیں پہلے جیبیں۔!" وہ جھپٹ کر آگے بڑھا اور پستول کی نال عمران کے سینے پر رکھ دی پھر وہ اس کی جیبیں ٹٹولنے لگا تھا۔ عمران کے دونوں ہاتھ اوپر اٹھے ہوئے تھے۔ اس نے پلکیں جھکا کر پستول کو غور سے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ نظر آئی تھی۔ نووارد قد میں اس سے چھوٹا تھا اور اسے ایک بے ضرر ہپی سمجھ کر بڑی لاپرواہی سے ٹریٹ کر رہا تھا صرف اسی کو کافی سمجھا تھا کہ پستول کی نال اس کے سینے سے لگائے رہے۔ بائیں ہاتھ سے جیبیں ٹٹولے جا رہا تھا دفعتاً اوپر ہی اوپر عمران نے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ایک مٹھی بنائی اور اس کے سر پر دے ماری وہ کسی ربڑ کے ببوے کی طرح بیٹھتا چلا گیا پھر حلق سے آواز نکالے بغیر چت ہو گیا۔ پارکر اور ہیلی پالمٹ نے قہقہے لگائے تھے۔ نووارد بے ہوش ہو گیا تھا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔" عمران نے ہیلی پالیٹ سے کہا۔ میں دیکھ لوں۔ کوئی اور بھی تو نہیں ہے۔ دروازے اندر سے بند کر لو۔ ہوش آجائے تو ریوالور سے کور کئے رکھنا کیونکہ خود اس کا پستول نقلی ہے اور ہاں جیبیں وغیرہ ٹٹول کر دیکھ لینا کہ چاقو تو نہیں رکھتا۔"

اس کے بعد وہ باہر نکل آیا تھا۔ دور دور تک دیکھ آیا لیکن کہیں بھی کوئی غیر ہی دکھائی نہ دیا۔ اور نہ کوئی ایسا ہی نظر آیا جو پارکر کی جھونپڑی میں دلچسپی لے رہا ہو وہ پھر پلٹ آیا۔ اجنبی اطالوی اب بھی بے سدھ پڑا تھا۔

"آخر یہ نقلی پستول!" ہیلی پامیلٹ اس کے پستول کو ہاتھ میں لئے الٹ پلٹ رہا تھا۔

"امریکی کھلونے فروش بے حد خوش مزاج واقع ہوئے ہیں۔ بچوں کے لئے ایسے ڈراؤنے اور بھانت بھانت کے پستول بنا رہے ہیں جنہیں دیکھ کر دوسرے ممالک کے والدین کا دم نکل جائے۔ یہ بھی ماؤزر کی نقل ہے۔

"یہ ہے کون؟"

"فکر نہ کرو اسے بھی ساتھ لے چلنا ہے۔"

"عمران نے اپنے تھیلے سے ایک چھوٹی سی ہائپوڈرمک سیرنج نکالی اور پر تشویش نظروں سے بے ہوش آدمی کی طرف دیکھنے لگا۔

"اور تم..... " دفعتہً وہ پارکر کی طرف مڑ کر بولا "فوراً جاکر اپنا حساب بے باق کر دو۔ اور جدھر سینگ سمائیں نکل جاؤ۔

"گگ..... کیوں؟"

"اس کے بعد وہ تمہیں مار ڈالیں گے۔"

"مم..... میرا..... قق..... قصور؟"

"پارکر! اگر زندہ رہنا ہے تو وہی کرو جو کہا جا رہا ہے۔ اور اب یہ جنگل بھی صاف کرا دو تاکہ آسانی سے پہچانے نہ جا سکو..... جاؤ حساب بے باق کر آؤ۔"

وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں جھونپڑی سے باہر نکل گیا تھا۔ عمران نے بے ہوش آدمی کے بازو میں کوئی سیال انجکٹ کر کے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا "یہ ہمارے

ساتھ ہی چلے گا۔

یہ بھی لانچ ہی سے آیا ہوگا۔ اور ادھر ہی کھڑی ہوگی۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جدھر سے ہم آئے ہیں۔ ادھر سے صرف غیر قانونی طور پر منشیات یہاں آتی ہیں۔ عام راستہ نہیں ہے۔ یہ پیگل جانے والی سڑک سے آیا ہوگا۔"

"ہاں..... آں..... تو کیا یہ جگہ اس سڑک سے قریب ہے۔"

"زیادہ سے زیادہ چار فرلانگ دور ہوگی۔"

پارکر ابھی پتا نہیں تھا کہ اطالوی کو ہوش آگیا وہ اٹھ بیٹھا تھا۔ اور اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے کچھ سمجھ ہی نہ رہا ہو۔

"مولیو!" عمران اسے گھورتا ہوا بولا "تمہارا نام مولیو ہے نا؟"

"ہہ..... ہہ..... ہاں سی نور۔" وہ اٹھتا ہوا بڑے ادب سے بولا.....!

"دھوبی ہو؟"

"ہاں سی نور۔"

"تمہارا باپ گدھا تھا۔"

"ہاں..... سی نور۔"

"تم کتے ہو!"

"ہاں..... سی نور۔"

"چلو اٹھو میرے ساتھ۔"

وہ چپ چاپ اٹھ گیا تھا۔ اور ہیلی پاملٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ پھر وہ پارکر کا انتظار کئے بغیر نکل کھڑے ہوئے تھے۔ عمران خود بھی تیز چل رہا تھا

اور انہیں بھی چلا رہا تھا۔ اطالوی بھیگی بلی بنا ہوا تھا۔ عمران جو کچھ کہتا اس کے خلاف ہرگز نہ کرتا اس طرح وہ لانچ تک پہنچے تھے۔

انٹونیو نے تیسرے آدمی کو دیکھ کر پہچانا نہیں تھا۔ عمران اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے کیبن میں لایا تھا۔ اور اس سے بولا تھا۔ "مورپو! تم بہت تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔"

"ہاں... سی نور...... شائد میں تھکا ہوا ہوں۔"

"اچھا تو یہاں لیٹ کر سو جاؤ۔"

"بہت اچھا سی نور۔"

لانچ حرکت میں آ کر الٹی چلتی ہوئی اتنی کشادہ جگہ پہنچ چکی تھی جہاں سے اسے واپسی کے لئے موڑا جا سکتا۔

ہیلی پائیلٹ دم بخود تھا۔ کبھی عمران کی طرف دیکھتا اور کبھی اس اطالوی کی طرف جو ایک وفادار اور مالک سے محبت کرنے والے کتے کی طرح ہر حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ اسے وہیں لیٹا چھوڑ کر عمران ہیلی پائیلٹ سمیت عرشے پر واپس آ گیا۔

"میں تو حیرت کے مارے پاگل ہو جاؤں گا۔ کیا وہ تمہیں پہچانتا ہے؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"آج سے پہلے نہ میں نے کبھی اس کی شکل دیکھی ہے اور نہ اس نے میری دیکھی ہو گی۔"

"تو پھر وہ...... مورپو!"

"کیا تم نے سنا نہیں تھا کہ اس نے اپنے دھوبی اور باپ کے گدھے ہونے کو بھی تسلیم کر لیا تھا۔"

"اوہ...... ہاں۔"

"اس کے بازو میں دیا جانے والا انجکشن برائے نزلہ و زکام نہیں تھا۔ وہ بارہ گھنٹوں کے لئے اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہے۔ اس وقت اسے قطعی ہوش نہیں ہے کہ وہ کون ہے۔ وہاں کیوں آیا تھا۔ کس کو جواب دہ ہے۔"

"خدا کی پناہ!"

"میں اس قسم کی چیزیں بدرجہ مجبوری استعمال کرتا ہوں۔ اسے وہاں سے ساتھ لانا تھا کسی ہنگامے کے بغیر۔"

"ہے کون آخر؟ اور تمہیں کس لڑکی کی تلاش تھی۔"

"ایک انگریز لڑکی ہے۔ اس کے دو ساتھی اور ہیں۔ ان کی نوعیت نہیں معلوم ہو سکی۔ پولٹریم یہی لوگ اسمگل کر کے لائے ہیں۔ لڑکی ہپیوں کے روپ میں تھی۔ اور ان دونوں نے پتہ نہیں کون سا طریقہ اختیار کیا تھا۔ بہرحال وہ اس ہپی کے ساتھ آوارہ گردوں کی طرح اٹلی میں داخل ہوئی تھی۔"

"اور تمہارا یہ مولپو...... میں نے ہپی سے تمہاری باتیں سنی تھیں۔ مجھے تھوڑی بہت انگلش آتی ہے۔ تمہارے مافی الضمیر سے آگاہ ہو گیا تھا۔ تو مولپو اس لڑکی کا چھوٹا ہوا تھیلا واپس لینے آیا تھا۔"

"ہاں! اور جس چیز کے لئے تھیلا لینے آیا تھا وہ میری جیب میں ہے۔"

"اوہ شائد تم نے کوئی ننھی سی نوٹ بک نکالی تھی۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔"

"تو پھر اب اس مولپو کا کیا کرو گے۔"

"یہ بھی ممکن ہے کہ ان دونوں میں سے ایک یہ خود ہی ہو۔ جن کے بارے میں مجھے اطلاع ملی تھی اور لڑکی تو پہلے ہی سے جانی پہچانی ہوئی ہے۔ بہرحال ان سے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ پولٹریم کہاں لے جایا گیا ہے۔"

"اگر ایڈلاوا کے آدمیوں میں تم جیسا کوئی پھرتیلا اور ذہین آدمی بھی ہوتا تو شاید اٹلی پر ایڈلاوا ہی کی حکومت ہوتی ...... میرا مطلب ہے ......"

"سمجھ گیا .... خواہ مخواہ میری تعریفیں کرکے میرا دماغ نہ الٹ دینا۔"

عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

* * *

الفرڈ بے حد پریشان تھا۔ کیونکہ باس نے بھی ٹروبی میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ کسی نہ کسی بہانے روز ہی پہنچنے لگا تھا لیکن بظاہر یہی کہا جا سکتا تھا کہ وہ الفرڈ کو پہلے سے زیادہ چوکس رہنے کی ہدایت دینے آیا ہے۔

الفرڈ عورتوں کے معاملے میں اس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھا ...... !

چوبیس عدد بکریاں یونہی نہیں پال رکھی تھیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس کے انداز میں چھچھوراپن نہ رہا ہو۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ ایڈلاوا بے حد خشک آدمی ہے۔ اتنی بکریاں رکھ چھوڑنے میں کوئی مصلحت ہوگی۔ کسی خاص مقصد کے لئے یہ فوج تیار کی گئی ہے۔

لیکن الفرڈ ان لوگوں میں سے نہیں تھا۔ ایڈلاوا سے قریب رہنے کے جتنے مواقع ملے تھے شاید ہی کسی دوسرے ماتحت کو نصیب ہوئے ہوں۔"

اس وقت بھی ایڈلاوا اسی عمارت میں موجود تھا اور الفرڈ سے ا

دونوں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔

"تم اچھی طرح ہوشیار رہنا۔ اس پر خاص طور سے نظر رکھنا کہ انکی نگرانی تو نہیں ہو رہی" ایڈلاوا نے کہا۔

"نہیں باس! میں پوری طرح چوکس ہوں۔ یہ عمارت سے باہر ہی نہیں نکلتے جب تک میں ان کے ساتھ نہ ہوں۔ انہیں بھی اپنی مہم کی اہمیت کا احساس ہے" الفرڈ نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"آلن شیپرڈ تو اوّل درجے کا احمق معلوم ہوتا ہے۔"

"وہ کہتی ہے کہ بہت عقلمند ہے اور ملک کے مانے ہوئے سیاستدانوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔"

الفرڈ کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ ایڈلاوا اسے نہایت غور سے دیکھ رہا تھا اور الفرڈ کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے خود اس کا ذہن چیخ چیخ کر ایڈلاوا کی آنکھوں کو یہ سب کچھ بتائے دے رہا تھا۔

دفعتہً ایڈلاوا بولا "میں ان دونوں کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔"

"کک ..... کیوں باس؟"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ میک اپ میں نہیں ہیں۔"

"میک اپ۔ ہرگز نہیں باس۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"کیوں نہیں پیدا ہوتا؟"

"قریب ہی سے دیکھتا ہوں انہیں۔"

"کتنے قریب سے ..... ؟ کیا کبھی ان کے گالوں پر ہاتھ پھیرا ہے؟"

"سوال ہی ...... نن ...... نہیں پیدا ہوتا باس۔"

"میں انہیں چیک کرنا چاہتا ہوں۔ رات کے کھانے کے بعد والی کافی میں

خواب آور دوا ملا دیتا۔"

"یعنی کہ۔۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔۔!"

"یہ کیا بکواس لگا رکھی ہے؟" ایڈلاوا پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"گ۔۔۔۔ کچھ نہیں باس! دراصل اس وقت میرے پیٹ میں تکلیف ہے۔ بار بار ذہن اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔"

"اچھا تو اب تم آرام کرو" ایڈلاوا اٹھتا ہوا بولا "یاد رکھنا کافی میں خواب آور دوا۔۔۔۔!"

"بہت بہتر باس۔" الفرڈزے بولا۔ اور شاید پہلی بار ایڈلاوا کے لئے خوف کے ساتھ ہی نفرت کا احساس بھی اس کے ذہن کے کسی گوشے سے ابھر آیا تھا جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلا۔ غیر ارادی طور پر الفرڈزے بھی اٹھ گیا تھا اس سے قبل کبھی اس نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ کدھر سے آتا ہے۔ اور نہ یہ دیکھنے کا خیال ہی آیا کہ کدھر جاتا ہے۔ لیکن وہ خود پر قابو نہ پا سکا شاید اضطراری طور پر یہ فعل اس سے سرزد ہوا تھا کہ وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ ایڈلاوا طویل راہداری میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا جا رہا تھا اس کی پشت الفرڈزے کی طرف تھی۔ اور پھر یک بیک اسے زمین نگل گئی۔ الفرڈزے بوکھلا کر پیچھے ہٹ آیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ جس عمارت میں مقیم ہے اس میں کوئی ایسا میکانکی نظام بھی موجود ہو گا۔

وہ کمرے میں پلٹ آیا اور بے خیالی میں ٹہلتا رہا۔ تو اس عمارت میں یہ سب کچھ بھی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہر کمرے میں ایڈلاوا کی رسائی ہو سکتی ہو خواہ اس کا دروازہ مقفل ہی کیوں نہ ہو اور اسے ڈرولی کا بھی خیال آیا۔ کہیں اس کمرے میں بھی۔۔۔۔ الفرڈزے کی مٹھیاں سختی سے بھنچ گئیں۔ اس شدت سے دانت پر دانت جمائے تھے کہ

جبڑے دکھنے لگے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ اگر اسی طرح ایڈلاوا کی رسائی ڈرولی تک ہو سکتی تو وہ کافی میں خواب آور دوا دینے کی تجویز کیوں پیش کرتا۔ پہلے ہی اندازہ لگا چکا ہوتا کہ وہ میک اپ میں تو نہیں ہے۔

موڈ بے حد خراب ہو چکا تھا۔ رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی اور وہ دونوں اپنی خوابگاہوں میں جا چکے تھے آج سے پہلے کبھی اس نے ایڈلاوا کے لئے، نفرت محسوس نہیں کی۔ ایک وفادار کتے کی طرح اس کے پیچھے دم ہلاتا پھرا تھا۔ لیکن یہ معاملہ؟ اگر وہ ڈرولی پر نظر رکھتا ہے تو اسے پچھتانا پڑے گا۔ اسے اپنا دادا ڈان الفریڈو یاد آ گیا۔ جو ایک عورت ہی کے لئے ایک اسپینی شہزادے کو قتل کر کے اٹلی بھاگ آیا تھا۔ پھر یہاں دوسری عورت سے اس کا باپ پیدا ہوا تھا۔ اور یہ خاندان اٹلی ہی میں بس گیا تھا۔ پچھتائے گا ایڈلاوا اگر اس نے ڈان الفریڈو کے پوتے کی عورت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔ بہر حال اب اسے خاموشی سے حالات کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔ دماغ ٹھنڈا رکھ کر۔۔۔۔ ایڈلاوا اسی لیے ایڈلاوا بنا ہے کہ اس کی کھوپڑی میں برف کی سل رکھی ہوئی ہے پھر اسے وہ احمق یونانی طالب علم بھی یاد آیا اور وہ شدید غصے کے باوجود بھی مسکرا پڑا۔ وہ تو شاید ایڈلاوا سے بھی زیادہ ٹھنڈے دماغ کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ تبھی تو ایڈلاوا بھاگتا پھر رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پوری فوج لے کر اٹلی میں گھس آیا ہو۔ حالانکہ پولیس بھی اس کے پیچھے تھی۔ اسٹیر کی تباہی کے بعد پولیس بھی حرکت میں آ گئی تھی۔ لیکن شاید اس کی ریشہ دوانیاں اب بھی جاری ہیں۔ اسی لیے ایڈلاوا کو یہ خیال آیا کہ یہ گاہک اصلی ہی ہیں یا اسی کے آدمی ہیں۔

جوں توں کر کے الفرڈزے نے وہ رات گذاری تھی اور ناشتے کی میز ہی پر ڈرولی سے پوچھ بیٹھا تھا کہ آرام سے سوئی ہے یا اسے یہاں کوئی تکلیف ہے پھر

خیال آیا کہ ایک ہفتے کے بعد اس قسم کا سوال احمقانہ ہی کہلائے گا۔ یہ تو پہلی رات گذارنے کے بعد ہی پوچھنے کی بات تھی۔ ژولی کے چہرے پر پہلے تو حیرت کے آثار دکھائی دیئے پھر وہ ہنس پڑی اور بولی "کیا یہ کوئی لطیفہ ہے؟"

"نہیں!" وہ گڑبڑا کر بولا۔ "دراصل یہاں کی آپ وہوا۔ اچانک ایسی ہوا چلتی ہے کہ آدمی نفخ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پچھلی رات میری یہی کیفیت تھی۔ میں نے سوچا ممکن ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔ میں گہری نیند سوئی تھی۔"

دن بھر وہ اسی قسم کی اکھڑی باتیں کرتا رہا اور بعد میں پچھتاتا رہا تھا۔ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آرہا تھا کہ اس کی ذہانت اور بذلہ سنجی کہاں غائب ہو گئی۔ ایسی ذہنی کیفیت سے تو پہلے کبھی دوچار نہیں ہوا تھا۔ "اوہ! یہ ایڈلاوا!" وہ دانت پیس کر رہ گیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے ایڈلاوا بھی اسی عمارت میں مستقل طور پر رہ رہا ہو۔ محض پوز کرتا ہو کہ اور کہیں سے آیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تہہ خانے سے اس کی لاسلکی کالیں ہیڈ کوارٹر جاتی ہوں وہاں سے یہاں ری ٹرانسمٹ کر دی جاتی ہوں۔ بہر حال اس کے اور ژولی کے درمیان ایڈلاوا کا بھوت گھس آیا تھا۔ لیکن اس رات تو اسے اس کے حکم کی تعمیل کرنی ہی تھی۔ رات کے کھانے کے بعد کافی میں خواب آور دوا شامل کر دی گئی تھی۔ اور وہ دونوں وہیں بیٹھے بیٹھے سو گئے تھے۔ آگے کی طرف جھکے تھے اور ان کے سر ڈائننگ ٹیبل پر ٹک گئے تھے۔

آج وہ انہیں کافی نوشی کے کمرے میں نہیں لے گیا تھا۔ ڈائننگ روم میں ہی کافی طلب کر لی تھی۔ ژولی کو اس حال میں دیکھ کر اس کا دل ڈوبنے لگا۔ پتہ نہیں کیوں اس کے سلسلے میں بالکل بچوں کا سا ذہن ہو کر رہ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایڈلاوا ڈائننگ روم میں داخل ہوا۔ پہلے اس نے آلن شیپرڈ کے گال ٹٹولے تھے اور پھر جیسے ہی ژولی کی طرف بڑھا۔ الفرڈزے بولا۔ "کیوں باس کیا وہ میک اپ میں ہے؟"

"نہیں۔!" اس نے کہا اور ژولی کے گالوں پر ہاتھ پھیرنے ہی والا تھا کہ الفرڈزے بول پڑا۔ "یہ بھی ٹھیک ہی ہوگی۔"

"خاموش کھڑے رہو۔" ایڈلاوا نے سرد لہجے میں بولا۔

الفرڈزے خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ ویسے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اچانک ایڈلاوا پر ٹوٹ پڑے۔ خواہ پھر انجام کچھ بھی ہو۔

"یہ بھی میک اپ میں نہیں ہے۔" ایڈلاوا پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"لیکن کیا یہ یونہی پڑے رہیں گے؟" الفرڈزے نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"اچھا تو پھر! کیا ارادہ ہے۔ انہیں گود میں اٹھا کر خواب گاہ میں پہنچاؤ گے۔"

"ن...... نہیں!"

"بچی ہوئی کافی پھینک کر اتنی ہی مقدار میں دوسری ڈلوا دو پاٹ میں۔" ایڈلاوا نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔

اس کے لئے ایک گندی سی گالی الفرڈزے کے ذہن میں گونجی تھی۔ لیکن اسے وہی کرنا پڑا جس کی ہدایت ملی تھی۔ اس کے بعد وہ اس سوچ میں پڑ گیا تھا کہ اسے وہیں ٹھہر کر دوبارہ ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے یا ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ ہرگز نہیں...... ذہن نے جواب دیا۔ ایڈلاوا اسی عمارت میں موجود ہے ہو سکتا ہے اس نے یہ چال محض اسی لئے چلی ہو کہ ژولی اپنی خواب گاہ میں مقفل نہ ہونے پائے۔ ایسی کی تیسی ایڈلاوا کے بچے کی مجھے اس کمرے سے تیرا باپ بھی نہیں ہٹا سکے گا۔ اس نے بغلی ہولسٹر کو تھپکی دی تھی اور ڈائننگ روم میں ہی ٹھہرا رہا تھا۔

* * *

عمران اس سے کچھ بھی نہ معلوم کر سکا۔ اس نے اپنے بارے میں بتایا تھا کہ وہ جنیوا ہی میں رہتا ہے اور کسی نے اسے اس کام پر آمادہ کیا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ لڑکی کون تھی۔ اس آدمی نے معقول معاوضے پر اس کی خدمات حاصل کی تھیں۔ وہ لڑکی کو اپنے ساتھ لے گیا اور دوسری صبح پھر اس کے گھر پہنچ کر کہا تھا کہ معقول معاوضے پر اسے ایک کام ادا کرنا پڑے گا۔ ریکا اس ہٹ میں اپنا تھیلا بھول آئی۔ اگر وہ چاہے تو بہ آسانی اسے وہاں سے لا سکتا ہے۔

"اور اب وہ تھیلے کے لئے میرے گھر چکر لگا رہا ہوگا۔" اطالوی نے کہا اب وہ انجکشن کے اثرات سے آزاد ہو چکا تھا۔ جس نے بارہ گھنٹے تک اسے خود فراموشی کی سی کیفیت میں مبتلا رکھا تھا۔

وہ اب بھی بنگل ہی پر تھے۔ لیکن اطالوی کو لانچ کے زیریں حصے میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

"آخر چکر کیا ہے؟" انتھونیو نے عمران سے پوچھا۔

"ہمارے ایک حریف کاروباری گرگا، جو ہمارا بزنس تباہ کر دینا چاہتا ہے۔"

"تو پھر اب اس کا کیا کرو گے؟"

"اندھیرا پھیلنے تک اسے روکے رکھنا چاہتا ہوں۔" عمران نے کہا۔ "اس کے بعد سوچیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔"

"جیسی تمہاری مرضی! میں بھی تمہارا ہوں اور فی الحال اس لانچ کو بھی اپنا ہی

سمجھو کیونکہ میرا باس فرانس گیا ہوا ہے۔ پندرہ دن سے قبل اس کی واپسی ممکن نہیں۔"

"خوب اچھی طرح سوچ لو کہیں بعد میں گھپلا نہ ہو جائے۔"

"میری ذمہ داری۔ اب اگر میں ایسے پیارے دوستوں کے لئے اتنا بھی نہ کر سکوں تو تف ہے میری زندگی پر۔"

عمران نے اطالوی سے اس کے گھر کا پتہ معلوم کیا تھا اور پھر اسے اور سیلی پامیٹ کو وہیں چھوڑ کر خود نکل کھڑا ہوا تھا۔ اطالوی نے لیٹرنا کے قریب کا پتہ لکھوایا تھا اور یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ وہ سچ ہی بولا ہو۔ ویسے عمران نے اس پر ذرہ برابر بھی تشدد نہیں کیا تھا اگر اس نے غلط پتہ بتایا تھا تب مطلب برآری ہو جانے کی توقع کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔ بہرحال وہ اس عمارت کو ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب ہو گیا جس کے ایک فلیٹ میں اس نے اپنی رہائش بتائی تھی۔ وہ اس فلیٹ کے سامنے بھی جا پہنچا اور کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ کسی نے دروازہ کھولا تھا یہ ایک قوی الجثہ آدمی تھا۔ عمران کو گھورتے ہوئے اس نے اطالوی ہی میں پوچھا کیا بات ہے۔ "تم کون ہو؟" سوال اطالوی میں ضرور کیا گیا تھا لیکن وہ کسی اطالوی کی اطالوی نہیں تھی۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔ بعض الفاظ صحیح تلفظ کے ساتھ ادا نہیں کئے گئے تھے۔

"سی نور مرسیانو یہیں رہتے ہیں؟" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا

"ہاں... کیوں؟"

"میں ورلی ڈیاگو سے آیا ہوں۔" عمران بولا۔

"ورلی ڈیاگو۔" اس نے اس طرح پلکیں جھپکائیں تھیں جیسے ورلی ڈیاگو اس کے لئے کوئی نیا نام ہو پھر بولا تھا۔ "اچھا..... اچھا..... کیوں آئے ہو؟"

"سی نور مرسیانو کا ایک پیغام ہے۔ ان کے گھر والوں تک پہنچانا ہے لیکن سی نور آپ اس کے خاندان کے فرد تو نہیں معلوم ہوتے۔"

"اندر آجاؤ .... میں اس کی بیوی کو بلاتا ہوں - مہمان ہوں مرسیانو کا۔"

"اچھا...... اچھا شکریہ۔"

وہ عمران کو ایک کمرے میں بٹھا کر چلا گیا۔ پھر ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی تھی اور وہی آدمی اس کے پیچھے تھا۔

"کیا بات ہے؟" لڑکی کی اطالوی جھول دار نہیں تھی لیکن وہ بھی اہل زبان نہیں معلوم ہوتی تھی۔

"سی نور مرسیانو ورلی ڈیاگو کے ایک ہٹ میں چھپے بیٹھے ہیں اور آپ کو پیغام بھجوایا ہے کہ میں خطرے میں ہوں۔"

لڑکی نے مڑ کر مرد کی طرف دیکھا تھا۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار دیکھے تھے۔

"اس نے یہ نہیں بتایا کہ خطرے کی نوعیت کیا ہے۔" لڑکی نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں سی نورا انہوں نے یہ نہیں بتایا۔"

"کیا تم وہیں مقیم ہو۔"

"برابر والے ہٹ میں۔ عمران نے کہا اور سوچنے لگا کہ مرسیانو نے سچ مچ گردن ہی کٹوانے کا انتظام کیا تھا لیکن وہ اس لڑکی کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ البتہ مرد اس کے لئے اجنبی تھا۔

"ہم تمہارے ساتھ ہی چلیں گے۔"

"مجھے خوشی ہوگی آپ کی خدمت کرکے۔ کیا آپ کے پاس گاڑی موجود ہے۔ ادھر کوئی ٹیکسی والا جانے پر تیار نہیں ہوتا۔ البتہ اگر بنگلے تک کا کرایہ طے کیا جائے تو شاید مان جائے کیونکہ ورلی ڈیاگو سے اسے خالی واپس آنا پڑے گا۔"

"ہمارے پاس اپنی گاڑی ہے۔"

"تب تو پھر ٹھیک ہے۔"

وہ عمارت سے باہر آئے تھے اور سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی ایک گاڑی میں جا کر بیٹھے تھے۔ وہ دونوں آگے بیٹھے اور اجنبی ہپی کو پچھلی سیٹ پر بٹھایا تھا جب گاڑی بنگلے والی سڑک پر اس جگہ پہنچی جہاں سے بائیں جانب ایک کچا راستہ مغرب کی طرف چلا گیا تھا تو عمران نے گاڑی کو اسی راستے پر موڑ لینے کو کہا۔ لیکن اگلی سیٹ سے آواز آئی

"ہم جانتے ہیں۔"

اس راستے پر دور دور پائین کے اونچے اونچے درخت کھڑے تھے۔ ایک جگہ پھر عمران نے بائیں جانب موڑنے کو کہا۔

"کیوں۔ کیا ضرورت ہے؟" مرد نے اکھڑ لہجے میں سوال کیا۔

"اچھا تو گاڑی یہیں روک کر میری ایک بات سن لیجئے اس کے بعد جو دل چاہے کیجئے گا۔"

مرد نے بریک لگا کر گاڑی کنارے کر لی اور اسے نیوٹرل گیئر میں ڈال کر انجن بند کئے بغیر عمران کی طرف مڑا۔

اگر سی نور مرسیانو، علانیہ ادھر سے گذر سکتے تو مجھے آپ کے پاس بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس طرف سے ہم سیدھے اسی ہٹ کے قریب پہنچیں گے۔

"عقل مندی کی بات ہے۔" مرد سر ہلا کر بولا۔ اور پھر گاڑی بتائی ہوئی سمت میں موڑ لی گئی لیکن وہ جیسے ہی کسی قدر اوٹ میں پہنچی تھی۔ عمران کا پستول لڑکی کی کھوپڑی سے جا لگا تھا۔ ساتھ ہی اس نے کہا بھی تھا۔ "لڑکی کا بھیجا اڑ جائے گا۔ ورنہ گاڑی روک کر انجن بند کر دو۔" دھمکی انگلش میں دی گئی تھی۔ اور انداز اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں

کا ساتھا۔ مرد نے بریک لگایا۔ لیکن عمران غافل نہیں تھا۔ اسے جس ردِ عمل کا خدشہ تھا وہی ہوا۔ بریک لگاتے ہی اس نے لڑکی کی زندگی کی پرواہ کئے بغیر پستول پر ہاتھ ڈال دینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران کا بایاں ہاتھ اس کی داہنی کنپٹی پر پڑا۔ ایسا ہی جچا تلا ہاتھ تھا کہ فوری طور پر اس کے اعصاب بے کار ہو گئے۔

"لڑکی انجن بند کر دو۔ اور کنجی اگنیشن سے نکال کر میرے حوالے کر دو۔" عمران نے اس کی کھوپڑی پر پستول کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ نقلی بلی ماؤذر نہیں ہے۔"

لڑکی کے ساتھی کا سر بائیں جانب کھڑکی کے اوپر جا لگا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ لڑکی نے بے چون و چرا تعمیل کی۔ بائیں ہاتھ سے اس نے کنجی سنبھال کر اپنے دانتوں میں دبالی تھی۔ اور پھر لڑکی کی گدی پر ضرب لگائی تھی وہ ڈیش بورڈ سے جا ٹکرائی اور دوبارہ سیدھی نہ ہو سکی۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے عمران نے اپنے جسم کی مشینری میں کوئی فاضل پرزہ لگا لیا ہو۔ بڑی پھرتی سے ان دونوں کے بازوؤں میں بھی وہی سیال انجکٹ کر دیا۔ جو مرسیانو پر استعمال کر چکا تھا۔ اس کے بعد نیچے اتر کر دونوں کو اگلی سیٹ سے پچھلی سیٹ پر منتقل کرنے میں بھی دیر نہیں لگائی تھی اس پوری کارروائی میں تین چار منٹ سے زیادہ صرف نہیں ہوئے تھے۔

گاڑی دوبارہ روشنی کے مینار لینڈرنا والے علاقے کی طرف واپس جا رہی تھی۔ ان دونوں کو اس طرح پچھلی سیٹ پر بٹھایا تھا کہ دور سے دیکھنے والوں کو سوتے ہوئے نظر آئیں۔ جیسے لمبے سفر کی تھکاوٹ نے انہیں بیٹھے ہی بیٹھے سو جانے پر مجبور کر دیا ہو۔ لینڈرنا کے قریب پہنچ کر اس نے گاڑی بنگل والے ڈوک کی طرف موڑ دی تھی۔

الفرِوزے   کچھ دیر تک تو یونہی خالی الذہنی کے سے عالم میں بیٹھا رہا تھا۔ پھر چونک کر چاروں طرف دیکھتا ہوا اٹھا تھا اور برتنوں والی الماری کے پیچھے دبک رہا تھا۔ ایسے لمبے ضخیم آدمی کے لئے فقط دبکنا شاید موزوں نہ ہو لیکن اپنی دانست میں وہ دبکا ہی تھا۔ جب کہ ہر گوشے سے کم از کم اس کی آدھی چوڑائی ضرور نظر آ سکتی تھی۔

اس کے ذہن میں اس وقت اس کے علاوہ اور کوئی خیال نہیں تھا کہ ڈرولی کو کسی نہ کسی طرح ایڈلاوا سے بچایا جائے خواہ اسے اپنی زندگی ہی سے کیوں نہ ہاتھ دھونے پڑیں۔ عجیب سی وحشت ذہن پر طاری تھی اس لڑکی ڈرولی نے اسے کہیں کا نہ رکھا تھا۔ کبھی کبھی وہ سوچتا کاش یہ آکسن ٹیبرڈ اُلو کا پٹھا تنہا ہی آیا ہوتا۔ بہت کوشش کر ڈالی تھی کہ ڈرولی سے اس طرح متاثر ہونا چھوڑ دے لیکن محض اس کی آواز ہی سن کر قوتِ ارادی پر کپکپی طاری ہو جاتی۔

دفعتہً اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ناک کے سوراخوں میں جلن سی شروع ہو گئی ہو۔

پھر ایک بلند آہنگ چھینک سے کمرے کی محدود فضا گونج اٹھی تھی اور.... اور وہ رہ رہ کر آنکھیں پھاڑتا ہوا ایک جانب ڈھلتا چلا گیا۔ متحرک پہاڑ بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔ پھر جب آنکھ کھلی تھی تو بہت دیر تک یہی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ کس حال میں ہے اور کہاں ہے۔ فرش پر پڑے ہی پڑے چاروں طرف نظر دوڑائی تھی۔ اور پھر اسی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا جیسے کسی بہت وزنی کچھوے نے چھلانگ لگانے کی کوشش کر ڈالی ہو۔ اس چھلانگ کے ساتھ ہی ذہن بھی فوری طور پر صاف ہو گیا۔ سب کچھ یاد آ گیا تھا۔ یہ کمرہ تو وہی تھا لیکن ڈائننگ ٹیبل کرسیوں سمیت غائب تھی۔ الفرِوزے بوکھلا کر ان دونوں کی خواب گاہوں کی جانب دوڑ پڑا۔ دونوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے بستر خالی نظر آئے۔ ان کی حالت سے صاف ظاہر تھا کہ استعمال ہی نہیں کئے گئے۔ الفرِوزے نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ دوسرا دن شروع ہو چکا

تھا۔ باہر دھوپ پھیل رہی ہوگی۔ وہ دیوانوں کی طرح پوری عمارت میں دوڑتا پھرا تھا لیکن اندر تو وہ نہ دکھائی دیئے ان کے بارے میں ملازموں نے بھی لاعلمی ظاہر کی تھی اور بتایا تھا کہ کاکی توشمی کے کمرے میں بہت دیر ہوئی ناشتہ میز پہ لگایا جا چکا ہے۔۔۔! الفرڈزے عمارت کے باہر بھاگا تھا۔ پاگلوں کی طرح چاروں طرف دوڑتا پھر رہا تھا۔ پورٹیکو میں ساری گاڑیاں بھی موجود تھیں وہ پھر پلٹ آیا۔ بری طرح ہانپ رہا تھا۔ اب بھی اس کا رخ ڈائننگ روم ہی کی طرف تھا۔ وہاں پہنچا تو ایک بار پھر اسے چونکنا پڑا۔ کیوں کہ ڈائننگ ٹیبل کرسیوں سمیت موجود تھی۔ اس نے دل ہی دل میں ایڈلاوا کو ایک گندی سی گالی دی اور پھر یک بیک خود اس کی فنکارانہ صلاحیتیں بیدار ہوگئیں اور اس نے کسی خوف زدہ بچے کی طرح چیخنا شروع کر دیا۔ کئی ملازم دوڑتے ہوئے اس طرف آئے تھے۔ الفرڈزے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔ بھبھوت۔۔۔۔۔ بھوت۔۔۔۔۔۔ بھوت۔۔۔ کہے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ پھر وہ دھڑام سے فرش پر آرہا تھا۔ جبڑے سختی سے بھنچ گئے اس کے بعد وہ آنکھیں بند کئے ملازموں کی بھاگ دوڑ سنتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا بیٹے ایڈلاوا ابھی تک تو میں تمہارا وفادار رہا ہوں اب تم دیکھنا۔ سور کے بچے۔۔۔۔۔ کیا میں اتنا بدھو ہوں پندرھویں صدی کا کوئی اسپینی ہوں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے کسی کارنامے کو مافوق الفطرت سمجھ لوں گا۔

شاید ملازم اس بےوقوف کو پکڑ لائے تھے جو ان کا معالج تھا۔ اس نے الفرڈزے کو ہوش میں لانے کی تدبیریں شروع کر دی تھیں اور الفرڈزے نے اسے مایوس نہیں کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اٹھ گیا لیکن خوفزدہ نظروں سے ڈائننگ ٹیبل اور کرسیوں کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

"کیا ہوا تھا سی نور۔۔۔۔۔؟" بٹلر نے بڑے ادب سے پوچھا

"کک۔۔۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔۔۔ میرا خاندانی مرض ہے۔ کبھی کبھی دورے

پڑتے ہیں۔ اب ٹھیک ہوں شکریہ! تم سب جاؤ۔۔۔۔۔ لیکن بٹلر تم ٹھہرو گے۔"

"بہت بہتر سی نور۔۔۔۔۔۔"

جب وہ سب چلے گئے تو الفرڈزے نے اس سے بھی کمرے سے نکل چلنے کو کہا وہ اسے عمارت سے باہر لایا تھا۔ بڑا متحیر تھا۔ اس سے پہلے تو اس نئے مالک نے اسے اتنی اہمیت نہیں دی تھی۔ کسی ملازم کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتا تھا اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔

"ایک بات بتاؤ۔" الفرڈزے چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ہاں سی نور۔"

"اس عمارت میں مجھ سے پہلے کون رہتا تھا؟"

"کوئی بھی نہیں۔ سی نور۔۔۔۔۔۔ یہ تو کمپنی کا مہمان خانہ ہے۔ مہمان آتے جاتے رہتے ہیں۔ لیکن اب ہمیں حکم ملا ہے کہ مستقل طور پر آپ کی تابع داری کریں۔"

"اچھا۔۔۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔۔۔ یہ بتاؤ تم یہاں کب سے ہو؟"

بٹلر کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔ "کم و بیش دس سال سمجھ لیجئے۔ سی نور۔ بٹلر ہی کی حیثیت سے تقرر ہوا تھا۔ میں کاؤنٹ ڈی دی سینی کا بٹلر بھی رہ چکا ہوں۔"

"نہیں۔۔۔۔۔ تم بہت شائستہ آدمی ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"

"شکریہ سی نور۔"

"میں دراصل یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ عمارت آسیب زدہ ہے؟"

"ہرگز نہیں سی نور۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دس سال میں میں نے یہاں کچھ بھی نہیں دیکھا۔ البتہ کاؤنٹ ڈی دی سینی کے کیسل کا ایک حصہ ضرور آسیب زدہ تھا۔"

"اسے جہنم میں جھونکو۔۔۔۔۔ میں اس عمارت کی بات کر رہا ہوں۔"

"نہیں۔ سی نور۔۔۔۔۔۔ اگر اجازت ہو تو میں پوچھوں کہ آپ کو کس بنا پر اس کا

خیال آیا:

"اوہ..... کچھ نہیں.... ہو سکتا ہے میرا وہم ہو لیکن وہم کیونکر ہو سکتا ہے۔ آخر وہ دونوں کہاں غائب ہو گئے۔

"سی نور........ ہو سکتا ہے کہ صبح چہل قدمی کے لئے نکل گئے ہوں اور ناشتہ کسی ریسٹورنٹ میں کر لیا ہو" اس نے اس طرح کہا جیسے الفروزے کی دماغی صحت پر شبہ رکھتا ہو۔"

"اچھا دوسری بات۔ ڈائننگ روم سے سارا فرنیچر غائب ہو گیا تھا۔ جب میں دوبارہ اندر واپس آیا تو موجود تھا۔"

"ہم نے تو فرنیچر کو ہاتھ بھی نہیں لگایا سی نور۔!"

"ظاہر ہے کوئی غیر ضروری حرکت کیوں کرو گے۔ لیکن جو کچھ میں کہہ رہا ہوں سچ ہے"

"ہو سکتا ہے سی نور۔"

"کیا ہو سکتا ہے۔"

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا عرض کروں جب کہ....."

"خیر..... خیر..... جاؤ۔ لیکن اس گفتگو کا ذکر کسی سے نہ کرنا:

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں کاؤنٹ ڈی وی سینی کا بٹلر اور ان کا راز دار رہ چکا ہوں۔

الفروزے نے دل ہی دل میں کاؤنٹ ڈی وی سینی کو بھی ایک گندی سی گالی دی اور بٹلر کو رخصت کر دیا۔

اسی دوپہر کو وہ ہیڈ کوارٹر کے توسط سے ایڈلاوا کو کال کر رہا تھا۔

"کیا بات ہے؟" نامعلوم جگہ سے ایڈلاوا کی آواز آئی۔

"وہ دونوں غائب ہو گئے۔" الفروزے بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"مم..... مطلب..... یہ..... کہ....؟"

"اپنے کام سے کام رکھو، اوور اینڈ آل۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو جانے پر الفروزے نے اتنے زور سے ریسیور کریڈل پر پٹخا تھا کہ کمرہ گونج اٹھا تھا۔

"ولد الحرام..... میں دیکھوں گا تجھے" وہ دانت پیس کر بڑبڑایا۔

* * *

انتھونیو سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن اسے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں تھی کہ لانچ میں کیا ہو رہا ہے کیونکہ خود اس کا اندازہ یہی تھا کہ چرس کے ایسنس کی وہ قلیل مقدار کم از کم چھ ماہ کے لئے کافی ہو گی۔ اور پھر جن مراکشی کے آدمیوں نے خود اسے کوئی تکلیف نہیں دی تھی۔ وہ لانچ کے نچلے حصے میں اپنے معاملات نپٹا رہے تھے اور وہ خود اوپر کیبن میں دھوئیں کے بادل اڑا رہا تھا۔

عمران کے دونوں نئے قیدی ابھی تک اسی انجکشن کے زیر اثر تھے۔ مریانو کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے تھے۔ لیکن اس کی زبان چل رہی تھی اور وہ اپنے ساتھیوں سے اطالوی میں برابر کہے جا رہا تھا کہ وہ اپنی زبان بند ہی رکھیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس وقت ان دونوں کی آنکھوں میں اس کے لئے شناسائی کی ہلکی سی جھلک بھی نہ رہی ہو۔

لڑکی اور مرد جو کچھ بھی بولتے تھے انگلش ہی میں بولتے تھے اور زیادہ تر یہی

کہتے تھے کہ وہ ان سے جو کچھ بھی کہہ رہا ہے ان کی سمجھ میں نہیں آرہا۔ وہ صرف انگلش ہی سمجھ سکتے ہیں۔ تھک ہار کر مرسیانو خاموش ہو گیا تھا اور پھر عمران بولا "فضول ہے دوست۔۔۔ جس طرح تم چپ چاپ میرے ساتھ چلے آئے تھے اسی طرح یہ بھی آئے ہیں اس لئے ان کے باقاعدہ طور پر ہوش میں آنے کا انتظار کرو انہیں اطالوی زبان بھی یاد آجائے گی۔"

"وہ اسے قہر آلود نظروں سے گھور کر رہ گیا تھا۔

ویسے تم نے میری گردن ہی کٹوا دینے کا انتظام کیا تھا۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "اب خیریت اسی میں ہے کہ جو کچھ بھی پوچھا جائے اس کا بالکل صحیح جواب مہیا کرو۔۔۔ ورنہ حشر برا ہوگا۔"

"میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو اور تم نے مجھے کیوں قید کر رکھا ہے اور میرے ان مہمانوں کو یہاں کیوں پکڑ لائے ہو۔"

"دونوں مہمان ہیں۔"

"ہاں میرے مہمان ہیں۔ مجھے قانوناً حق پہنچتا ہے کہ اپنے غیر ملکی دوستوں کو مہمان بناؤں۔

"لیکن تمہارے مرد مہمان نے تو لڑکی کا تعارف تمہاری بیوی کی حیثیت سے کرایا تھا۔"

مرسیانو اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گیا۔

"اور ۔۔۔۔۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا۔ "اس وقت یہ دونوں بری طرح بوکھلا گئے تھے۔ جب میں نے تمہارے پیامبر کی حیثیت سے انہیں یہ بتایا تھا کہ تم ہپیوں کے اڈے کے ایک جھونپڑے میں چھپے بیٹھے ہو اور خود کو خطرے میں محسوس کر رہے ہو۔"

"تم نے یہ کہا تھا ان سے۔" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"یہ نہ کہتا تو اس کا اندازہ کیونکر لگا سکتا کہ تم محض کرائے کے ٹٹو نہیں بلکہ ان پر حکم چلاتے ہو۔"

اس نے پھر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا تھا۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو؟" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"ابھی بتا دوں گا۔ لیکن تمہیں پہلے یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ریبکا میری جانی پہچانی لڑکی ہے۔ اور اس کا اصل نام ایڈتھ ہارلنگر ہے ویسٹ دیلی کے ان بدمعاشوں کی نمائندہ ہے جو یورینیم اور پلوٹونیم کے ذخائر پر ہاتھ صاف کر کے اسے اسمگل آؤٹ کرتے ہیں۔ یہ ابھی حال ہی میں کئی کلوگرام پلوٹونیم اسمگل کر کے اٹلی لائی ہے۔ کئی ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹ اس کے پیچھے تھے لیکن یہ ہپیوں میں مل کر کسی نہ کسی طرح یہاں داخل ہو ہی گئی اور اب تم مجھے بتاؤ گے کہ وہ پلوٹونیم کہاں ہے؟"

مرسیانو حیرت سے منہ پھاڑے سنتا رہا۔ عمران کے خاموش ہوتے ہی اس نے اپنے دانت سختی سے بھینچے تھے۔

"تم اس کا تھیلا لینے وہاں پہنچے تھے۔ حالانکہ اس میں کچھ بھی نہیں تھا کوئی ایسی قیمتی چیز نہیں تھی لیکن نہیں۔۔۔۔ بے حد قیمتی تھی۔ شاید جلدی میں ریبکا یا ایڈتھ کو خیال نہیں رہا تھا کہ اس کی ننھی سی ڈائری تھیلے ہی میں رہ گئی ہے۔"

"تم آخر ہو کون؟" وہ پھٹی پھٹی سی آواز میں بولا۔

"حقیقتاً مجھے بھی دونوں درکار ہیں تمہیں صاف چھوڑ دوں گا۔ کیونکہ میرا تعلق تمہارے ملک سے نہیں۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"چرایا ہوا پلوٹونیم یہاں اسمگل کرکے کس جگہ ذخیرہ کیا جارہا ہے؟"

"مم...... میں نہیں جانتا۔ کہ یہ اٹلی کیوں آتے ہیں۔ لیکن میرے دوست ہیں۔"

"تو تم نہیں جانتے حالانکہ ان کی شکلیں دیکھ کر تم نے چیخنا شروع کر دیا تھا کہ وہ اپنی زبانیں بند رکھیں۔ آخر تم انہیں کس بات سے روک رہے تھے۔"

وہ پھر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر خاموش ہو گیا۔

"اگر میں تم تینوں کو پولیس کے حوالے کر دوں تو کیسی رہے گی۔" دفعتہً عمران کا لہجہ بدل گیا۔

"نن...... نہیں۔"

"اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ وہ بڑا آدمی جس نے کہ اپنی دانست میں یہاں ایک باطنی حکومت قائم کر رکھی ہے چند دنوں کا مہمان ہے۔ اگر تم ان دونوں سمیت پولیس کے حوالے کر دیئے گئے اور اس ملک کا سفارت خانہ بھی ملوث کیا گیا جس سے ان دونوں کا تعلق ہے تو وہ بڑا آدمی بے دست و پا ہو جائے گا اور تم تینوں کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔"

اطالوی کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ آنکھوں کی سرخی غائب ہو گئی۔ سینہ لوہار کی دھونکنی کی طرح پھولنے پچکنے لگا۔

"اگر تم نے ذخیرے کی جگہ بتا دی تو کم از کم تمہیں تو چھوڑ ہی دوں گا۔"

"ان دونوں کو یہاں سے ہٹا لے جاؤ۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"ان کی قطعی پرواہ نہ کرو۔ یہ ابھی دس گھنٹے تک نہ تو تمہیں پہچان سکیں گے اور نہ تمہاری کوئی بات ہی ان کے پلے پڑے گی۔"

"اوستا برو لانس۔" وہ آہستہ سے بولا "سینٹ ونسنٹ۔ اسپا دلیشیو۔"

"اگر یہ اطلاعات غلط نکلیں تو؟"

"نہیں سی نور۔ میں کہاں بھاگ کر جاؤں گا۔ مل...... لیکن یہ دونوں میری گردن کٹوا دیں گے۔"

"قطعی نہیں! انہیں ان کے سفارت خانے کے حوالے کر دوں گا۔ اور سفارت خانہ ہرگز یہ نہ چاہے گا کہ مقامی پولیس کے کان میں اس کی بھنک بھی پڑنے پائے۔ لہٰذا اگر انہوں نے تمہارا نام لیا بھی تو بات سفارت خانے کی حدود ہی میں رہ جائے گی۔"

"یقین کرو سی نور۔ میں نے تمہیں وہی جگہ بتائی ہے جہاں پہنچایا جاتا ہے۔"

"آمد کی اوسط کیا ہے؟"

"ہر دو ماہ کے دوران میں دس کلوگرام۔"

"اور وہ وہیں پہنچا دیا جاتا ہے۔"

"میں خود پہنچاتا ہوں۔ دو دن ہوئے یہ کھیپ پہنچائی تھی۔"

"ادائیگی کس طرح ہوتی ہے؟"

"رقم سوئٹزرلینڈ کے ایک بینک میں جمع کر کے رسید ہمیں دی جاتی ہے۔ وہ ہم تینوں کا مشترکہ اکاؤنٹ ہے۔ رسید حاصل کئے بغیر ہم مال حوالے نہیں کرتے۔"

"اور مال کی حوالگی تم ہی کرتے ہو۔"

"ہاں سی نور۔"

"اندازاً کتنی رقم ہو گی۔ تم تینوں کے نام پر۔"

"مجھے اندازہ نہیں ہے لیکن چیک پر تینوں کے دستخط ہوتے ہیں تب ہی رقم نکل سکتی ہے۔ اب وہ سب تو ڈوب ہی گیا۔"

"کوئی چیک بک ہے تمہارے پاس۔"

"گگ...... کیوں؟"

"مجھے کچھ بھی نہ چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری رقم ڈوبنے نہ پائے۔ بلکہ تم ہی سب ہضم کر جاؤ۔"

"نن ..... نہیں ... انہیں ان کے ملک میں پھانسی تو نہ ہو جائے گی۔ جہاں بھی ہوں گا ڈھونڈ کر مار ڈالیں گے۔"

"بکواس ہے ..... سفارت خانے کے حوالے کیے گئے تو عمر قید سمجھو۔"

"تت .... تو یہ کیسے ہوگا سی لور۔"

"سارے چیکوں پر دونوں کے دستخط لوں گا اور تمہارے حوالے کر دوں گا۔ پاسپورٹ تو ہوگا ہی تمہارے پاس۔"

"ہے سی لور ....." اس کی آواز سے مسرت آمیز جوش کا اظہار ہو رہا تھا

"تمہارا اور کوئی ساتھی؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"لیکن ایک بات بتا دوں۔ میں کھلے دل سے لوگوں پر اعتماد کر لیتا ہوں اگر دھوکا ہوا تو پھر دنیا کے کسی حصے میں بھی سر نہیں چھپانے دیتا۔"

"اور ہاں یہ بھی بتا دوں کہ میں صرف اسپادلیشیہ ہی تک کی بات کر رہا ہوں اور وہاں سے کہیں اور آگے جاتا ہو تو مجھے اس کا علم نہیں۔"

"مجھے اندازہ ہو جائے گا کہ تم صحیح کہہ رہے ہو یا غلط۔ بس میرے صرف ایک سوال کا جواب دو۔"

"وہ کیا ہے سی لور؟" اس نے کنکھیوں سے دوسرے قیدیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ دونوں بیٹھے بیٹھے ہی سو گئے تھے۔

"تمہارے معاملات کس سے طے ہوئے تھے اور تمہیں رسید کہاں سے ملتی ہے"

"بین الاقوامی خیر اندیش نام کا ایک دفتر ہے" اس نے کہا اور لڑکی کی

طرف اشارہ کر کے بولا: "جس کا پتہ اسی سے ملا تھا مجھ کو۔ خود اس نے گفت و شنید نہیں کی تھی۔ مجھے بیچ میں ڈالا تھا۔ مجھے وہاں سے رسید ملتی ہے۔ اور میں... مال سنیٹ ونسنٹ میں اسپادلیشیہ کے ناظم کے حوالے کر آتا ہوں۔"

"تم سچ بول رہے ہو۔ اب تم میرے ساتھ اپنے گھر چلو گے۔ تمہاری گاڑی ڈوک کے قریب موجود ہے۔ وہاں سے چیک بک لائیں گے۔ اور تمہارا کام ہو جائے گا۔"

لیکن اس کا کام دوسری طرح ہوا۔ جیسے ہی وہ دونوں ڈاک سے اتر کر گاڑی کی طرف بڑھے تھے۔ مریبا تو لڑکھڑایا تھا اور ڈھیر ہو گیا تھا۔ خود عمران نے بڑی پھرتی سے ایک طرف چھلانگ لگائی تھی اور اس کے قریب ہی مٹی اڑی تھی۔ وہ قلابازیاں کھاتا ہوا نشیب میں لڑھکتا چلا گیا ورنہ تیسرا بے آواز فائر اسے بھی چاٹ گیا تھا ..... ابھی تاریکی پوری طرح نہیں پھیلی تھی۔ افق میں خاصا اجالا تھا۔ شاید فائر کرنے والے نے اس کے بعد وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ ورنہ اوپر سے وہ بہ آسانی نشانہ بنایا جا سکتا۔ ابھی وہ سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک زوردار دھماکے سے فضا لرز اٹھی۔

"خداوندا!" وہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ اپنے مصنوعی بال نوچ نوچ کر چہرے سے رنگ کرنے لگا تھا۔ دھماکے کی وجہ سے آس پاس ایسی افراتفری پھیلی تھی کہ کسی کو کسی کا ہوش نہیں تھا۔ عمران مصنوعی بالوں سے پیچھا چھڑا چکا تھا۔ اور اب ایک طرف بے تحاشا دوڑا جا رہا تھا۔ دوڑنے والوں میں صرف وہی ایک تو نہیں تھا۔ اس جیسے نہ جانے کتنے تھے۔

دوسری طرف ڈاک پر اب اس جگہ کوئی لانچ نہیں تھی۔ جہاں کچھ دیر پہلے جیمسن مراکشی کے دوست انٹونیو کی لانچ بیگل لنگر انداز تھی اور دھوئیں کا کثیف

بادل فضا میں بلند ہو کر اپنا حجم بڑھا رہا تھا۔

* * *

"پہلے مجھے پنشن ہوئی تھی اور اب تم بڑھاپے کے ایام خواتین کے ساتھ گزار رہے ہو۔" جوزف نے جیسن سے کہا جو تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا رائفل کی نال صاف کر رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہے۔ میں یہاں بہت خوش ہوں۔"

"بڈھے کی باتیں سن سن کر میں پاگل ہوا جا رہا ہوں۔"

"مجھے کسی سے بھی کوئی شکایت نہیں ہے۔ میں نے تھوڑے ہی فاصلے پر صدفی پانی کا ایک چشمہ دریافت کیا ہے۔ اس کے دو گھونٹ دن بھر کے لئے کافی ہوتے ہیں یعنی چوبیس گھنٹوں میں پندرہ منٹ کے لئے بھی بور نہیں ہوتا۔"

"عورتوں میں بیٹھ کر گپیں ہانکنے والے بوریت کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ پھر وہ انہیں اپنا مزاج ہی معلوم ہونے لگتی ہے۔" جوزف بولا۔ اور جیسن رائفل رکھ کر اسے گھورنے لگا جیسے اس پر اچانک جوزف کے "افلاطون" ہونے کا انکشاف ہوا ہو۔

"اس طرح کیا دیکھ رہے ہو۔؟"

"یہی کہ تم آسمان پر کب اٹھائے جاتے ہو۔"

"میرا مضحکہ نہ اڑاؤ مسٹر! مجھے الجھن ہو رہی ہے ایسا لگتا ہے جیسے باس پر کوئی بپتا پڑی ہو۔ ہزاروں میل دور بیٹھ کر بھی میں یہ محسوس کر سکتا ہوں۔ اگر وہ فکرمند بھی ہوں گے تو یہاں میرا دم گھٹ رہا ہوگا۔"

"یار کبھی تو افلاطون لگتا ہے۔ اور کبھی اٹھارہویں صدی کی کوئی والدہ محترمہ!"

"اخاہ..... تو تم دونوں یہاں ہو۔" عقب سے بڈھے ویرلو کی آواز آئی۔ اور دونوں ہی اچھل پڑے۔ یہ بڈھا اب جیسن کو بھی کھلنے لگا تھا۔ ہر وقت اپنے جمہوری انقلابی محاذ کی باتیں کرتا رہتا تھا۔

"بالکل یہیں ہیں چچا اور سوچ رہے ہیں کہ کس طرح جلد از جلد دنیا کا خاتمہ ہو جائے" جیسن بولا۔

"دنیا کا خاتمہ جلد از جلد ناممکن ہے ایک زبردست ایٹمی جنگ بھی ایسا نہیں کر سکتی۔ اس کرہ ارض پر زندگی کے آثار اس وقت تک باقی رہیں گے جب کہ یہ خود کسی دوسرے سیارے سے نہیں ٹکرا جاتا اور اس وقت تک یہ ناممکن ہے جب تک کسی دوسرے سیارے کی کشش اس پر غالب نہیں آجاتی:"

"کیا اب سائنس پڑھاؤ گے۔" جوزف بول پڑا۔ "تمہارا جمہوری انقلابی محاذ ہی کافی تھا۔"

ویرلو ہنس پڑا اور بولا "اگر یہ بات ہے تو اب تم کبھی میری زبان سے اس کا نام تک نہیں سنو گے۔ میں سمجھتا تھا کہ تم لوگ بھی عالمی سیاست سے دلچسپی رکھتے ہو۔ اچھا تو آؤ خوش رنگ اور دیدہ زیب عورتوں کی باتیں کریں۔"

"ارے بڑے صاحب کیا عورت اور سیاست کے علاوہ دنیا میں اور کچھ نہیں۔" جوزف بولا۔

"نہیں روٹی بھی ہے! لیکن اسے سیاست کے کانٹے میں پھنسی ہوئی مچھلی سمجھو کیونکہ عورت بھی آج کل زیادہ تر سیاست دان ہی پیدا کر رہی ہے۔"

بات کچھ اور آگے بڑھتی لیکن اچانک چچا کی مادہ چیختی ہوئی سنائی دی "ارے تم لوگ یہاں ہو..... وہ آگیا ہے۔"

"گگ..... کون آگیا ہے؟" بوڑھا چونک پڑا۔

"جیمسن اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اور رہائشی حصے کی طرف دوڑ لگا دی تھی۔ جوزف کے پلے کچھ بھی نہ پڑا۔

"کیا بات ہے؟" اس نے بوڑھے سے پوچھا۔

"اس نے اطلاع دی ہے کہ کوئی آگیا ہے۔"

"کہیں پاس نہ ہو!" جوزف بھی اٹھتا ہوا بولا۔ "اور کون آسکتا ہے بقول تمہارے۔"

"چلو دیکھیں۔"

وہ جو کوئی بھی رہا ہو۔ میریانا اس سے لپٹی کھڑی پھوٹ پھوٹ کر روئے جا رہی تھی۔

"گگ........ کون ہے یہ؟" بوڑھے نے ہکلا کر جیمسن سے پوچھا۔

"ارے وہی ہے..... پولیس والا۔"

"ہاں لیکن۔!"

"بڑے میاں بور مت کرو۔ دوسرے چلے میں ہے۔ ورنہ آپکی بھتیجی صاحبہ کسی اور کو اس طرح بور نہیں فرما سکتیں۔"

"یہ کیوں رو رہی ہے۔؟"

"دو بچھڑے ہوئے اچانک اس طرح ملتے ہیں تو یہی ہوتا ہے۔ تمہاری عقل تو جمہوری انقلاب نے چر لی ہے۔"

"اچھا..... اچھا....... تو اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔؟"

دوسری طرف عمران میریانا سے کہہ رہا تھا۔ "اب بس بھی کرو۔ ورنہ میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا۔"

جیمسن نے کان پر ہاتھ رکھ کر اردو میں ہانک لگائی۔ "ہم کو بھی کوئی پیار کرتا تو کتنا اچھا ہوتا۔"

"تم کیا ہائیں ہائیں کرتا سالا۔ چوپ راؤ۔" جوزف بھنا کر بولا۔ اس کے دانت بھی نکلے پڑ رہے تھے۔

اچانک میریانا نے اسے چھوڑ دیا اور دوڑتی ہوئی غار کی طرف چلی گئی۔ بڑھیا آہستہ آہستہ اس کے پیچھے چل پڑی تھی۔ اب عمران ان لوگوں کی طرف پلٹا۔

"تم تو پہچانے نہیں جا رہے۔ آواز نہ پہچانتے ہوں۔ ہم لوگ تو مارے ہی جاؤ۔" بوڑھے ویریو نے ہنس کر کہا۔

"تم سب خیریت سے ہو نا!"

"ابھی تک تو خیریت ہی ہے۔"

"لیکن شاید اب نہ رہے۔"

"کیوں؟"

"اس کے آدمی ان حصوں میں دور دور تک پھیل رہے ہیں جہاں ہیرے یا میریانا کے ملنے کے امکانات ہو سکتے ہیں۔"

"ادھر کون آسکے گا۔"

"میں اب اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہا۔ ایڈلاوا مکھن کی ڈلی نہیں لوہے کا چنا ہے۔"

"تم جانو بیٹی! جو کچھ کہو گے کریں گے۔ ابھی تک تو یہاں گھر سے زیادہ آرام نصیب ہوا ہے۔" ویریو نے کہا۔ پھر وہ بھی اسی طرف چلا گیا تھا جدھر اس کی بیوی گئی تھی۔

"اب آپ حضرات فرمائیں۔" عمران ان دونوں کو گھورتا ہوا بولا۔

”کیا آپ نے شادی سے انکار کر دیا تھا۔؟“ جمیسن نے پوچھا تھا۔

”کیا بکواس ہے۔“

”پھر بے چاری اس طرح کیوں رو رہی تھی۔“

”تم ... میری عدم موجودگی میں اسے مثنوی زہرِ عشق کا ترجمہ سناتے رہے ہو گے بدبخت۔“

”میرے سے میراجی تک پڑھا دیا ہے۔“

”تمہاری سرکوبی کے لئے ”گرز زیبان“ تلاش کرنا پڑے گا۔“

”مجھے بھی تو کچھ بولو باس!“ جوزف نے دردناک لہجے میں کہا۔

”اور اسے شاید خواجہ سگ پرست کا قصہ سناتے رہے ہو۔“

”سب کچھ میں ہی کرتا رہا ہوں۔“ جمیسن چڑھ کر بولا۔

”ہاں آپ نے کیا فرمایا۔“ عمران جوزف کی طرف مڑا۔

”پردیس میں تم سے الگ رہنے سے تو یہی بہتر ہے کہ مر جاؤں۔“

”اب اسے میرا بائی کے بھجن سناؤ۔“ اس نے جمیسن سے کہا اور جمیسن ہنس پڑا۔

”اب اسکیم یہی ہے کہ سب ساتھ رہیں گے۔“ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ پھر اس نے جمیسن کو بیگل کے انجام سے آگاہ کرتے ہوئے کہا تھا ”کبھی کبھی کوئی بڑی غلطی بھی سرزد ہو جاتی ہے مجھ سے۔“

”مجھے تو اس معاملے میں کوئی غلطی نہیں نظر آئی۔“

”میں نے یہ کیوں سمجھ لیا تھا کہ ایڈلاڈ کی باطنی حکومت ایسے لوگوں کی نگرانی نہ کرتی ہو گی۔ جو اس کے لئے مال فراہم کرتے ہیں۔“

”بالکل ..... سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“

”بہر حال انہوں نے لانچ کی تباہی کا انتظام کر لیا تھا۔ اور ڈوڈک کے آس پاس ہی منڈلاتے رہے تھے۔ لیکن عین وقت پر مجھے اور مریانو کو لانچ چھوڑتے دیکھ کر انہوں نے بے آواز فائرنگ شروع کر دی۔ دھماکہ بھی فوراً ہی ہوا تھا۔ یعنی اگر میں پانچ منٹ کی تاخیر سے بھی لانچ چھوڑتا تو تہ نشین ہو چکا ہوتا۔“

”مجھے اپنے بھی مرنے والوں پر رحم آتا ہے جو بے بسی اور بے خبری کے عالم میں مارے جائیں۔ ہیلی پائیلٹ بھی کام کا آدمی تھا۔“

”اب کیا سوچا ہے۔“

”سمجھ میں نہیں آتا کہ ان دونوں کا کیا ہوا۔؟ کوئی اطلاع نہیں مل رہی۔ الفرڈزے تک تو جا پہنچے تھے۔ لیکن تین دن سے عمارت سے باہر نہیں نکلے۔“

”کس کی بات کر رہے ہیں؟“

”جولیانا اور صفدر کی۔ انہیں لاطینی امریکہ کے ایک ملک کا نمائندہ بنا کر پلوٹونیم کے گاہک کی حیثیت سے بیرا اندیشوں تک پہنچایا تھا۔ اور اب ... شاید اس عقل مندی پر بھی پچھتانا پڑے گا۔“

”الفرڈزے کہاں ہے؟“

”اوسٹا میں۔!“

”تو پھر جلدی ہی ان کی خبر لینی چاہیے“ جمیسن بولا ”آج رات کو جب یہ لوگ سو رہے ہوں۔ چپ چاپ کھسک لیں گے۔“

”اب دوسری عقل مندی سرزد نہیں ہو گی۔“ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

”کیا مطلب؟“

"پورا اٹلی میرا چھانا ہوا نہیں ہے۔ جب بھی آیا صرف وینس یا روم تک محدود رہا۔ جینوا ابھی کسی قدر دیکھا ہوا تھا۔ لومبارڈی ریجن میں کسی نہ کسی طرح کام چلا لینے کا مطلب یہ نہیں کہ ڈی اوسٹا ریجن میں بھی ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ شائد ایڈلاوا کو اس کا وہم بھی نہ رہا ہو کہ ہم اسٹیمر ہی کو تباہ کر دیں گے۔ ورنہ وہ اسٹیمر کی طرف سے اس طرح غافل نہ ہوتا اور اب میں اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں کہ اس نے پوائنٹ نمبر بارہ کو ایکس ٹو کے خوف سے تباہ کیا ہوگا۔ یہ اس کی حکمت عملی تھی۔ اسٹیمر کی تباہی سے پہلے وہ بے خبر تھا۔ پوائنٹ نمبر بارہ سے فرار ہو کر اس نے مجھے غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ میں بڑھ بڑھ کر ہاتھ دکھانے کی کوشش کروں اور وہ کسی دن میرا کان پکڑ کر اپنے ساتھ لے جائے۔"

"تو پھرا میریانا کے خدشات درست ہی تھے۔" جیمسن ٹھنڈی سانس لیکر بولا "اس لئے کم از کم میریانا کا ہمارے ساتھ ہونا ضروری ہے۔"

"لیکن یہ چچا اور بھی۔۔!"

"چچا بھی ساتھ ہو تو کیا کہنا۔ البتہ چچی۔۔۔۔۔" عمران خاموش ہو کر اپنا بایاں کان مروڑنے لگا۔

◆

ان کی نیند ختم ہوئی تھی تو انہوں نے خود کو ڈائننگ روم میں نہیں پایا تھا۔ بوکھلا کر سیدھے ہو بیٹھے اور ڈروی ڈگوان نے ٹوٹی پھوٹی اردو میں کہا۔

"یہ کڈھر ہوتا۔۔۔۔۔ ہام کافی پی کر سویا۔۔۔۔ میز پہ۔۔۔۔!"

"یہ تو۔۔۔۔۔ کوئی تہہ خانہ معلوم ہوتا ہے۔" آلن شیپرڈ صاحب نے بھی اردو ہی میں فرمایا تھا۔

"ٹو فیر۔۔۔۔ ٹو فیر۔۔۔۔۔!" جولیا ہکلائی۔ تنہائی میں وہ اردو ہی بولتے تھے کہ کہیں کسی ڈکٹا فون نے ان کی نجی گفتگو کہیں اور پہنچا دی تو کیا ہوگا۔ وہ اپنی پوزیشن سے مطمئن تو نہیں تھے۔

"تو پھر یہ کہ ہمیں پچھلی رات کافی میں بیہوشی کی دوا دی گئی تھی۔"

"ٹو۔۔۔۔۔ ام کو پے جان لیا۔۔۔۔ گایا۔۔!"

"ضرور پہچان لیا گیا ہے۔"

"بس۔۔۔ فیر۔۔۔۔ مارا جائیں گا۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"دیکھا جائے گا۔" صفدر نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "دوسرا دن شروع ہو چکا ہے۔"

"اور بوکا مریں گا۔"

"نہیں بھوکی نہیں مرو گی۔ اگر ہم پہچان بھی لئے گئے ہیں تو ہمیں آرام ہی سے رکھا جائے گا۔ کیونکہ صرف ہم ہی اس کے ہاتھ لگے ہوں گے اور وہ گرو گھنٹال اس تنظیم سے پٹا پھر رہا ہوگا۔ لہذا اس پر ہاتھ ڈالنے کے لئے ہمیں ضرور استعمال کرنے کی کوشش کی جائے گی۔"

"ڈیکھو۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔۔ ہوٹا۔۔۔!"

"سب ٹھیک ہی ہوگا۔ پرواہ نہ کرو۔ ہمارا سربراہ بھی معمولی ذہانت کا آدمی نہیں۔۔۔۔۔!" دفعتہً انھوں نے قدموں کی چاپ سنی تھی اور بے ساختہ مڑے تھے۔ سامنے وہ آدمی کھڑا نظر آیا جس سے الفریڈ نے یہ کہہ کر ملوایا تھا کہ وہ کمپنی کا منیجنگ ڈائریکٹر ہے۔ وہ ناشتے کی ٹرالی دھکیلتا ہوا لایا تھا۔

"ناشتہ ماموزیلی!" اس نے جولیا کو فرانسیسی میں مخاطب کیا۔

"لیکن ہم اس حال میں کیوں ہیں مونسیو.....؟"

"یہ ایک بے حد آرام دہ تہہ خانہ ہے۔ نہ یہاں تم گھٹن محسوس کرو گی۔ اور کسی دوسری قسم کی تکلیف..... بس یہ سمجھ لو کہ اوپر کی عمارت کے رقبے کے برابر ہی اس کا پھیلاؤ ہے۔ کیا یہ خوابگاہ تمہیں پسند نہیں۔ کیا یہ بستر بھی اتنے ہی آرام دہ نہیں۔ اور پھر تمہیں اس لمبے احمق کی بکواس سے بھی نجات مل گئی جو لکڑ بگھوں کی سی آواز میں ہنستا ہے۔"

"لیکن آخر کیوں؟"

"پہلے ناشتہ کرو۔ پھر بتاؤں گا۔" اس نے بے حد نرم لہجے میں کہا اور جولیا صفدر کو قدیم انکا زبان میں سوال کا جواب کچھ اس طرح دینے لگی جو موقعے کی مناسبت سے ذرا طویل ہو گیا۔ دفعتاً ایڈلاوا بولا "پہلے ناشتہ کر لیجئے۔ مامزیل۔ باتیں بھی ساتھ میں ہوتی رہیں گی۔"

اس نے ٹرالی جولیا کے بستر کے قریب لگا دی۔ اور دو کرسیاں بھی رکھ دیں۔ ایک پر خود بیٹھا اور دوسری کی طرف صفدر کے لئے اشارہ کیا۔ ناشتے کے دوران میں اس نے کہا۔ "کچھ لوگ ہمارے پیچھے لگ گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت تم دونوں کا تعاقب کیا جائے جب تم سرحد پار کرنے کے لئے روانہ ہونے لگو۔"

"لگ..... کون پیچھے لگ گئے ہیں.....؟" جولیا ہکلائی۔

"ہو سکتا ہے مقامی پولیس کے لوگ ہوں۔ کسٹمز کے لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے تم دونوں اوپر سے نیچے منتقل کر دیئے گئے ہو۔ اور نیچے ہی نیچے سرحد پار کر جاؤ گے.....!"

"اوہ.....!" جولیا نے طویل سانس لی اور پھر صفدر سے چرپڑ کرنے لگی۔ جواب میں صفدر بھی کچھ کہہ رہا تھا۔

دفعتاً ایڈلاوا بولا۔ "یہ تم دونوں پرندوں کی طرح کیوں بولنے لگتے ہو۔"

"یہ موسیو آلن شیپرڈ کی مادری زبان ہے۔" جولیا نے کہا اور اس کے فرانسیسی اجداد کی کہانی سناتی ہوئی بولی۔ "اس کی ماں قدیم انکا خاندان کی فرد تھی۔! مونٹے زوما کے قریبی اعزہ میں اس کی ماں کے اجداد بھی تھے جنہوں نے اسپینی حملہ آور پیزارو کی دستبرد سے بچنے کے لئے وسطی انڈیز کے میچو پکچو شہر میں پناہ لی تھی میں نے میچو پکچو کے کھنڈرات دیکھے ہیں موسیو! کیسی حسرت پرستی ہے اور کتنی حیرت ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ اتنی اونچائی پر ایسا شہر کیوں کر بسایا جا سکا ہو گا۔ یقیناً مونٹے زوما کے دور کے لوگ مہذب اور انجینئرنگ کے ماہر رہے ہوں گے۔ جنہوں نے ایسی عمدگی سے عمارتیں بنائی تھیں۔"

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ اس کی ماں اس کے باپ کے ہاتھ کیسی لگی۔ جب کہ اس کے اجداد میچو پکچو پر جا بسے تھے کیونکہ وہ سب تو وہیں مر کھپ چکے تھے۔ کوئی بھی اسپینیوں کے زیر سایہ نہیں آیا تھا۔ پھر اس کی ماں کہاں سے ٹپک پڑی۔"

"یہ تو میں نہیں جانتی مونسیو۔"

"پوچھ کر بتاؤ۔"

جولیا نے پھر چرپڑ شروع کر دی اور صفدر کی چرپڑ سن کر فرانسیسی میں بولی۔ "اس کی ماں کے جد امجد بعد میں پہاڑ سے اتر آئے تھے اور پیزارو کی اطاعت کر لی تھی۔"

"کھلی ہوئی بکواس ہے۔ جو وہاں چلے گئے تھے۔ وہیں مر گئے۔ ان میں سے کوئی بھی اتنا بے ضمیر نہیں تھا کہ پیزارو کی اطاعت کر لیتا۔"

"پتا نہیں۔ ہوگا کچھ....." جولیا نے لاپرواہی سے کہا۔

"اور یہ وہی زبان ہوتا ہے جو مونٹے زوما کے دور میں پیرو کی زبان تھی؟"

"ہاں موسیو!"

"تمہیں یقین ہے۔"

"ارے میں خود بھی تو اسی زبان میں اس سے گفتگو کرتی ہوں۔"

"یہ بندروں کی زبان تو ہو سکتی ہے لیکن جس زبان کا ذکر کر رہی ہو وہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔"

"آپ ہماری توہین کر رہے ہیں موسیو۔"

اس پر ایڈلاوا نے کسی نامعلوم زبان میں کچھ کہہ کر جولیا سے اس کا جواب مانگا تھا۔ اور جولیا کا چہرہ فق ہو گیا تھا۔

"یہ ہے وہ زبان جس کا تم نے نام لیا تھا۔ مونٹے زوما کے دور میں بولی جانے والی زبان۔ تمہاری اطلاع کے لئے میں لاطینی امریکہ کی کئی قدیم زبانوں کا ماہر ہوں.....!"

صفدر بھی فرتیخ جانتا تھا۔ اس کی حالت بھی غیر ہو گئی۔

"اب تم دونوں مجھ پر ٹوٹ پڑو۔" ایڈلاوا بے حد سرد لہجے میں بولا۔ "تیبرڈ خاصا طاقتور معلوم ہوتا ہے۔ اور میرے اندازے کے مطابق تم بھی کم پھرتیلی نہ ہو گی۔"

وہ دونوں دم بخود بیٹھے رہے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے بیٹھے بیٹھے ہی ان کی روحیں قبض کر لی گئی ہوں۔ ایڈلاوا انہیں غور سے دیکھے جا رہا تھا۔ یک بیک غیر متوقع طور پر بے حد نرم لہجے میں ان سے پوچھا "ایکسٹو کے آدمی ہو؟"

"ہاں موسیو! اب اعتراف کر ہی لینا چاہیئے۔" صفدر نے کہا۔

"میں نے کبھی کسی ماتحت آدمی کو پریشان نہیں کیا وہ قابل معافی ہوتے ہیں۔ محض مہرے..... اس لئے..... تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"ہر انصاف پسند آدمی یہی سوچے گا موسیو!" جولیانا بولی۔

"تم تو خاموش ہی رہو شریر لڑکی۔ ! تم بہت تیز ہو۔ اپنی قومیت بتاؤ۔"

"سوئیس ہوں موسیو۔"

"ایکسٹو کے لئے کام کرتی ہو۔؟"

"ہاں موسیو!"

"اور شائد تم وہی ہو!" ایڈلاوا صفدر کو بغور دیکھتا ہوا بولا۔ جس نے میرے نائب الفرڈ کو ٹریلینی پارک میں چیلنج کیا تھا۔"

"نہیں! میں وہ نہیں ہوں بلکہ مجھے تو اس کا علم بھی نہیں۔ وہ کوئی اور ہوگا۔"

"تمہیں احکامات کس سے ملتے ہیں؟"

"ایکسٹو سے۔"

"یہاں بھی۔"

"ہاں موسیو! وہ ہمیں مخصوص اوقات پر لاسلکی پیغامات بھیجتا ہے۔"

"کل کتنے آدمی یہاں آئے ہیں؟"

"یہ بتانا مشکل ہے موسیو! ہم دونوں کو جو احکامات ملے ہیں بجا لائے ہیں۔"

"ہم نے آج تک اسے دیکھا نہیں صرف آواز سنتے ہیں۔"

"مجھے علم ہے۔"

"ہمیں پلوٹونیم کا گاہک بنا کر بھیجا گیا تھا۔"

"اور اسی سے یہ ہدایت بھی ملی ہو گی کہ قدیم انکا زبان کی بات کر کے میرے آدمیوں کو پوری طرح مطمئن کر دینا۔"

"یہ ہماری اپنی حماقت تھی موسیو۔"

"یہ حماقت نہ ہوتی تب بھی تم ایڈلاوا کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ میرے ذرائع لامحدود ہیں۔ میں نے معلوم کر لیا تھا کہ پیرو کی حکومت نے کوئی ایسا آدمی نہیں بھیجا۔"

"آپ.... آپ.... ایڈلاوا۔!" صفدر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے جسم پر کپکپی سی طاری ہو گئی تھی۔

"بیٹھ جاؤ!" ایڈلاوا نرم لہجے میں بولا۔ "میرے سب ہی آدمی مجھے دیکھتے رہتے ہیں۔ ہزاروں دشمن بھی رکھتا ہوں۔ اس کے باوجود بھی کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

"ایسا ہی ہو گا۔ موسیو! مجھے یقین ہے۔"

"اب تم دونوں کچھ دنوں تک میرے مہمان رہو گے۔ پھر میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ ظاہر ہے کہ وہ چوہا تو اپنے بل سے نکلے گا نہیں۔ پیدلوں کو کترتا رہے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہو گا۔ میرے ہاتھوں پیدل محفوظ رہیں گے۔ اور میں اس چوہے کو بل سے نکال کر مار ڈالوں گا۔ اچھا اب تم دونوں آرام کرو۔ یہاں تنہائی کے علاوہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی۔ تفریحات کے سارے سامان تمہیں اس وسیع تہہ خانے ہی میں ملیں گے۔ ایک چھوٹا سا پروجیکشن ہال بھی ہے۔ اٹلی کی بہترین فلمیں موجود ہیں۔ خود چلاؤ اور دیکھو۔ یا جس زبان کی فلمیں چاہو مہیا کر دی جائیں۔"

"بہت بہت شکریہ موسیو!" جولیا بولی۔ لیکن اب ایڈلاوا اس کی طرف دیکھتا بھی نہیں تھا۔ ساری باتیں صفدر سے مخاطب ہو کر کہی تھیں۔ پھر وہ اٹھا تھا اور انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا تھا ایک لفٹ کے ذریعے وہ عمارت

کی کھلی چھت پر جا پہنچا اور جیسے ہی اس نے چھت پر قدم رکھا تھا چھت کی وہ جگہ برابر ہو گئی جس سے خود برآمد ہوا تھا۔ اب وہ زینے طے کر کے نچلی منزل پر آیا اور الفرونزے کے رہائشی کمروں کی طرف چل پڑا۔

وہ شاید دفتر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس کی آہٹ پر مڑا تھا اور پھر بوکھلائے ہوئے انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"وہ دونوں بعافیت سرحد پار کر گئے۔" ایڈلاوا پرسکون لہجے میں بولا

"کب؟" الفرونزے کے حلق سے یہ "کب" توپ کے گولے کی طرح نکلی تھی...!

"کیا مطلب؟ تمہیں کیا ہو گیا۔" ایڈلاوا اسے گھورتے ہوئے بولا "تمہیں اس سے کیا سروکار۔ کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ اس بار میں کوئی خطرہ مول لوں گا۔ تمہارے حوالے کر دوں گا کہ تم سرحد پار کرا آؤ۔ پہلے یہی سوچا تھا۔ اور شاید تم سے کہا بھی تھا کہ تم انہیں وہاں تک پہنچاؤ گے۔ جہاں سے پیڈو نیم والی گاڑی انہیں سرحد پار کرانے کے لئے لے جائے گی۔"

"تو پھر...... تو پھر....؟"

"شاید تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تم پہلی بار ایڈلاوا سے اس طرح سوال کر رہے ہو۔ اپنے کام سے کام رکھو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہاری ایک بڑی حماقت پر تمہیں کوئی سزا نہیں دی گئی۔ تمہیں اس رات اسٹیمر کو اس طرح نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔"

الفرونزے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔ ایڈلاوا اسے گھورے جا رہا تھا۔

"بب.... بہت برا ہوا باس" الفرونزے کچھ دیر بعد بڑبڑایا۔

"کیا ہے؟ ادھر دیکھو میری طرف!" ایڈلاوا نے سخت لہجے میں کہا۔

"اس نے مجھے کہا تھا کہ وہ سرحد تک جا کر میرے ساتھ واپس آجائے گی۔"

"اس بکواس کا مطلب؟"

"وہ یہیں میرے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔"

"اوہ...... ! اس نے کہا تھا تم سے...؟"

"کہا تھا باس!"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔"

الفرزے سر جھکائے کھڑا رہا۔ ایڈلاوا اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

دفعتہً الفرزے نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "میں اس عمارت میں نہیں رہنا چاہتا تھا۔ یہ...... یہ آسیب زدہ ہے۔"

"مجھے حیرت ہے... کیا تمہاری ذہنی حالت درست کی جا سکتی ہے۔"

"میں غلط نہیں کہہ رہا باس۔"

"میں نے آج تک کسی کی زبانی ایسی کوئی بات نہیں سنی۔"

"میں اپنا تجربہ بیان کر رہا ہوں۔ ڈائننگ روم سے میز اور کرسیاں غائب ہو گئی تھیں اور پھر واپس آ گئیں۔"

"کون سی پی رہے ہو آج کل؟"

"ہاس ۔!"

"میرا خیال ہے کچھ دنوں کے لئے سینٹ ونسنٹ چلے جاؤ۔ معدنی چشموں کا پانی پیو۔ غسل کرو۔ ٹھیک ہو جاؤگے۔ بہر حال یہ مسئلہ اسی جگہ ختم کر دو۔

اگر یہ عمارت آسیب زدہ بھی ہے تو میں ڈاک الفرزے کو بزدل سمجھ لینے پر ہرگز تیار نہیں۔ اب رہا اس لڑکی کا مسئلہ اگر وہ تم سے اسی قدر متاثر ہوئی ہے۔ تو پھر وہ تمہارے پاس واپس بھی آسکتی ہے۔"

"اگر یہ اس کے لئے ممکن ہوتا تو یہ تجویز ہرگز پیش نہ کرتی کہ تم ساتھ چلنا اور مجھے زبردستی روک لینا۔"

"یہ کہا تھا اس نے۔"

"میں جھوٹ نہیں بول رہا باس۔"

"بس تو پھر فکر نہ کرو۔ اسے واپس آنا پڑے گا۔ پھر دنیا کی کوئی قوت اسے نہ روک سکے گی۔ یہ میں کہہ رہا ہوں سمجھے۔!"

"سمجھ گیا باس!" الفرزے بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اور معافی چاہتا ہوں اس جسارت کی۔"

"سب ٹھیک ہے۔ میں دیکھوں گا کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔"

"بہت بہت شکریہ باس!" الفرزے کھل اٹھا۔

ایڈلاوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ جب اس کے قدموں کی چاپ سنائی دینی بند ہو گئی تو الفرزے کے ہونٹوں پر ایسی مسکراہٹ دکھائی دی تھی جیسے ایڈلاوا کو اُلو بنا کر خوش ہو رہا ہو۔

سینٹ ونسنٹ ایک پُرفضا پہاڑی مقام تھا۔ جہاں زیادہ تر معدنی چشموں سے فائدہ اٹھانے والوں کی بھیڑ نظر آتی تھی۔ مئی سے اکتوبر تک خاصی چہل پہل رہتی تھی۔ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا۔ یہاں ایک اعلٰے درجے کا ہوٹل تھا اور پھر تیسرے اور چوتھے درجے کے متعدد ہوٹل ہر طبقے کے سیاحوں کو سمیٹتے رہتے تھے۔ اعلٰی درجے کا ہوٹل وہی "اسپا" تھا جس کا نام مرسیانو نے پلوٹونیم کی کھیپ کے سلسلے میں لیا تھا۔ لہٰذا مرسیانو کے افسوسناک انجام اور بیگل کی تباہی کے بعد بھلا عمران ادھر کا رخ کیسے کر سکتا تھا۔ ایک تیسرے درجے کے ہوٹل میں اس نے اپنے ساتھیوں کے لئے کمرے حاصل کئے تھے اور خود بھی وہیں رہ پڑا تھا۔ ساتھیوں میں صرف جیمسن اور میریانا شامل تھے جوزف کو پھر پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ اس کی رنگت کی بناء پر ساتھ رکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ بوڑھے ڈیریو نے کہا تھا کہ وہ لوگ بخوشی جا سکتے ہیں۔ وہ اپنی اور جوزف کی حفاظت کر سکے گا ایڈلاوا انہیں تلاش نہیں کر سکے گا۔

میریانا عمران کی عدم موجودگی میں اپنے چلنے کا انداز بدل دینے کی مشق کرتی رہی تھی اور اس میں کامیاب بھی ہو گئی تھی۔ لیکن آواز پر قابو نہیں تھا۔ ایک دن عمران نے انہیں تو سینٹ ونسنٹ میں چھوڑا اور خود اسٹا کی طرف نکل کھڑا ہوا جیمسن کو بتا دیا تھا کہ کہاں جا رہا ہے لیکن میریانا تو اس سے بھی بے خبر رہی تھی کہ وہ کہیں باہر چلا گیا ہے۔ جب رات گئے تک اس کی واپسی نہ ہوئی تو میریانا نے جیمسن کو گھورتے ہوئے کہا: "تم دیکھ لینا بالآخر ہمیں رونے کو اس کی لاش بھی نہ مل سکے گی۔"

"اچھا ہی ہے۔ میں تمہیں روتا ہوا نہ دیکھ سکوں گا۔ عجیب مضحکہ خیز شکل ہو جاتی ہے.....!"

"تم زیادہ بکواس نہ کیا کرو ورنہ پٹو گے میرے ہاتھ سے کسی دن۔"

"تم اپنے بڑبڑ دھمپ کی باتوں سے مجھے بور نہ کیا کرو۔ کیا میں اس سے کم خوب صورت ہوں۔"

"جیمبو جینگلے!" وہ برا سا منہ بنا کر بولی تھی۔

دوسری صبح جیمسن نے اس سے کہا "چلو اسپا دیلشیو چلیں۔ ذرا معدنی پانی کی رہے۔ میری آنتیں خشک ہو گئی ہیں جنگلی مرغیاں کھاتے کھاتے۔ شاید جگر بھی کسی قدر متاثر ہے۔"

"میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی۔ اسپا دیلشیو کی کہانی نہیں سنی تھی اور پھر اس کے لئے اسی ہوٹل میں کیوں جائیں۔ یہاں کئی اور چشمے ہیں۔"

"ارے بابا تو نکلو باہر، کمرے میں مقید رہنے کے لئے تو نہیں آئے تھے۔"

"سچ سچ بتاؤ کیا وہ تمہیں کوئی خاص کام بتا گیا ہے۔"

"یقیناً۔ اور وہ خاص کام اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ تمہیں زیادہ سے زیادہ خوش رکھوں۔ اور اس کے بارے میں بتاتا رہوں کہ وہ کیسا آدمی ہے۔"

"بہت کچھ وہ خود ہی بتا چکا ہے۔ میں اس سلسلے میں کسی خوش فہمی کا شکار نہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس کے ساتھ جو وقت گزرتا ہے مجھے اپنی زندگی کا حاصل معلوم ہوتا ہے۔"

"تمہاری نفسیات بہت پیچیدہ ہے عام طور پر عورتیں ایسے مرد کو پسند کرتی ہیں جو جلدی سے قابو میں آ جائے۔"

"جدوجہد کے بغیر حاصل ہو جانے والی چیزیں میرے لئے بے وقعت ہیں"

"اچھا ایک بات بتاؤ۔"

"دس بتاؤں گی۔ جیمبو پیارے تم پوچھو تو.....!"

"اگر ایڈلاوا کے ہاتھ لگ جاؤ تو تمہارا کیا حشر ہو گا؟"

"کچھ بھی نہیں! وہ بھی اسی قسم کا آدمی ہے جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اسے بھول جاؤ۔ ظاہر ہے کہ اس کا کوئی کیا بگاڑ لے گا۔ لہٰذا اسے پرواہ بھی نہیں ہوتی ایک اسٹیمر مع اسلحہ تباہ ہو گیا۔ جتنی رقم ضائع ہوئی ہے۔ وہ دوسرے ذرائع سے پھر پوری ہو جائے گی۔ اس کی بساط پر جو مہرے پٹے ہیں ان کی جگہ دوسرے لیں گے۔ کوئی عورت اس سے بھاگ کر پھر اسی کی طرف پلٹ جائے تو وہ اسے اپنی فتح سمجھتا ہے۔ اگر میں اس سے کہہ دوں گی کہ میں نے صرف اس لئے خودکشی کرنی چاہی تھی کہ وہ مجھے ہاتھ لگا چکا تھا۔ اس کے بعد کسی اور کی قربت پر میں نے موت ہی کو ترجیح دینا مناسب سمجھا تھا۔ تو جانتے ہو کیا ہو گا۔"

"کیا ہو گا؟"

"الفروزے جیسے کام کے آدمی کو میرے ہی ہاتھوں موت کے گھاٹ اتروا دے گا۔"

"تم نے تو کہا تھا کہ سزا بھی تمہیں ہی ملے گی وہ الفروزے یا اس کے آدمیوں سے کچھ نہیں کہے گا۔ کیوں کہ وہ اس کے لئے کام کے آدمی ہیں۔"

"میں نے غلط کہا تھا۔ کیونکہ میں اپنی اس توہین کے بعد واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔"

"پھر وہ تمہاری بازیافت کے لئے کیوں اس قدر کوشش کر رہا تھا جب کہ تم اسے کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا سکتیں۔"

"محض ایک واقعے کی بنا پر شاید میں نے تم لوگوں کو بتایا تھا۔"

"اچھا وہ کوئی حاکم جو اس سے ملنا چاہتا تھا اسی سے اس کے بارے میں پوچھ بیٹھا تھا۔ ادھر وہ اس سے اس شکل میں نہیں ملا تھا۔ جس میں خیراندیش

کا علم اسے جانتا تھا۔"

"میرا بھی خیال ہے کہ اسی وجہ سے وہ مجھے اپنے ہی پاس رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن کسی عورت کا قتل اس کے ہاتھوں یا اس کے حکم سے ...... ناممکن قطعی ناممکن ...!"

"تو پھر ایسا کرو کہ اس کے پاس چلی جاؤ۔ اس طرح ہم اور آسانی سے اس پر ہاتھ ڈال سکیں گے۔"

"بکواس مت کرو۔ میں ایسا نہیں کروں گی۔ کسی کے لئے بھی نہیں حتیٰ کہ ڈھمپ کے لئے بھی نہیں۔ وہ مجھ سے کبھی ایسا نہ کہتا۔ جیمز جھنگے میں اس انداز میں تم لوگوں سے معاونت نہ کر سکوں گی۔"

"ارے تم تو برا مان گئیں۔"

"میں اب صرف اپنے بَربَر سے قریب رہنا چاہتی ہوں خواہ یہ ساتھ عارضی ہی کیوں نہ ہو۔"

"یہ بَربَر بھی پتا نہیں کس مٹی کا بنا ہے اور میں اس کو یہاں اسی لئے لایا ہوں کہ کسی اسپا میں کیچڑ کا غسل باتھ دلوا سکوں تاکہ اس کی کھال پر جو چکنے والا مادہ پایا جاتا ہے۔ اس کا صفایا ہو سکے۔"

"تم آخر اتنی بکواس کیوں کر رہے ہو؟"

"وہ آج تک کسی بھی عورت کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہوا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اس کی زندگی میں عورت کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ نہ جانے کتنی عورتوں کی زندگیاں اس کی وجہ سے سنور گئی ہیں۔"

"یہی احساس تو مجھے اس سے قریب رکھنا چاہتا ہے کہ وہ سچا ہمدرد اور دوست ہے اور اسی لئے میں ایڈلاوا کے سلسلے میں اس کی مدد صرف اس

حد تک کرنا چاہتی ہوں کہ وہ ایڈلاوا سے مار نہ کھانے پائے۔ یقین کرو یہ پہلا مرد ہے جس نے مجھے ان نظروں سے نہیں دیکھا جن نظروں سے مرد عورتوں کو دیکھتے ہیں۔"

"بچہ ہے۔!"

"خاموش رہو۔ ورنہ سچ مچ جھینگے ہی کی طرح تمہاری کھال اتار دوں گی۔"

جیسن دانت نکالے اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تم نے ابھی ایک غلط بات کہی تھی۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"تم نے کہا تھا کہ وہ کسی عورت کا قتل گوارہ نہیں کر سکتا لیکن شاید تم اس لانچ کی تباہی بھول گئیں جس کا ذکر تمہارے بڈھے دھمپ نے کیا تھا۔ اس پر بھی تو ایک لڑکی تھی۔"

"ضروری نہیں کہ ایڈلاوا کو اس کا علم ہو۔ مختلف لوگوں کے سپرد مختلف کام ہیں اور وہ خود بخود انہیں مزید کسی ہدایت کے بغیر سرانجام دیتے رہتے ہیں جو لوگ ان اسمگلروں کی نگرانی کرتے رہے ہوں گے۔ انہوں نے ایڈلاوا سے براہ راست احکامات لینے کی ضرورت ہی نہ محسوس کی ہوگی۔"

"خیر.... تو مڈ باتھ کی کیسی رہے گی۔"

"مجھے ضرورت نہیں ہے۔ جلدی امراض کے لئے ہوتا ہے کیچڑ کا غسل۔"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کس طرح کیا جاتا ہے۔"

"کیچڑ کو تالابوں میں اکٹھا کیا جاتا ہے۔ ان میں مختلف معدنی نمکیات ملا ہوا پانی بھی شامل ہوتا ہے۔ مخصوص ٹمپریچر کا خیال رکھا جاتا ہے اور پھر اسی کیچڑ کا پلاسٹر کر دیا جاتا ہے۔ مریضوں کے جسموں پر، تم تو بالکل گندے جھینگے لگو گے

مڈ باتھ لیتے وقت۔"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"تنہا چلے جاؤ۔ میں اس کی عدم موجودگی میں باہر نہیں جاؤں گی اور سنو بہتر یہی ہے کہ چلے جاؤ۔ وہاں کوئی نہ کوئی لڑکی مل ہی جائے گی۔ وقت گذار لو گے۔ اور میں بالکل خاموشی سے وقت گذارنا چاہتی ہوں۔"

پھر جیسن نکل کھڑا ہوا تھا۔ نہ جانے کہاں کہاں مارا مارا پھرا لیکن میریانا کی پیشین گوئی پوری نہ ہو سکی کہ اسے بھی کہیں نہ کہیں کوئی لڑکی مل ہی جائے گی۔ تھکا ہارا شام کو واپس آیا تھا لیکن کمرہ خالی دیکھ کر الجھن میں پڑ گیا۔ میریانا کا سوٹ کیس بھی موجود نہیں تھا۔ تو گویا اس نے اسے اسی لئے باہر بھیجا تھا۔ وہ جلدی جلدی اپنی چیزیں بھی پیک کرنے لگا اور پھر ایک طویل سانس لے کر آرام کرسی ہی پر گر پڑا۔ کیونکہ وہ اس کا جیبی ٹرانسمیٹر بھی لے گئی تھی۔

○

عمران ان دونوں کے لئے متفکر تھا۔ آج پانچواں دن تھا کہ ان کی طرف سے کوئی لاسلکی پیغام نہیں ملا تھا۔ وہ ان اوقات پر جیبی ٹرانسمیٹر کا سوئچ ضرور آن کر دیتا تھا جو گفتگو کے لئے پہلے سے طے کر لئے گئے تھے لیکن صفدر کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ پانچ دن پہلے اس نے اطلاع دی تھی کہ جولیا الفرنزے سے پر ہاتھ صاف کر دینے میں کامیاب ہو گئی ہے اور عنقریب یہ معلوم ہو جائے گا کہ سرحد کب پار کرائی جائے گی۔ الفرنزے کسی مخصوص جگہ پر ان دونوں کو پہنچائے گا۔ وہاں سے مال بردار گاڑی میں بیٹھ کر وہ سرحد کی طرف جائیں۔ گمان غالب ہے

کہ وہ ڈرائیور مطلوبہ آدمی ہی ہوگا۔ جو اس مال بردار گاڑی کو ڈرائیو کرے گا الفروزے بھی ساتھ ہوگا۔ کیوں کہ جولیا نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ وہ سرحد پار نہیں کرے گی بلکہ غیر متوقع طور پر الفروزے کے ساتھ واپس چلی آئے گی۔ اور صفدر یعنی اس کا باس آن شیپرڈ بے بس آدمیوں کی طرح سرحد پار کر جائے گا۔ وہاں کوئی بکھیڑا کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ بات الفروزے کی سمجھ میں آ گئی ہے اور وہ اس کی تجویز سے متفق ہو گیا ہے۔"

صفدر اور جولیا کو الفروزے تک پہنچانے کے لئے عمران کو بڑے پاپڑ بیلنے پڑے تھے۔ اس نے پیچ پیچ پیرو کے ذریعے رابطہ قائم کرایا تھا۔ اور پیرو کے سفارت خانے کے ایک ذمہ دار آدمی نے "خیراندیش" سے اس سودے کی بات چیت کی تھی۔ پھر جب صفدر نے وہاں پہنچ کر اطلاعات دینی شروع کی تھیں تو عمران نے اندازہ لگایا تھا کہ ایڈلاوا خود ہی انہیں سرحد پار کرائے گا۔ اور پھر وہ دیکھے گا ایڈلاوا کو ۔ ۔ ۔ ۔

اس وقت وہ اسٹا میں ایک ویران مقام پر بیٹھا وقت گذار رہا تھا۔ اس توقع پر کہ شاید معینہ وقت پر صفدر کی کال ہو ہی جائے۔ ٹرانسمیٹر کا سوئچ دو منٹ پہلے ہی آن کر دیا تھا۔ اور پھر اس کی توقع پوری ہی ہو گئی۔ صفدر اسے کال کر رہا تھا۔ اس کی کالیں اردو میں ہوتی تھیں۔ اور وہ اسے ایکسٹو ہی کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ تاکہ ایکسٹو کا نام ایڈلاوا اس کے کسی آدمی کے کان میں پڑ ہی جائے تو یہ مہم کچھ زیادہ ہی مرعوب کرنے والی بن جائے گی۔ عمران نے اس کی کال کا جواب دیا تھا۔ لیکن گفتگو کا آغاز ہوتے ہی اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ صفدر کی آواز تو صاف پہچان لی تھی لیکن وہ خلاف معمول اردو کی بجائے انگریزی زبان استعمال کر رہا تھا۔ حالانکہ عمران نے اردو کے علاوہ کسی اور زبان کے استعمال پہ پہلے ہی پابندی عائد کر دی تھی۔ صفدر کہہ رہا تھا "اسکیم شاید بدل گئی ہے۔ روانگی کے لئے کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ دوسرا آئندہ پیغام کل بارہ بجے دن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اوور اینڈ آل۔" ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر کے بڑبڑایا۔ "تو بیٹے اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم دونوں دھر لئے گئے ہو۔" وہ آج تنہا اوسٹا پہنچا تھا۔ اس سے قبل کے پیغامات میں صفدر اسے جولیا اور الفروزے کے روز افزوں عشق کی داستانیں بھی سناتا رہا تھا۔ اور اسی سلسلے میں ان تفریح گاہوں کے نام بھی بتائے تھے جہاں جہاں وہ انہیں لئے پھرتا تھا۔ لہٰذا اب ان دونوں کی صحیح پوزیشن اسی طرح معلوم ہو سکتی کہ عمران ان تفریح گاہوں کو کھنگال ڈالتا۔ صفدر کے بیان کے مطابق الفروزے نے گھر سے تنہا نکلنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ وہ دونوں ضرور ہوتے تھے اس کے ساتھ۔ پھر وہ اس جگہ سے اٹھ ہی رہا تھا کہ کسی ہیلی کاپٹر کی گرج سنائی دی۔ ساتھ ہی اس کی چھٹی حس نے بھی اسے جھنجھوڑا تھا۔ وہ بڑی تیزی سے نشیب میں اترنے لگا۔ سطح زمین پر پہنچ کر تو باقاعدہ دوڑ لگا دی تھی۔ ہیلی کاپٹر کی آواز قریب ہوتی جا رہی تھی۔ اس چٹان کے اوپر پہنچ کر ہیلی کاپٹر فضا میں معلق ہو گیا۔ جس پر ذرا دیر پہلے عمران نے صفدر کی کال ریسیو کی تھی۔ اور مزید کچھ دیر بیٹھا اسی کے متعلق سوچتا رہا تھا۔ حالانکہ اب خاصا اندھیرا پھیل گیا تھا لیکن تاروں کی چھاؤں میں ہیلی کوپٹر کا ہیولا صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران ایک جگہ رک کر حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اچانک مشین گن کی فائرنگ سنائی دینے لگی تھی۔ اس نے دوبارہ دوڑنا شروع کر دیا۔ فائرنگ ہیلی کاپٹر سے اسی چٹان پر ہوئی تھی۔ جس پر سے عمران نے اپنی اس دوڑ کا آغاز کیا تھا۔ کچھ دیر بعد سناٹا چھا گیا اور ہیلی کاپٹر کی آواز بھی بتدریج دور ہوتی گئی۔ عمران زمین پر گر کر ہانپنے لگا۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس قسم کا کوئی واقعہ پیش آئے گا۔ کیا صفدر کی کال ریسیو کرنے کی بنا پر اس کی اتنی درست نشاندہی ہوئی تھی۔؟

حیرت انگیز ۔ کیا ایڈلاوا کے پاس کوئی ایسا آلہ بھی موجود ہے جو لاسکی کال کا جواب ملنے کی جگہ کا فاصلہ، زاویہ اور سمت بتا سکے ۔ اتنی صحیح نشان دہی کر سکے ۔ جس کا ثبوت ہیلی کاپٹر نے ذرا دیر پہلے دیا تھا ۔ وہ اس چٹان پر سے فوراً ہی نہ بھاگ کھڑا ہوتا تو ہیلی کاپٹر سے کی جانے والی گننگ اسے چھلنی کر دیتی ۔

کچھ دیر بعد سانسوں پر قابو پا کر وہ پھر اٹھا اور آبادی کی طرف چل پڑا ۔ خدشہ ہے کہیں کوئی ٹیم ہیلی کاپٹر کی کارکردگی کا جائزہ لینے نہ پہنچ جائے ۔ کا

اوسٹا پراونس کی راتیں خوشگوار ہوتی تھیں تفریح گاہیں بھری پڑی نظر آتیں ہواؤں میں لطیف سی خنکی ذہنوں کو تازگی بخشتی رہتی ۔ یہاں عمران نے دوسرے درجے کے ایک ہوٹل میں قیام کیا تھا ۔ اور اب بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا ۔ کوئی ایسی حرکت اس سے سرزد نہیں ہوتی تھی ۔ جس کی بنا پر دوسروں کی توجہ اس طرف مبذول ہو سکتی ۔ ایسے ملبوسات کا استعمال بھی ترک کر دیا تھا جن میں اس کی شخصیت دوسروں سے نمایاں لگتی ۔ ایک شریف سیاح کی سی وضع بنائی تھی جو صرف دنیا دیکھنے اور متحیر رہ جانے کے لئے گھر سے نکلا ہو ۔

صفدر کی کال کے سلسلے میں پہلے جو شبہ پیدا ہوا تھا وہ ہیلی کاپٹر کی فائرنگ کے بعد یقین کی شکل اختیار کر چکا تھا ۔ وہ ضرور پکڑے گئے تھے .... اس کے باوجود بھی وہ ان تمام تفریح گاہوں کے چکر کاٹتا پھر رہا تھا جن کے حوالے صفدر نے اپنے پچھلے لاسکی روابط میں دیئے تھے ۔ بالآخر آنتی کولانا کے ریکریئیشن ہال میں الفروزے نظر آ ہی گیا ۔ لیکن وہ دونوں اس کے ساتھ نہیں تھے اور خود بھی کچھ بجھا بجھا سا نظر آ رہا تھا اور اس کی میز پر کئی بوتلیں اور سائفن موجود تھے ۔ ویسے کوئی ساتھی بھی نہیں تھا ۔ تنہا تھا اپنی میز پر ۔ بہتیری میزیں خالی تھیں ۔ کیونکہ یہاں بیٹھتا کون تھا ۔ ساری بھیڑ تو رقص کے فرش پر ہوتی تھی ۔ بس تھکے تھکائے جوڑے ذرا دیر کو کہیں ٹکتے اور

پھر ناچنے چل دیتے ۔ بلند آہنگ موسیقی سے ہال گونج رہا تھا ۔ عمران بیٹھا تو تنہا تھا ۔ لیکن تنہا نہیں ۔ اتفاقاً الفروزے کے قریب ہی کی میز پر دو معمر عورتیں نظر آئیں ۔ چالیس سال سے کم نہ رہی ہوں گی ۔ چہروں سے گھریلو پن ظاہر ہوتا تھا .... عمران آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھا اور قریب پہنچ کر بڑے ادب سے بولا ۔ "معزز خواتین معذرت خواہ ہوں ۔ عظیم اٹلی میرا موضوع ہے ۔ اور میں ایک طالب علم سیاح ہوں ۔"

دونوں حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی تھیں ۔ اس نے پھر کہا تھا ۔ "آپ اٹلی کی اصل کلچر کی نمائندہ نظر آئیں ۔ اس لئے اگر اسے بدتہذیبی خیال نہ کریں تو ذرا دیر گفتگو کا خواہش مند ہوں ۔"

"کیوں نہیں ...... کیوں نہیں ۔" ان میں سے ایک مسکرا کر بولی ۔ "بیٹھو ۔ خوش آمدید ۔"

عمران ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بڑے ادب سے بیٹھ گیا ۔ لیکن ایسی کرسی منتخب کی کہ رخ الفروزے ہی کی طرف رہے دونوں خواتین دائیں بائیں تھیں ۔ الفروزے اس کے مقابل ہی بیٹھا ہوا تھا ۔ لیکن اس کی آنکھیں تھرکتے ہوئے جوڑوں پر لگی ہوئی تھیں ۔

"کہاں سے آئے ہو ۔؟" دوسری عورت نے پوچھا ۔

"مصر سے سیدھا ۔ اٹلی کی تاریخ میرا موضوع ہے اوسٹا کے آثار قدیمہ خصوصیت سے تفصیلی مطالعہ میں ہیں کیا بات ہے اوسٹا کی رومن آگسٹا پریٹوریا ۔ جب میں آگسٹس کی محراب سے گذر کر شہر میں داخل ہو رہا تھا تو آنکھیں قدیم رومن تہذیب کے خوابوں میں کھوئی ہوئی تھیں ۔"

"تم بہت پڑھے لکھے ہوئے اطالویوں کے سے انداز میں اطالوی بول رہے ہو ۔" پہلی عورت بڑے پیار سے بولی ۔ کسی غیر ملکی سے اپنی زبان سن کر عجیب سا لگاؤ محسوس ہوتا ہے مجھے ۔"

"اور میں آپ دونوں میں اٹلی کی اسی عظمت رفتہ کی جھلکیاں دیکھ رہا ہوں اس

بھیڑ میں کیا رکھا ہے۔" عمران نے رقص کرنے والوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ان کے پاس اپنا کیا ہے۔ لباس نہ جانے کہاں سے لائے ہیں اور افریقہ کے وحشی قبائلیوں کی طرح اچھل کود رہے ہیں۔"

"ان کے اندر اطالیہ دم توڑ رہا ہے" دوسری عورت نے قابلیت چھانٹنے کی کوشش کی تھی۔ اتفاقاً اسی دوران میں عمران اور الفروزے کی نظریں مل گئیں اور عمران نے غیر ارادی طور پر اسے آنکھ ماری تھی۔ وہ ایک دم جھرجھری سی لے کر اسے گھورنے لگا تھا۔ عمران جلدی سے دوسری عورت کی طرف جھک کر بولا۔ "میں دراصل آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ......"

"ہاں .... ہاں بولو .... کیا معلوم کرنا چاہتے تھے۔"

عمران نے آہستہ سے رازدارانہ لہجے میں کہا "کیا یہاں کوئی ایسا خیراتی ادارہ موجود ہے جو میری مدد کر سکے۔ میں بالکل قلاش ہو گیا ہوں اپنے سفارت خانے سے اس لئے رجوع نہیں کرنا چاہتا کہ وہاں میرا ایک خاندانی دشمن بیٹھا ہوا ہے مجھے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جانے پر مجبور کر دے گا۔ اٹلی کے کسی بیکل آدمی کو بھی میری مدد نہیں کرنے دے گا۔"

وہ اس انداز میں آہستہ آہستہ بول رہا تھا کہ الفروزے اس شبہے میں مبتلا ہو سکے۔ شاید گفتگو اسی سے متعلق ہو رہی ہے۔ نتیجہ خاطر خواہ نکلا تھا۔ الفروزے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے انہیں گھورے جا رہا تھا۔ اور ادھر دونوں عورتیں اس انکشاف پر بالکل ہی بجھ کر رہ گئی تھیں اور ان کے چہرے اکتاہٹوں کی آماجگاہ بن گئے تھے۔

"نہیں سی نور! ہم کسی ایسے ادارے سے واقف نہیں۔" ایک عورت بولی اور پھر اس نے دوسری سے کہا۔ "اب چلنا چاہیے۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔" پھر وہ اسے

وہیں بیٹھا چھوڑ کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی تھیں۔ عمران نے طویل سانس لی۔ الفروزے کی طرف دیکھا اور پھر چھت کی طرف دیکھنے لگا۔ الفروزے اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف آیا تھا اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا تھا۔ "خبیث آدمی! کیا میں تم سے ان کھوسٹ بڑھیوں کا سودا کروں گا۔"

وہ نشے میں بھی معلوم ہوتا تھا۔ بلانوش ضرور تھا۔ لیکن اس وقت اس سے بھی کچھ زیادہ ہی ہو گئی تھی۔

"میں نہیں سمجھا بھائی" عمران بھی اٹھتا ہوا بولا۔ الفروزے قد میں اس سے قریباً گیارہ انچ اوپر جا رہا تھا۔

"تم نے کیا سمجھ کر آنکھ ماری تھی۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!" عمران گفتگو میں مناسب الفاظ استعمال کر رہا تھا لیکن لہجہ اکھڑ تھا۔

"تم سمجھتے ہو کہ میں کوئی گھٹیا ٹیسٹ کا آدمی ہوں۔ ہاں اگر کوئی ڈھنگ کی ہو تو لاؤ۔"

"مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے آپ جیسے گلفام کو آنکھ ماری ہو۔ لیکن کیا آپ مجھے عورتوں کا دلال سمجھ رہے ہیں۔"

"پھر تم کون ہو۔"

"میں کوئی بھی ہوں۔ تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔"

"گھونسہ مار کر چپٹا کر دوں گا۔"

"باہر چلو تو بتاؤں اگر یہ پہاڑ ریزہ ریزہ نہ کر دوں تو شمال کے خانہ بدوشوں کا خون نہیں گدھی کا پیشاب دوڑ رہا ہے میری رگوں میں۔"

"الفروزے نے اسے حقارت سے دیکھا تھا اور بولا تھا۔ "آؤ۔"

پھر وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ ساتھ

ہی اکھڑ لہجے میں کہتا بھی جا رہا تھا۔ "پتا نہیں کیا سمجھ لیتے ہیں خود کو یہ لمبے چوڑے لوگ ہوش ہی میں نہیں رہتے۔"

الفرڈزے سن رہا تھا اور خاموشی سے چلا جا رہا تھا۔ لیکن دروازے سے گذر کر اچانک مڑا تھا۔ اس کا گھونسہ کسی گرز ہی کی طرح عمران کے سر پر پڑا ہوتا لیکن شاید وہ اسی لئے اسے غصہ دلاتا ہوا آیا تھا کہ باہر نکلتے ہی وہ اس پر حملہ کر بیٹھے۔ گویا پہلے ہی سے اس کے لئے تیار تھا لہٰذا مار کھا جانے کا امکان ہی نہیں تھا۔ پھرتی سے جھکائی دے کر بائیں جانب ہٹ گیا۔ دیوار پر پڑا تھا الفرڈزے کا گھونسہ اور وہ خود ہی تکلیف سے بلبلا اٹھا تھا۔ پھر تو کھوپڑی سے بالکل ہی آؤٹ ہو گیا۔ دوبارہ جھپٹا عمران پر اور عمران نے برآمدے سے پورچ پر چھلانگ لگائی۔

"زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" وہ دہاڑتا ہوا آگے بڑھا۔ عمران اس چکر میں تھا کہ دوسروں کی پہنچ سے دور لے جا کر اس کی مرمت کرے۔ یہی ہوا بھی۔ پارک کے ایک نیم تاریک گوشے میں اچانک مڑ کر اس نے الفرڈزے کے سینے پر ٹکر ماری اور وہ اس غیر متوقع حملے کی تاب نہ لا کر چاروں خانے چت ہو گیا۔ وہ تو سمجھ رہا تھا کہ اکھڑ خانہ بدوش اب اس سے خائف ہو کر نکل جانا چاہتا ہے۔ شراب نے ویسے ہی دماغ گھما کر رکھا تھا۔ بہر حال گرا تو پھر اٹھنا نصیب نہ ہو سکا۔ عمران چھلانگ لگا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا تھا۔ اور پھر کسی ہزار پا کی طرح اس کے جسم سے چمٹتے ہوئے سرگوشی کی۔

"پلوٹو بم کب جا رہا ہے۔"

الفرڈزے کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ اور عمران کے پیروں کی گرفت اور سخت ہو گئی۔

"تت... تم کون ہو!"

"یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے تم بتاؤ کہ آج وہ دونوں تمہارے ساتھ کیوں نہیں ہیں...!"

"سچ... چلے گئے۔"

"بکواس ہے۔"

"دیکھو!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "اگر تم الجیسٹو کے آدمی ہو تو... میں... تت تو ہیں۔"

وہ اس کے بعد کچھ نہ کہہ سکا کیونکہ عمران کی گرفت بتدریج سخت سے سخت تر ہوتی جا رہی تھی۔ الفرڈزے کے عضلات بھی سخت ہی تھے۔ لیکن گوشت کی زیادتی کی بنا پر وہ کسی حد تک ناکارہ ہی ہو کر رہ گئے تھے۔ اسی لئے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے عمران کی ہڈیاں اس کی کھال پھاڑتی ہوئی گوشت ہی میں اتر جائیں گی۔

"خاموش کیوں ہو گئے بولو... پہاڑ کے بیٹے۔"

"تم اگر الجیسٹو کے آدمی ہو تو میں تم سے ایک خفیہ معاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"تم اسپین ہو امریکہ نہیں ہو پیارے۔"

"مم... میری بات سمجھنے کی کوشش کرو مجھے اٹھنے دو۔ دوستوں کی طرح نہ ہوں تو کتیا کی اولاد سمجھنا۔"

"اسپینی بات کے پکے ہوتے ہیں۔" عمران بولا "میں ضرور یقین کروں گا۔ تمہارے قول پر۔" عمران نے یک لخت نہ صرف گرفت ڈھیلی کر دی بلکہ اسے چھوڑ کر ہٹ بھی گیا۔ یہی نہیں بلکہ اس کے بعد اسے زمین سے اٹھنے میں مدد بھی دی تھی۔ الفرڈزے کھڑا ہانپتا رہا۔ پھر عمران نے اندھیرے میں اس کا دبا دبا سا قہقہہ سنا تھا:

"میں مطمئن ہوں۔" عمران بولا۔ "کہو کیا کہتے ہو...!"

"پہلے مجھے ہنس لینے دو۔"

"ضرور ہنسو۔"

"وجہ نہیں پوچھو گے؟"

"طبیعت ہے اپنی اپنی۔ میں پٹنے کے بعد پھوٹ پھوٹ کر رو نا رہا ہوں۔ تم

جنتے ہو۔ وجہ پوچھ کر کیا کروں گا۔"

"یہ بات نہیں ہے۔ تم وہی مرد و دیونانی طالب علم معلوم ہوتے ہو۔ میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔"

"لیکن میری بے بی بچھڑ گئی۔"

الفرونزے کا قہقہہ دور دور تک گونجا تھا۔

"چلو واپس چلیں۔" وہ بالآخر بولا۔

"کہیں اور۔ اب وہاں نہیں۔" عمران بولا۔

"کہیں اور سہی۔ آؤ۔ میری گاڑی موجود ہے۔"

عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور الفرونزے کے ساتھ چل پڑا۔ الفرونزے نے اس کے لئے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا اور خود گھوم کر اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔ دس منٹ بعد وہ نونے شبو میں پہنچے تھے۔ اس کا پارک لفٹڈ نور بنا ہوا تھا۔ حالانکہ خاصی خنکی تھی۔ لیکن لوگ کھلے ہی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ الفرونزے نے ایک گوشہ منتخب کیا جہاں آس پاس میزیں خالی پڑی تھیں۔

"کیا پیو گے۔" اس نے عمران سے پوچھا۔

"کافی۔!"

"صرف۔؟"

"پردیس میں اس سے آگے نہیں بڑھتا۔"

"اسی لئے شیطان کے دادا ہو۔ الفرونزے اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ عجیب ٹائپ تھا اس کا۔ قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کچھ دیر پہلے اس کے ہاتھوں زک اٹھائی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے برسوں کا بچھڑا ہوا کوئی دوست ملا تھا۔

"کیا تم ہی ایکسٹو ہو؟" الفرونزے نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

اس پر عمران ہنس کر بولا تھا۔ "اس کا ایک ادنیٰ خادم۔ وہ تو صرف ایک بہت بڑا دماغ ہے۔ خود حرکت نہیں کرتا۔ صرف پلاننگ کرتا ہے۔ ہم لوگ تو اس کی بساط کے مہرے ہیں۔"

"اس کے مہروں نے ایڈلاوا کو تھکا مارا تھا۔"

"پہلی مات ہو گی۔" عمران خشک لہجے میں بولا۔ "اب تم کام کی بات کرو۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ پوٹوغیم سرحد پار کر گیا۔"

"ایڈلاوا کا بیان ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا میں تو ہمیشہ اسٹیمر پر ہی رہا ہوں۔"

"وہ دونوں ہی لے گئے ہیں۔ یا کوئی اور بھی تھا۔؟"

"میری دانست میں کوئی چوتھا آدمی ہرگز نہ رہا ہو گا۔" الفرونزے بولا۔ "میں صرف عزم محکم ہوں۔ ذہانت نہیں رکھتا۔ کمانڈ کر سکتا ہوں۔ پلاننگ نہیں کر سکتا۔ ایڈلاوا مجھے بلڈوزر کی جگہ استعمال کرتا ہے۔"

"میرا یہی اندازہ تھا۔"

"وہ اس تنظیم کا ذہن ہے اور میں جسم۔ لیکن اس نے میری خواہشات کا گلا گھونٹ دیا۔ زندگی میں پہلی بار ایک دلکش عورت نے مجھے چاہا تھا۔ ایڈلاوا نے اسے مجھ سے چھین لیا۔"

"اس سے بڑا کمینہ پن اور کوئی نہیں ہو سکتا۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

پھر الفرونزے نے زرملی شوگان کی کہانی شروع کر دی۔ عمران خاموشی سے سنتا رہا لیکن بات جب قدیم انکا کی زبان تک پہنچی تو وہ اپنی کھوپڑی سہلائے بغیر نہ رہ سکا۔

"وہ اس کا ترجمہ فرانسیسی میں کرتی ہوئی اتنی بھلی لگتی تھی کہ کیا بتاؤں۔"

"کیا ایڈلاوا کی موجودگی میں بھی کبھی ان کی زبان اور فرانسیسی ترجمے کی ہوئی تھی

یا نہیں ۔" عمران نے پوچھا۔

"مجھے تو نہیں یاد پڑتا۔ لیکن ٹھہرو! مجھے سوچنے دو۔ اوہ ہاں۔ پہلی بار جب وہ اچانک ان کی موجودگی میں پہنچ گیا تھا۔"

عمران نے منہ چلا کر ٹھنڈی سانس لی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔

"لیکن تم نے یہ کیوں پوچھا تھا؟"

"ایڈلاوا چاہتا تو خود ان سے اسی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا۔"

غور سے دیکھتا ہوا بولا

"میں ایڈلاوا کے متعلق اس حد تک نہیں جانتا۔" الفرورے اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا "لیکن جانتا ہوں۔ وہ اسی خاندان کا ایک بچا کھچا آدمی ہے جس کی حکومت اسپینی حملہ آور فرانسسکو پزارو کے حملے کے وقت پیرو میں تھی۔ مونٹے زوما کی نسل کا آدمی ہے۔

"کمال ہے۔ میں پندرہ سال سے ...... !"

"تم نے آج تک اس کی اصل شکل ہی نہ دیکھی ہوگی۔"

"تم لوگ بہت کچھ جانتے ہو۔"

"ایڈلاوا۔ اسی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے آواز ہی آواز۔"

"خدا کی پناہ!" وہ عمران کو حیرت سے دیکھے جا رہا تھا۔

عمران ویٹر کی طرف متوجہ ہو گیا جو کافی اور شراب کی بوتل لایا تھا۔ اس کے رخصت ہو جانے پر الفرورے نے بقیہ کہانی شروع کر دی اور اختتام پر بولا۔

"اس نے میری لاعلمی میں انہیں سرحد پار کرا دی ورنہ اگر میں ساتھ ہوتا تو وہ واپس آجاتی۔"

"مجھے یقین ہے کہ وہ واپس آ گئی ہوگی۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"کیا کہہ رہے ہو؟" الفرورے اچھل پڑا۔

"پرسکون رہو۔ میں غلط نہیں کہہ رہا۔ وہ ایڈلاوا کے ساتھ ہی پلٹ آئی ہوگی اگر تمہیں اتنا ہی چاہنے لگی تھی۔ لیکن ایڈلاوا اسے ہڑپ کر گیا۔"

الفرورے کی مٹھیاں کھلنے اور بند ہونے لگیں۔ چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں اپنے حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں۔ بالآخر وہ پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا "میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" پھر اس نے ایڈلاوا کے خلاف شکووں کا دفتر کھول دیا تھا۔ اس عمارت کا بھی ذکر کیا۔ جہاں خود مقیم تھا۔ تہہ خانوں پر بات چلی اور اس نے عمران کو بتایا کہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ تہہ خانے میں داخل ہونے کا راستہ نہیں تلاش کر سکا۔"

"دونوں مل کر تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"اگر وہ مل گئی تو میں تمہیں مالا مال کر دوں گا تم لوگ یہی چاہتے ہو نا ایڈلاوا مار ڈالا جائے۔"

"کھلی ہوئی بات ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرا باس اس کی لاش دیکھنا چاہتا ہے۔"

"تم جیسا کوئی پھرتیلا اور ذہین آدمی میرے ساتھ ہو تو یہ ناممکن بھی نہیں۔ میں نے اپنی اتنی زندگی اس کے ساتھ خواہ مخواہ برباد کر دی۔ نہ وہ وفاؤں کا صلہ دے سکتا ہے اور نہ خود کسی کا وفادار رہ سکتا ہے۔"

"میں کوئی نئی اسکیم ترتیب دوں گا۔ تم بے فکر رہو ڈولی ڈوگان تم تک ضرور پہنچے گی۔"

وہ دونوں تہہ خانے ہی میں تھے اور یہاں انہیں کوئی تکلیف نہیں تھی۔ لیکن بقیہ دنیا سے کٹ کر رہ جانا ہی بڑا تکلیف دہ مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ایڈلاوا کے علاوہ ابھی تک یہاں انہیں چوتھی شکل نہیں دکھائی تھی۔ ان کی دانست میں ایڈلاوا انہیں شیشے میں اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پچھلے دن اس نے صفدر سے ایکس ٹو کے لئے کال بھی کرائی تھی۔ اس کیلئے کچھ ہدایات دی تھیں اور صفدر کو بے چون و چرا وہی کہنا پڑا تھا جو ایڈلاوا نے کہا تھا۔ ویسے صفدر کو یقین تھا کہ اردو کی بجائے انگلش میں پیغام سننے کے بعد عمران کا ذہن فوری طور پر دوسرے نکتہ نظر سے سوچنا شروع کر دے گا۔ اسے رہ رہ کر اپنی اور جولیا کی حماقت یاد آتی رہی "انکا" تبادل کی زبان والی حماقت۔ یہ حرکت عمران کی اسکیم میں شامل نہیں تھی۔ آلن شیپرڈ کا شجرہ نسب بھی خود جولیا ہی نے مرتب کیا تھا۔ ورنہ اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ عمران نے تو ان سے یہی کہا تھا کہ وہ فرانسیسی اور ٹوٹی پھوٹی اطالوی سے کام چلائیں گے۔ لیکن ہونے والی بات ہو کر رہتی ہے۔ الفروزے کا سامنا ہوتے ہی جولیا کی مزاح کی حس بیدار ہو گئی تھی اور اس نے آلن شیپرڈ کا نسب نامہ فی البدیہہ کھینچ مارا تھا۔ بہرحال صفدر نے ناکامی کا سارا الزام اسی کے سر رکھ دیا اور جولیا جھنجھلا کر بولی "میرا بھی اتنا قصور نہیں جتنا عمران کا ہے۔"

"بھلا ان کا کیا قصور۔"

"اس کی صحبت میں تو ہم سب خراب ہوئے ہیں۔ لبسا اوقات غیر شعوری طور پر اس کی نقالی کرنے بیٹھ جاتے ہیں اور مارے جاتے ہیں۔"

"یہ دلیل ٹھیک رہے گی۔" صفدر بولا "اگر جی بچیں اور ایکس ٹو جواب طلب کرے تو تم اپنی عرضی میں یہی عذر ٹانک دینا۔"

"پھر کیا کروں گی؟"

"اب سونا چاہیئے۔" صفدر گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا لیکن ٹھیک اسی وقت کسی نے پارٹیشن کے دروازے پر دستک دی۔ "آجاؤ۔" صفدر نے فرانسیسی میں کہا اور ایڈلاوا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔

"نا وقت آیا ہوں۔ میں نے سوچا تم لوگ بور رہے ہو گے۔ لہٰذا تم میں ایک فرد کا اور اضافہ کر دیا جائے۔ یہ میریانا ہے۔ میری آٹھویں سیکرٹری۔ یہ جولیانا فٹز واٹر اور یہ صفدر سعید..." ایڈلاوا نے ان کا تعارف کرایا تھا۔ میریانا نے دونوں سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گئی۔

"تم لوگ کافی پینا چاہو تو..." ایڈلاوا بولا۔

"نہیں سی نور تکلیف نہ کیجئے۔" جولیا بولی "ہم سونے کی تیاری کر رہے تھے۔"

"میری یہ سیکرٹری ایک حادثے کا شکار ہو کر تمہارے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ مجھ سے رابطہ قائم نہ کر سکی۔ اب یہ پھر میری طرف پلٹ آئی ہے۔ بس ان کے نیچے سے نکل آنے کا ایک موقع نصیب ہو گیا تھا۔"

"ہمارے آدمیوں نے تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی تو نہیں کی سی نورا؟" جولیا نے اس سے پوچھا۔

"قطعی نہیں! جہاں تک آدمیت کا سوال ہے ان میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔" میریانا نے طویل سانس لے کر کہا۔ "بس وہ مجھے میرے عزیز ترین باس کے خلاف استعمال کرنا چاہتے تھے۔"

"خیر یہ تو محبت اور جنگ میں ہوتا ہی رہتا ہے۔" جولیا نے کسی قدر طنزیہ انداز میں کہا اور محبت کے نام ہی پر میریانا چونک کر اسے گھورنے لگی تھی۔ اور جولیا نے کوئی ثبیت ہی خاص بات نوٹ کی۔

"ایڈلاوا صفدر کو بغور دیکھے جا رہا تھا۔ دفعتہً بولا۔ "موسیو صفدر سعید! کیا

تم اپنے باس سے انگلش ہی میں گفتگو کرتے ہو۔"

"ہاں موسیو! وہ ہمیں اسی زبان میں احکامات دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک ہم یہی اندازہ نہیں کر پائے کہ وہ ہمارے ہی ملک کا کوئی باشندہ ہے یا غیر ملکی۔"

ایڈلاوا کی سپاٹ آنکھیں کسی قدر فکرمندی کا اظہار کرنے لگی تھیں۔ اس نے تھوڑی دیر بعد کہا "تم اسے معینہ اوقات پر برابر کال کرتے رہو۔"

"ضرور موسیو! پہلے ہم سمجھتے تھے کہ وہ بہت باخبر آدمی ہے۔ لیکن بالآخر اس کی بے خبری نے ہماری گردن کٹوا ہی دی۔ نہ ہم تمہاری قومی زبان میں گفتگو کرتے اور نہ اس حشر کو پہنچتے اور سچی بات یہ ہے موسیو کہ میں اس پر یقین کرنے پر ہرگز تیار نہیں کہ تمہیں پیرو سے ہمارے متعلق کوئی اطلاع ملی ہو گی۔"

"کیوں۔؟"

"ہمارے باس نے پکا کام کیا تھا۔ پیرو کے سفارت خانے کے توسط سے دراصل ہم اپنی مادری زبان کی وجہ سے مارے گئے جو تمہارے لئے بندروں کی چیخ پکار سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تھی۔ الفرونزے تو آ گیا تھا چکر میں۔"

ایڈلاوا کچھ نہ بولا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے میریانا سے کہا تھا "تم فی الحال انہی لوگوں کے ساتھ رہو گی۔"

"جیسی باس کی مرضی!"

"ایک بار پھر تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ الفرونزے تمہارے ہی ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے گا۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے دوسری کہانی سنائی گئی تھی۔"

"خیر...... دیکھا جائے گا۔" میریانا بولی۔

ایڈلاوا چلا گیا تھا۔ اور جولیا میریانا کو گھورتی رہی تھی۔ دفعتہً وہ بولی "کیا صرف اطالوی ہی بول سکتی ہو؟"

"نہیں! تھوڑی بہت فرنچ بھی آتی ہے۔"

"تم ہمارے کس آدمی کے ہاتھ لگی تھیں؟"

"ایک نہیں دو ہیں۔ بربر ڈھمپ اور جمن مراکشی۔ ڈھمپ کہیں گیا ہوا تھا۔ میں جمن مراکشی کا جیبی ٹرانسمیٹر چرا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ ٹرانسمیٹر پر باس سے رابطہ قائم کیا اور ان کے پاس چلی۔ جانتی ہو میرے باس کی چوبیس سیکرٹریاں اور سب ہی اسے یکساں طور پر چاہتی ہیں اور ایک دوسری سے حسد نہیں رکھتیں۔ میں ایک غلط فہمی کی بناء پر اپنے آدمیوں سے بچھڑ گئی تھی۔"

"ذرا میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بات کرو۔" جولیا بولی

"کیا مطلب؟"

جولیا کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی اور وہ اس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہی تھی۔ میریانا گڑبڑا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ دوبارہ نظر ملی تب بھی جولیا اسی طرح دیکھے جا رہی تھی۔

"تت...... تم کیا سمجھتی ہو آخر۔" وہ بولنے پر مجبور ہو گئی۔

"کچھ بھی نہیں۔" جولیا مسکرائی۔

"تمہاری نظریں مجھے الجھن میں مبتلا کر رہی ہیں۔"

"میں کہنا چاہتی تھی کہ وہ صرف ایک مسخرہ درندہ ہے اس سے متاثر ہو کر جی کو روگ نہ لگا لینا۔"

"بکواس مت کرو۔" میریانا بھنا کر بولی "میں صرف اپنے باس کی وفادار ہوں۔ میرا باس مافوق الفطرت ہے۔ وہ عظیم ہے۔ حسین ہے۔ اس جیسا کوئی مرد میری نظر سے آج تک نہیں گذرا اور وہ ڈھمپ۔!" میریانا حقارت سے ہنسی تھی۔

جولیا کے چہرے پر اس نے اطمینان کی لہریں محسوس کر لی تھیں۔ میریانا بھی کم گھاگھ نہیں تھی۔ صفدر ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے ان کی اطاوی سنے جا رہا تھا....!

* * *

الفروزے واپس آیا تو بے حد خوش تھا۔ صبح ہونے میں صرف ڈھائی گھنٹے باقی تھے۔ خوابگاہ میں داخل ہوا۔ بلب روشن ہی کیا تھا کہ ایڈلادا سامنے کھڑا نظر آیا۔ اس کی آنکھیں الفروزے کو اپنے پورے وجود میں چبھتی محسوس ہو رہی تھیں....!

"کیا یہ مناسب ہے۔" دفعتاً ایڈلادا سرد لہجے میں بولا۔

"مم.... میں نہیں سمجھا باس۔"

"وہ کون تھا.... جس سے تم نے شیوبلی مل بیٹھے تھے۔"

"ارے وہ باس .... لوپو نوناٹا۔"

"یہ کیا بلا ہے۔"

"ایک شمالی خانہ بدوش۔ میرے بچپن کے دوست کا بیٹا ہے اس کا باپ ڈوگو نوناٹا بہترین نشانے باز تھا۔ شمال میں سفید بھیڑیوں کا مشہور ترین شکاری"

"میں سمجھا شائد وہ کوئی اجنبی تھا۔"

"نہیں باس! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"میریانا واپس آگئی ہے۔"

"نن..... نہیں۔" الفروزے بوکھلا گیا۔ اس سے اصل بات چھپائے رکھی تھی۔ یہ بتایا تھا کہ مونگی والے معاملے میں دونوں کے درمیان سخت کلامی ہوئی تھی۔ اور میریانا نے طیش میں آکر اسٹیمر سے چھلانگ لگا دی تھی۔

"وہ اسی طرح آئی ہے جیسے ڈالینی پوائنٹ نمبر بارہ پر پہنچا تھا۔"

"تب تو" الفروزے نے ہاتھ کو جنبش دے کر کہا انداز ایسا ہی تھا جیسے قتل کر دینے کا مشورہ دیا ہو۔

"فی الحال نہیں۔"

"میرے بارے میں اس نے یقیناً کوئی نہ کوئی جھوٹ بولا ہوگا۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔ مجھے کب یقین آئے گا۔"

"اعتماد کے لئے شکر گزار ہوں باس۔" الفروزے گھگھیایا۔

"اور اب تم اس طرح تنہا باہر نہیں نکلو گے۔"

"گگ.... کیوں.... باس؟"

"الکیشو اوسٹا ہی میں موجود ہے۔ آج مارا ہی گیا ہوتا لیکن نکل گیا۔"

الفروزے نے متحیرانہ نظروں سے دیکھا تھا۔ ایڈلادا سرد لہجے میں بولا۔ "میں جانتا ہوں کہ تم بہت دلیر ہو۔ تمہیں پرواہ نہیں کہ کب اور کہاں مر جاؤ گے لیکن میں تم جیسے کارآمد آدمی سے ہاتھ دھونا نہیں چاہتا۔"

"جیسا حکم باس۔ لیکن کھلی ہوا کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اسے بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ باڈی گارڈز کے ساتھ باہر نکلوں!"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔ کم از کم چار بہترین لڑاکے تم سے دور رہ کر عقب سے ہونے والے حملے کا خیال رکھیں۔"

"میں زندہ نہیں رہنا چاہتا باس۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"یہ الفرودے کی آواز ہے۔" ایڈلا وا نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔ الفرودے کچھ نہ بولا۔

"خام خیالیوں سے باز آجاؤ۔ میں نے وعدہ کیا ہے کہ اسے میرو سے ملوا لوں گا۔ فی الحال چھیڑنا مناسب نہیں۔ اگر میں یہ طریقہ اختیار نہ کرتا تو پھر زک اٹھانی پڑتی۔ وہ لوگ ان لوگوں تک بھی پہنچ گئے تھے۔ جن کے ذریعے مال ہمارے پاس پہنچتا ہے۔"

"یہ تو بہت برا ہوا باس۔"

"پرواہ مت کرو۔ دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس کے آگے کوئی راہ نہیں۔ اور ہاں۔ وہ تمہارا شمالی خانہ بدوش کیا مستقل طور پر یہاں رہتا ہے؟"

"یہ میں نے پوچھا ہی نہیں۔ تقریباً پانچ سال بعد ملاقات ہوئی ہے۔ پانچ سال پہلے جیا دنیا میں ملا تھا۔"

"کیا کرتا ہے؟"

"وہی خاندانی پیشہ... سفید بھیڑیوں کا شکار۔"

"کہاں مقیم ہے؟"

"یہ بھی نہیں پوچھا میں نے۔ ضروری نہیں کہ کل پھر ملاقات ہو۔ ہو سکتا ہے دس سال بعد ہو۔"

ایڈلا وا کچھ نہ بولا۔ کمرے سے نکلا چلا گیا۔ پھر وہ متعدد راستوں سے ہوتا ہوا چھت پر پہنچا اور لفٹ اسے تہہ خانے میں لے گئی تھی۔ تہہ خانے کی تاریکیوں نے اسے نگل لیا۔

میریانا دوسری صبح خود ہی بیدار ہوئی تھی اور چاروں طرف دیکھنے لگی تھی۔ جیسے خواب دیکھ رہی ہو۔ کیونکہ یہ تہہ خانے کا وہ کمرہ نہیں تھا جہاں وہ سوئی تھی۔

یہ تو کسی کھلی جگہ پر بنے ہوئے مکان کا کوئی کمرہ تھا۔ وہ بوکھلا کر کھڑکی کے قریب آئی تھی اور باہر دیکھنے لگی تھی۔ بڑا پُر فضا مقام تھا۔ صبح کی ابتدائی کرنیں فضا میں بھیگی بھیگی سی نرم حرارت پھیلا رہی تھیں اور دور دور تک سبزہ ہی سبزہ لہلہا رہا تھا۔ لیکن کہیں اور کوئی عمارت نہ دکھائی دی۔ وہ پلٹ کر بستر کی طرف آئی تھی۔ پھر پہنے اور سرہانے پڑے ہوئے سلیپنگ گاؤن کو اٹھا کر دیکھا اور پھر اسے پہن کر ڈوری کستی ہوئی کمرے سے نکل آئی۔ عمارت زیادہ بڑی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ کل چار عدد کمرے رہے ہوں گے۔ لیکن صرف وہی کمرہ مقفل نہیں تھا جس سے خود میریانا برآمد ہوئی تھی۔ کچن میں کھانے پینے کے سارے لوازمات موجود تھے لیکن وہ اس عمارت میں بالکل تنہا تھی۔ پھر تھوڑی دیر ہی بعد اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ فی الحال کسی ویرانے میں مقیم تھی۔ جہاں دور دور تک کسی عمارت کا پتا نہیں تھا۔ دس پندرہ منٹ اس نے کھلی فضا میں گزارے تھے۔ پھر عمارت کی طرف پلٹی تھی۔ صدر دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے اپنی پشت پر ایک زبردست قسم کی پھنکار سنی اور اچھل پڑی۔ مڑ کر پھر مڑتے ہی چیخ پڑی۔ ایک بہت بڑا اژدہا اس کی جانب رینگ رہا تھا۔ ایک چیخ پھر اس کے حلق سے نکلی پھر اچانک بائیں جانب سے زرد رنگ کی کسی گول مٹول سی شے نے اژدہے پر چھلانگ لگائی تھی۔ میریانا اور اژدہے کے درمیان حائل ہو جانے والی یہ شے ایک بہت بڑی بلی تھی۔ زرد رنگ کے لمبے لمبے بالوں سے ڈھکی ہوئی ایک غیر معمولی جسامت والی بلی۔ اژدہا سکڑتا ہوا کسی قدر پیچھے ہٹا تھا اور پھر یک بیک بلی پر جھپٹا تھا۔ بلی بھی اس پر چڑھی بیٹھ رہی تھا۔ میریانا گرتی پڑتی صدر دروازے سے اندر داخل ہوئی۔ دروازہ بولٹ کر کے گھبرائی تھی۔ اور فرش پر آ رہی تھی۔ بے ہوش تو نہیں ہوئی لیکن جسم بالکل بے دم ہو کر رہ گیا تھا۔ ہاتھ پیر ہلانے کی سکت بھی محسوس نہیں کر رہی تھی۔ دونوں

درندوں کی پُرجوش آوازیں اب بھی اس کے کانوں میں پڑ رہی تھی۔ اور جسم کے اندر نہ مٹنے والی تھرتھراہٹ جاری تھی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ پرسکون ہوتی گئی۔ ان درندوں کی آوازیں بھی اب نہیں آرہی تھیں۔ وہ اٹھی تھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اسی کمرے میں پہنچی تھی جو مقفل نہیں تھا اور جہاں وہ بیدار ہوئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کیوں اور کیسے ہوا۔ کیا ایڈلاوا اس کا بھی وہی حشر کرے گا۔ جو وٹالینی کا ہوا تھا۔ کاش وہ جلد بازی سے کام نہ لیتی۔ وہ تو اسے بچانے کے لئے ایڈلاوا کے پاس دوبارہ آئی تھی اور ایسی کہانی ساتھ لائی تھی۔ جس پر ایڈلاوا کو یقین کرلینا چاہیے تھا۔ وہ اس کے قریب رہ کر بُربُر ڈھپ کی حفاظت کرنا چاہتی تھی۔ لیکن یہ کیا ہوگیا۔ وہ مضطربانہ انداز میں اپنی پیشانی رگڑنے لگی۔ پھر بُری طرح چونکی تھی۔ ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے چہرے کی کھال بالکل بے جان ہو۔ اس کیفیت کا تجربہ تھا۔ بُربُر ڈھپ نے کئی بار اس کا پلاسٹک میک اپ کیا تھا۔ اور وہ میک اپ ہی میں ایڈلاوا کے پاس پہنچی تھی۔ لیکن ایڈلاوا نے اس کا میک اپ اتار دیا تھا۔ اور جب وہ اس کے ساتھ تہہ خانے میں پہنچی تھی تو میک اپ میں نہیں تھی۔ لیکن اس وقت کیا ایڈلاوا نے دوبارہ اس کا میک اپ کیا تھا۔ پھر وہ پوری عمارت میں آئینہ ڈھونڈتی پھری تھی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی تھی۔ پانی کے ذخیرے میں جھانک کر دیکھا لیکن اس میں بھی شکل واضح طور پر نہ دکھائی دی۔ کچن کے سارے برتن دھندلائے ہوئے تھے۔ کچن میں پہنچی تو یاد آیا کہ اس نے ناشتہ نہیں کیا۔ لیکن بھوک پیاس تو غائب ہی ہوچکی تھی۔

* * *

آج الفروزے نے شام باہر گزارنے کا ارادہ ترک کردیا تھا۔ وہ ایڈلاوا سے خائف تھا۔ جسے ذرا ذرا سی بات کی خبر ہوجاتی ہے۔ ممکن ہے اس کے سراغرسانوں نے انہیں اس ہوٹل میں دیکھا تھا۔ جہاں دونوں دوستانہ انداز میں گفتگو کررہے تھے۔ وہاں نہیں دیکھا جہاں یونانی طالب علم نے اس کی پٹائی کی تھی۔ بند کمروں میں شام گزارنا اس کے بس سے باہر ہوجاتا تھا۔ اس نے سوچا بس عمارت ہی تک محدود رہنا چاہیے۔ عمارت کے سامنے والے پارک میں آبیٹھا۔ بٹلر کو بلا کر وہیں شراب طلب کی۔ اور پینے بیٹھ گیا۔ ستمبر کا مہینہ تھا۔ اوسٹا کی شامیں اور راتیں خاصی سرد ہونے لگی تھیں لیکن اتنی بھی نہیں کہ آتش دانوں کی یاد ستانے لگی۔

سورج غروب ہوجانے تک وہ اتنی پی چکا تھا کہ ذہن کو جس راستے پر بھی لگانا چاہتا لگا دیتا۔ اس نے سوچا اب اٹھنا چاہیے۔ اور خواب گاہ میں پہنچ کر اتنی ہی اور پینی چاہیے۔ جتنی اب تک پی چکا ہے۔ اس کے بعد دماغ میں اتنی سکت نہ رہے گی کہ وہ جاگتا رہ سکے۔ خواب گاہ کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ اچھل پڑا تھا۔ پھر دہاڑنے ہی والا تھا کہ سامنے کھڑے ہوئے ملازم نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ الفروزے کا کھلا ہوا منہ بند ہوا۔ ملازم نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ جیب سے نکالا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن اس کی انگلی بدستور ہونٹوں پر رہی تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تحریر پڑھ لینے سے قبل ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالے۔ تحریر اطالوی میں تھی "ڈیئر دوست الفروزے! تمہارا وفادار دوست یونانی طالب علم حاضر ہے۔ ہمارے درمیان تحریری گفتگو ہوگی۔ کیونکہ پوری عمارت بگڈ ہے ہلکی سی سرسراہٹ بھی کہیں نہ کہیں ضرور سنی جاتی ہوگی۔ آج دن بھر میں یہاں اسی دیکھ بھال میں رہا ہوں۔ تہہ خانے کا راستہ بھی دریافت کرلیا ہے۔ فکر نہ کرو۔ تمہارا وہ ملازم بخیریت ہے جس کے روپ میں مجھے دیکھ رہے ہو۔ فی الحال ایڈلاوا یہاں

نہیں ہے۔"

الفروزے کے دانت نکل پڑے۔ اس نے جیب سے قلم نکال کر لکھنا شروع کیا۔ "تم قول کے سچے ہو۔ میں مطمئن ہوں۔ مگر میری جان پر بنی ہوئی ہے۔ شرول شوگواں...۔"

عمران نے پرچہ اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر لکھنا شروع کر دیا۔" وہ یہیں موجود ہے۔ لیکن ایڈلاوا سے پوچھے بغیر اسے چھیڑنا مناسب نہ ہوگا۔ اس لئے چپ چاپ بیٹھو اور مجھ پر اعتماد کرو۔ جو کچھ میری زبان سے نکل جاتا ہے۔ اس کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینا میری عادت ہے۔ اور ہاں ابھی تمہیں تہہ خانے کا راستہ بھی نہیں بتاؤں گا...!"

"جیسی تمہاری مرضی! میں مطمئن ہوں۔" الفروزے نے لکھا اور عمران اس کے ہاتھ سے پرچہ لے کر کمرے سے باہر آگیا... الفروزے کمرے کے وسط میں متحیر کھڑا رہا۔ پتا نہیں کتنی دیر تک کھڑا رہا تھا۔ شراب کے نشے کے علاوہ بھی کسی اور طرح کا نشہ طاری ہو گیا۔ لذت آگیں، سرور آمیز اور اسی کیفیت کو برقرار رکھنے کے لئے اس نے مزید پینے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ دفعتہً وہ چونکا تھا۔ بالکل سر ہی پر کسی بڑے ہیلی کوپٹر کی گھن گرج سنائی دی تھی۔ اور یہ اس کے لئے کوئی نئی بات بھی نہیں تھی۔ ایڈلاوا کبھی کبھی یوں بھی نازل ہو جاتا تھا۔ عمارت کی وسیع چھت پر ایک طرف مختصر سا ہیلی پیڈ بھی بنا ہوا تھا۔ وہ نہایت اطمینان سے آرام کرسی پر نیم دراز ہوتا ہوا سوچنے لگا تھا۔ آؤ بیٹے تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کسی اسپینی سے سابقہ پڑا تھا۔ مونٹے زوما کی ہونہہ آج تمہیں پھر فرانسسکو پیزارو سے الجھنا پڑے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد راہداری میں وزنی جوتوں کی آواز گونجی تھی۔ اور پھر کسی نے دروازہ پہ دستک دی تھی۔

"آجاؤ۔" الفروزے غرایا۔ ہوائی فوج کا ایک باوردی پائیلٹ کمرے میں

داخل ہوا۔

"تم... تم کون ہو۔" الفروزے اٹھتا ہوا بولا۔

"باس نے طلب کیا ہے۔ اور یہ دیا ہے۔" اس نے ایک لفافہ الفروزے کی طرف بڑھا دیا تھا۔ الفروزے نے خط نکالا۔ ایڈلاوا نے صرف اتنا ہی لکھا تھا "حامل رقعہ کے ساتھ چلے آؤ اور ٹرولی کو لے جاؤ۔"

"الفروزے نے پائیلٹ کو گھور کر دیکھا تھا اور بولا تھا" تم یہیں بیٹھو، میں ابھی آیا...!"

"شکریہ جناب۔" پائیلٹ بڑے ادب سے بولا اور اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس کی طرف الفروزے نے اشارہ کیا تھا۔ وہ باہر نکلا تھا اور پوری عمارت چھان ماری تھی۔ اس ملازم کی تلاش میں جو کچھ دیر پہلے اسے ڈھارس بندھا گیا تھا۔ لیکن وہ کہیں نہیں ملا تھا۔ جھنجھلا کر پھر خواب گاہ کی طرف چلا آیا تھا اور پائیلٹ سے بولا تھا۔ "چلو...!" وہ دونوں چھت پر آئے۔ ہیلی پیڈ پر ایک بڑا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ جس پہ فضائیہ کا نشان دور سے بھی دیکھا جا سکتا۔ پائیلٹ نے اسے اپنے برابر کاک پٹ ہی پر بٹھایا تھا۔ ہیلی کاپٹر پرواز کے لئے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ پھر وہ مغرب کی طرف مڑ کر سیدھی پرواز میں آگیا تھا۔ الفروزے سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جمائے بیٹھا رہا۔

اس سفر کا اختتام قریباً چالیس منٹ بعد ہوا تھا۔ وہ ایک ویرانے میں اترے تھے جہاں چاروں طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ پائیلٹ نے نیچے اتر کر پلاسٹک کی بڑی دستی سرچ لائٹ روشن کی۔ اور الفروزے کو راستہ دکھانے لگا۔ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ایک بھیانک قسم کی پھنکار سنائی دی تھی۔ دونوں ٹھٹھک گئے۔ آواز کی سمت روشنی کا رخ ہوتے ہی الفروزے کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی تھی۔ ایک بہت بڑا اژدھا منہ پھاڑے غالباً ان پر جھپٹ پڑنے ہی والا تھا کہ پائیلٹ نے...ن

بار زمین پر پاؤں مارا اور اژدہا فوراً دوسری طرف مڑ کر چل دیا۔

"باس کے کئی محافظوں سے ملاقات ہو سکتی ہے۔" پائلٹ نے الفروزے سے کہا۔

"ب..... باس عظیم ہے۔" الفروزے بھرائی ہوئی آواز میں بولا تھا۔ اور وہ آگے بڑھتے رہے تھے۔ پھر دور چل کر زرد رنگ کی ایک عظیم الجثہ بلی بھی ان پر جھپٹ پڑنے کے لئے تیار نظر آئی تھی۔ یہاں بھی پائلٹ نے تین بار زمین پر پاؤں مارا تھا اور وہ راستے سے ہٹ کر بائیں جانب بھاگ گئی تھی اور وہ ایک بڑی عمارت کے سامنے رکے تھے۔ پھر پائلٹ الفروزے کو ساتھ لئے ہوئے اندر داخل ہوا۔ وہ ایک بڑے کمرے میں آئے تھے جو اپنی وضع کے اعتبار سے سائنسی تجربہ گاہ معلوم ہوتا تھا ——— پائلٹ نے ایک آہنی کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا "بیٹھ جاؤ۔ میں باس کو مطلع کرتا ہوں۔"

الفروزے متحیرانہ انداز میں چاروں طرف دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

جیسے ہی پائلٹ اس کمرے سے باہر نکلا۔ دروازہ خود بخود بند ہو گیا بھی نہیں بلکہ الفروزے کے حلق سے ایک بے ساختہ قسم کی کراہ نکلی تھی کیونکہ جس کرسی پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس نے اسے جکڑ لیا تھا۔ پشت گاہ کی دونوں اطراف سے بے شمار موٹے موٹے تار برآمد ہو کر اس کے گرد لپٹ گئے تھے اور وہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کر سکتا تھا۔

میریانا نے اسی ایک کمرے میں پورا دن گذار دیا تھا ان درندوں کی وجہ سے نہ تو باہر قدم نکالنے کی ہمت پڑی اور نہ کسی اور طرف گئی تھی کیونکہ بقیہ تین کمرے تو مقفل ہی تھے لیکن باورچی خانے تک جانے سے کب تک گریز کرتی۔ کھانے پینے کے لئے بھی تو کچھ نہ کچھ مہیا ہی کرنا تھا۔ بہرحال جوں توں شام ہوئی تھی۔ اور ڈر کے مارے اس کی حالت ابتر ہونے لگی تھی وہ خوفناک اژدہا..... وہ خونخوار بلی..... کیا اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو ڈالینی کا ہوا تھا؟ لیکن نہیں! اڈیلا وا کسی عورت کو اذیت نہیں دے سکتا۔ پھر آخر یہاں لا کر رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اندھیرا ہوتے ہی کمرہ خود بخود روشن ہو گیا تھا۔ دیواروں پر بڑی بڑی روشن لکیریں نظر آنے لگی تھیں۔ روشنی تیز تھی۔ لیکن بصارت پر گراں نہیں گذر رہی تھی اس نے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر بقیہ حصوں کو دیکھا وہ بھی تاریک نہیں تھے۔ اس طرح خوف اور گھٹن سے کسی حد تک نجات مل گئی۔ اور اس نے پھر باورچی خانے کا رخ کیا۔ فرائینگ پین میں انڈے توڑ رہی تھی کہ پشت پر کسی کی آہٹ سن کر مڑی۔ اور پھر اس کی گھگھی بندھ گئی تھی۔ ایک عجیب الخلقت آدمی دروازے میں کھڑا نظر آیا۔ اس کے جسم پر ایک لمبا سا لبادہ تھا اور چہرے پر کھریلے اور گیرو کے نشانات بنائے گئے تھے۔

"ڈرو نہیں! میں اڈیلا وا ہوں۔ آواز ہی آواز ——— میری کوئی شکل نہیں ہے۔"

"ب..... باس....." وہ ہکلائی۔

"ہاں..... ہاں..... اور تمہارا شکار میرے قابو میں ہے۔ اور تم ہی اسے ٹھکانے لگاؤ گی۔ اپنی توہین کا بدلہ لو گی۔"

"گ..... کون ہے..... باس؟"

"خود ہی چل کر دیکھ لینا۔ میں اسی کمرے میں تمہارا منتظر ہوں۔ لیکن پہلے یہ دیکھو تم اس وقت میریانا نہیں ہو۔"

"اس نے لبادے کے نیچے سے ایک آئینہ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔ میریانا اپنی شکل دیکھ کر اچھل پڑی۔ یہ تو اسی عورت کی شکل تھی۔ جسے اس نے پچھلی رات تہہ خانے میں دیکھا تھا۔ جولیانا فرز واٹر۔ ڈھپ کی ساتھی۔"

"یہ...... یہ...... گگ...... کیا باس؟"

"بس دیکھ لینا۔ تم اسے مار دو گی...... اپنے ہاتھ سے۔"

میریانا کا دل دھڑکنے لگا۔ تو کیا وہ ڈھپ کو پکڑ لینے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو اس کی ساری محنت ضائع ہو گئی۔ وہ اسی کے بچاؤ کے لئے تو بھاگ نکلی تھی۔ خیر دیکھا جائے گا۔ اس نے فرائنگ پین چولہے سے اٹھا کر رکھ دیا۔ اور ایڈلاوا کے پیچھے پیچھے چل پڑی تھی۔ ایڈلاوا صدر دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"بب...... باس۔ ادھر ایک خوفناک اژدہا اور ایک عفریت نما بلی بھی ہے۔" میریانا خوفزدہ آواز میں بولی۔

"اوہ...... وہ...... وہ چوکیدار ہیں میرے۔ میریانا کا باس عام آدمیوں سے بہت مختلف ہے وہ آدمیوں سے زیادہ جانوروں پر اعتماد کرتا ہے۔ لیکن اب تم انہیں بھی اپنا غلام پاؤ گی۔"

"باس عظیم ہے۔" میریانا نے ایڈلاوا کا پسندیدہ جملہ دہرایا۔

"آؤ۔" اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ ایڈلاوا نے اب یہ حصہ روشن کر رکھا تھا۔ میریانا نے دیکھا کہ وہ کوئی چھوٹی سی عمارت نہیں تھی بلکہ اس رہائشی حصے سے ملحق ایک بڑی عمارت پچھواڑے بھی موجود تھی۔ لیکن رہائشی حصے کے اندر سے اس تک کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ دیوار سے لگے چلتے رہے اور پھر اس عمارت کے صدر دروازے سے اندر داخل ہوئے اس حصے میں بھی دیواروں سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔

"باس! یہ ایک دور افتادہ اور ویران مقام ہے یہاں یہ روشنی کیسی؟" میریانا نے پوچھا۔

"نیچے تہہ خانے میں ایسا برقی نظام موجود ہے۔ جو دو سو مربع میل کے رقبے کو بآسانی منور کر سکتا ہے۔ یہ ایڈلاوا کی سائنسی تجربہ گاہ ہے۔ یہاں ایڈلاوا اپنے اجداد کا انتقام لینے کے لئے نت نئی تدبیریں کیا کرتا ہے۔"

"میں نہیں سمجھی باس!"

"بس ذرا دیر اور سب کچھ سمجھ میں آ جائے گا۔" ایڈلاوا نے کہا۔ پھر وہ ایک دروازے سے اس کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ جہاں الفرزوے لوہے کی عجیب وضع والی کرسی میں جکڑا ہوا بے بس بیٹھا تھا۔ میریانا پر نظر پڑتے ہی جسمانی تکلیف کے باوجود بھی پر مسرت لہجے میں چیخا تھا۔ "ژولی...... جان سے پیاری" پھر ایڈلاوا کو دیکھ کر ہکلایا تھا۔ "یہ...... یہ کون ہے۔"

"مونٹے ژوما۔" ایڈلاوا پر وقار لہجے میں بولا۔ "اور تم آج کی رات فرانسسکو پزارو"

"بب...... باس۔" الفرزوے نے حیرت سے کہا۔ "یہ...... تم ہو......" اس نے اسے پہچان لیا کیونکہ وہ اس کی یہی آواز سنتا چلا آیا تھا۔

"ہاں۔ میں ہی ہوں۔ فرانسسکو پزارو۔ میں ان دنوں تمہاری پیشانی پر گمراہی پڑھتا رہا ہوں۔ آج وہی تاریخ ہے۔ فرانسسکو پزارو جب تمہاری فوج نے میری مملکت پر چڑھائی کر دی۔"

"اس میں میرا کیا قصور ہے باس۔ پزارو مجھ سے سینکڑوں سال قبل پیدا ہوا تھا۔"

"وہ برابر نئے نئے جنم لیتا رہا ہے اور میں بھی اس سے پیچھے نہیں رہا۔ کیا نہیں وہ

رات یاد نہیں جب تمہارے سپاہیوں نے میرے گھرانے کی تیس عورتوں کو زبردستی تباہی کے غار میں دھکیل دیا تھا۔ میرے آدمی جو پہلے ہی سے چیچک کی وبا میں مبتلا تھے۔ بے موت مر گئے تھے۔ تم سفید فام سوروں نے ان پر جہنم کا دہانہ کھول دیا تھا۔ سنو! آج کی رات میرے غسل کی رات کہلاتی ہے۔ میں اس رات کو ایک اسپینی کے خون سے غسل کرتا ہوں۔ اس بار میں نے تمہیں منتخب کیا ہے۔ میں تمہارے خون سے غسل کروں گا۔ پھر تمہارے مردہ جسم کو میرے چوکیدار تین چار دن تک کھاتے رہیں گے۔"

"مم..... میرا قصور باس؟ میں تو ہر حال میں وفادار رہا ہوں۔"

"تو اگر میرا وفادار ہوتا تو میری عورت کی اس طرح توہین نہ کرتا۔ تو نے میریانا کے سلسلے میں مجھے جھوٹی کہانی سنائی تھی۔ وہ تو اس نے بروقت جان پر کھیل جانے کا فیصلہ کر لیا۔ ورنہ تم سب میرے ہی ہاتھوں اسی اسٹیمر سمیت غرق ہو جاتے۔"

"وہ جھوٹی ہے۔"

"میں جھوٹی ہوں؟" میریانا مٹھیاں بھینچ کر چیخی تھی۔

"تت..... تت..... تم۔"

"ہاں..... میں میریانا ہوں۔"

ایڈ لاوا نے قہقہہ لگایا۔ اور بولا۔ "جس پر تم مرتے ہو وہ ایچیٹو کی عورت ہے۔"

"نن... نہیں۔" الفرڈزے کرسی کی گرفت سے آزاد ہو جانے کے لئے زور لگانے لگا۔

"تو میرے لئے سانپ پالتا رہا ہے..... خیر..... میریانا وہ ٹیوب دیکھ رہی ہو جس کے سرے پر ایک لمبی سی سوئی فٹ ہے اسے اس کی نبض والی رگ میں اتار دو۔ تاکہ میرا باتھ ٹب بھر جائے۔ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ الفرڈزے تمہارے

ہی ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے گا۔"

"مجھے یاد ہے باس!" میریانا نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ ٹیوب اٹھایا اور الفرڈزے کی نبض ٹٹولنے لگی۔

"نن۔ نہیں!" وہ بے بسی سے ہکلایا۔ اس کے پیر بھی آزاد نہ تھے۔ ٹھیک اسی وقت وہ دروازہ کھلا جس کے بند ہونے پر الفرڈزے کو کرسی نے جکڑ لیا تھا۔ اس کا کھلنا تھا کہ کرسی پھر اپنی اصلی حالت میں آ گئی اور الفرڈزے کی ٹھوکر نے میریانا کو دور اچھال دیا۔

"اب آؤ سور کے بچے ایڈلاوا۔" وہ دہاڑتا ہوا ایڈلاوا کی طرف بڑھا تھا۔

"ایڈ لاوا نے قہقہہ لگایا اور بولا "یہ حسرت بھی نکال لے گوشت کے پہاڑ.....!"

وہ دونوں آپس میں گتھ کر رہ گئے تھے۔ میریانا کے پیٹ پر الفرڈزے کی لات پڑی تھی۔ اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے دم نکل جائے گا۔ وہ اپنے ذہن سے لڑ رہی تھی کہ بے ہوش نہ ہو پائے۔ دفعتہً کسی نے میریانا کی بغلوں میں ہاتھ دے کر کمرے سے باہر گھسیٹ لیا تھا وہ دروازے کے قریب ہی گری تھی۔ اب بھی ہوش ہی میں تھی۔ اجنبی اسے دوسرے کمرے میں اٹھا لایا۔ وہ اطالوی ہی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن لباس سے کوئی کمتر درجے کا آدمی لگتا تھا۔

"مم..... میں.... مرمر..... رہی ہوں۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم چپ چاپ لیٹی رہو۔" اس نے کہا اور اسے فرش ہی پر لٹا دیا تھا۔ میریانا کو ایسا لگ رہا تھا جیسے پیٹ کے اندر کچھ پھٹ گیا ہو۔ ایسی شدید تکلیف تھی کہ ذہن کو ماؤف کئے دے رہی تھی۔

"مگر تم یہاں کیوں چلی آئی تھیں۔"

"تت ..... تم کون ہو؟"

"کیا تمہیں ڈمالینی کا انجام یاد نہیں رہا تھا۔ یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا سوجھی تھی؟"

"ڈھمپ...!" وہ ہاتھ پھیلا کر سسکیاں لینے لگی۔ "تیرے لئے ..... میرے محبوب تیرے تحفظ کے لئے ..... تو نے دیکھا میری جان۔ وہ کیسا آدمی ہے۔ میرے قریب آجا۔ میں مر رہی ہوں۔" اور پھر اس کے منہ سے جیتا جیتا خون ابل پڑا تھا۔ "یہ دیکھ! پہاڑ کی لات پڑی تھی میرے سینے پر۔"

عمران بوکھلا کر جھک پڑا۔ اور آستین سے اس کا منہ صاف کرنے لگا۔

"بس ..... یہیں بیٹھا ..... رہ ..... میرے سب کچھ اور میں تجھے دیکھتے دیکھتے مر جاؤں ....."

اس دوران میں دوسرے کمرے سے دھینگا مشتی کی آوازیں آتی رہی تھیں۔ پھر یک بیک ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی بہت بڑا جانور ذبح کیا جا رہا ہو۔

"سنو!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "شاید اس نے الفرونزے کو ذبح کر دیا۔ اب اس کے خون میں غسل کرے گا۔ اوہ ..... بھاگو ..... ڈھمپ۔ بھاگ جاؤ میری جان تم اسے شکست نہ دے سکو گے۔ اس کے اندر کوئی خبیث روح سمائی ہوئی ہے اس نے اژدہا اور ...... دیوئی بلی پال رکھی ہے۔"

"دونوں کو ختم کر چکا ہوں۔ تم فکر نہ کرو اور انہیں بھی جہنم میں جانے دو۔ میں تمہارے لئے کیا کروں۔ بہت اچھی لیکن بے وقوف لڑکی۔"

"میں اچھی لڑکی ہوں ڈھمپ؟"

"لاکھوں سے بہتر۔ تم میں برائی کے خلاف جنگ کرنے کی صلاحیت ہے۔ تم بہت اچھی لڑکی ہو۔"

"اپنی پیشانی میرے ہونٹوں پر رکھ دو ڈھمپ۔ آخری خواہش۔"

عمران جھکا تھا اور وہ اس کی پیشانی چوم کر بولی تھی۔ "اب میں سکون سے مر سکوں گی۔ ایک آدمی تو اس بھری پڑی دنیا میں ایسا ہے جو مجھے اچھی لڑکی کہہ رہا ہے۔ اب میں سکون سے مر سکوں گی۔"

دفعتہً ایڈلاوا کی دہاڑ سنائی دی۔ "میریانا! تم کہاں ہو؟ دیکھو میں نے غسل کر لیا۔ مونٹے زوما امر ہے۔ فرانسسکو پزارو۔ مردہ باد۔" اور پھر وہ خون میں نہایا ہوا اسی کمرے میں گھس آیا۔ اس کے ہاتھ میں بڑا سا چمکدار خنجر تھا۔ "تو کون ہے .....؟" وہ عمران کو دیکھ کر دہاڑا۔

"تیری موت!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

اور اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھورے جا رہے تھے .....!

"ایجنٹو؟" ایڈلاوا کسی درندے کی طرح غرایا۔

"نہیں اس کا ایک ادنیٰ خادم۔ وہ اپنے ہاتھ سے کسی کو بھی نہیں مارتا۔"

"اچھا تو ..... تو بھی جا۔" ایڈلاوا نے عمران پر چھلانگ لگائی تھی۔ عمران پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ خلاف توقع ایڈلاوا جھونک میں آگے نکل جانے کی بجائے اسی جگہ سے اس کی طرف مڑ گیا پھر متعدد ہی نے عمران کو خنجر کے وار سے بچایا تھا۔ سنگ ہی سے سیکھا ہوا ایک پینترہ کام آگیا۔ دشواری یہ تھی کہ ایڈلاوا خون میں بھیگا ہوا تھا۔ اس لئے جب تک خنجر اس کے ہاتھ سے نہ نکل جاتا وہ لپٹ پڑنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا اور خود اس کے کمرے سے بھی نکل جانا چاہتا تھا۔ کیونکہ میریانا شائد بے ہوش ہو گئی تھی۔ کہیں اس دھینگا مشتی میں کچلی ہی نہ جائے۔ اور پھر اسے کمرے سے نکل جانے کا موقع مل گیا تھا۔ لیکن لوہے کی وہ

بڑی سلاخ اسے نہیں دکھائی دی تھی۔ جو راہداری میں پڑی ہوئی تھی۔ اس پر پیر پڑتے ہی رپٹ گیا تھا۔ نہ سنبھل سکا۔ منہ کے بل فرش پر جانا پڑا۔ ساتھ ہی اس پر ایڈلاوا نے چھلانگ لگائی تھی لیکن وہ گرتے گرتے بھی نہیں بھولا تھا کہ ایڈلاوا اس کے پیچھے ہے۔ اس پر ٹوٹ ہی پڑے گا۔ اس لئے گرتے ہی کچھ اور آگے اپنی کوشش سے سرک گیا تھا۔ اندازے کی غلطی کی بنا پر ایڈلاوا بھی گرا تھا۔ اور عمران نے لیٹے ہی لیٹے دونوں

ٹانگیں جوڑ کر بھرپور لات اس کی کھوپڑی پر رسید کی تھی۔ ایڈلاوا کے حلق سے کریہہ سی آواز نکلی اور قبل اس کے کہ وہ پھر اٹھتا۔ عمران نے اس کے اوپر سے دوسری طرف چھلانگ لگائی۔ پھر ایڈلاوا کے پوری طرح سنبھلنے سے پہلے ہی اس نے لوہے کی اس موٹی سی سلاخ پر قبضہ کر لیا تھا۔ جس سے رپٹ کر گرا تھا۔ سلاخ گھومی اور ایڈلاوا کے اس ہاتھ پر پڑی جس میں خنجر دبا ہوا تھا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ سلاخ کا دوسرا وار ایڈلاوا کے سر پر ہوا تھا۔ پھر عمران اسے سنبھلنے کا موقع کہاں دینے والا تھا۔ سلاخ سر پر تڑاتڑ پڑتی رہی اور ایڈلاوا چنگھاڑتا رہا۔ دہاڑتا رہا۔ قلابازیاں کھا کھا کر خود کو بچانے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن عمران کے ہاتھ گویا کسی مشینی عمل کے تحت یکساں رفتار سے چل رہے تھے۔ پھر ذرا ہی سی دیر میں سر کی جگہ کچومر نظر آنے لگا۔ ایڈلاوا ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ وہ سلاخ پھینک کر میریانا والے کمرے کی طرف دوڑا تھا۔ لیکن اسے اس کمرے کے سامنے ٹھٹھک جانا پڑا۔ جہاں الفرڈ کے کا سر الگ پڑا ہوا تھا اور دھڑ الگ۔ اس نے سر کو جنبش دی اور اس کمرے میں گھس پڑا جہاں میریانا فرش پر پڑی گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔ اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ عمران نے اسے آوازیں دیں لیکن جواب نہ ملا۔ اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور عمارت سے باہر نکل گیا۔ چاروں طرف گہرے اندھیرے اور

سناٹے کی حکمرانی تھی۔ فضا ایسی پرسکون تھی۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ سر پر تاروں بھرا آسمان پہلے ہی کی طرح لاپرواہ نظر آ رہا تھا۔ عمران اسے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے اندازے سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا رہا۔ کتنی بھیانک رات تھی۔ اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اب صبح کبھی نہ ہوگی۔ آدمیت حیوانیت کے تاریک جنگل میں ہمیشہ ٹھوکریں کھاتا پھرے گا کیا خود اس سے حیوانیت سرزد نہیں ہوئی تھی۔ صرف عمل اور رد عمل کا نام زندگی ہے۔ منطقی جواز تو بعد میں تلاش کیا جاتا ہے۔

○

جولیا اور صفدر بے خبر سو رہے تھے۔ جب ان کے زمین دوز اپارٹمنٹ کا دروازہ پیٹا جا رہا تھا۔ جولیا ہی پہلے بیدار ہوئی اور ایک اجنبی کو سامنے کھڑا دیکھ کر پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"کیا تم دونوں کے جعلی کاغذات محفوظ ہیں" عمران اصلی آواز میں بولا۔ وہ ابھی تک میک اپ میں تھا۔

"ہاں.... ہاں... کیوں" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"اسے بھی جلدی سے اٹھاؤ اور نکل چلو۔"

دس منٹ کے اندر ہی اندر وہ روانگی کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ لفٹ کے ذریعے چھت پر پہنچے تھے۔ جولیا خاموشی سے سب کچھ دیکھے جا رہی تھی۔

صفدر بھی چپ ہی تھا۔ وہ عمارت سے باہر آئے اور گیراج سے الفرڈے کی گاڑی نکالی۔ ان دونوں کو اگلی ہی سیٹ پر اپنے برابر بٹھایا تھا اور گاڑی سڑک پر نکل آئی تھی۔ عمران نے صفدر سے کہا "پچھلی سیٹ پر ایک زخمی لڑکی بے ہوش پڑی ہے۔ تم اپنے سفارت خانے کے حوالے سے اسے ہسپتال میں داخل کراؤ گے۔"

"مم.... میری اطالوی...." صفدر ہکلایا۔

"جولیا تمہاری طرف سے گفتگو کرے گی۔ مطلب یہ ہے کہ تم سفارت خانے کے حوالے کی وجہ سے بہت زیادہ پوچھ گچھ سے بچ جاؤ گے۔ کہہ دینا کہ سڑک کے کنارے بے ہوش پڑی ملی تھی۔ کسی بھی سڑک کا نام لے لینا۔ کئی دن یہاں گھومے پھرے ہو۔ میں ہسپتال کے باہر ہی ٹھہروں گا۔"

پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر یہ کام بھی ہو گیا۔ بے ہوش میریانا ہسپتال میں داخل کرا لی گئی تھی۔ واپسی پر جولیا بولی "تو یہ محترمہ بھی تھیں۔"

"کیوں.... کیا تم اسے جانتی ہو؟"

"کیوں نہیں۔ تم سے کٹ کر پھر ایڈلاوا کے پاس آ گئی تھی۔"

"سوال یہ ہے کہ آپ نے کیا کیا؟" صفدر مضطربانہ انداز میں بولا۔ "ہم تو پھنس گئے تھے۔"

"اور اس لئے پھنس گئے تھے کہ قدیم ریڈ انڈین زبان بڑی روانی سے بول سکتے ہیں آپ لوگ۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔؟" جولیا بوکھلا کر بولی۔

"آپ کے چہیتے باس نے اطلاع نہیں دی۔ خود دو دو ہاتھ کرنے پڑتے

ایڈلاوا سے تو پتہ چلتا بخوردار کو۔"

"بات دراصل یہ ہے۔" صفدر بولا۔ "آپ کی صحبت نے ہم سب کو تباہ کر دیا ہے۔"

"نقالی کے لئے بھی عقل چاہیئے۔ ایڈلاوا نسلاً انکازوم کے بادشاہ مونٹےزوما کے سلسلے سے تعلق رکھتا تھا۔"

"رکھتا تھا۔ کا کیا مطلب!" جولیا بولی۔

"اس لئے کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"یعنی.... یعنی.... آپ نے اس کا خاتمہ کر دیا۔"

"مؤرخین سے یہی روایت ہے۔" عمران نے کہا۔ "خیر ان جھگڑوں کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ تمہیں اس نے کس طرح مجھے کال کرنے پر مجبور کیا تھا۔ یہاں میں تمہاری دانش مندی کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکوں گا کہ تم نے وہ کال انگلش میں کی تھی۔"

"کیا کرتا۔ کس طرح آپ کو اطلاع دیتا کہ دھر لئے گئے ہیں۔"

"کال کیا اسی تہہ خانے سے ہوئی تھی۔؟"

"نہیں! وہ ہمیں ایک ویران جگہ پہ لے گیا تھا۔ ہماری آنکھوں پر چمڑے کے تسمے چڑھا دیئے گئے تھے۔ پھر شاید ہم لفٹ کے ذریعے اسی عمارت پہنچے تھے۔ وہاں اٹلی کی فضائیہ کا ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔"

"کیا ایڈلاوا خود لے گیا تھا۔"

"نہیں فضائیہ کا ایک پائیلٹ تھا۔"

"وہ خود.... ایڈلاوا ہی تھا۔ تمہارے ایکسٹو کی ٹکر کا آدمی بے چارہ۔ اس کا طریق کار یہی تھا کہ نام تو ایڈلاوا ہی چل رہا تھا لیکن مختلف لوگ اسے مختلف شکلوں میں دیکھتے تھے۔ میک اپ کا ایسا ماہر آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔

آواز بدلنے پر قدرت رکھتا تھا۔"

"ہاں! تو وہ پائلٹ تمہیں کہاں لے گیا تھا۔؟"

"ایک ویران سی جگہ پر ایک بڑی عمارت میں غالباً وہ اس کی تجربہ گاہ تھی۔ بہرحال پائلٹ وہاں مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا اور میں نے انتہائی کوشش کر ڈالی تھی کہ اس تجربہ گاہ کے بند دروازوں میں سے کسی کو کھول کر نکل بھاگوں مگر کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ پھر ایڈلاوا یاد آیا۔ اور اس نے اپنے ٹرانسمیٹر کے ذریعے ایکسٹو کے لئے کال کرائی تھی۔"

"ٹرانسمیٹر کا سائز کیا رہا ہوگا؟" عمران نے سوال کیا۔

"میرے لئے بالکل نئی چیز تھی۔ سائز کیا بتاؤں۔ کمپیوٹر تو دیکھے ہوں گے آپ نے۔"

"نہیں... بھلا میں نے کہاں دیکھے ہوں گے۔ ٹنڈو والہ یار میں رہتا ہوں نا اور کھیتی باڑی کرتا ہوں۔"

"یہ مطلب نہیں تھا۔ دراصل مجھے ایسا محسوس ہوا تھا۔ جیسے وہ بیک وقت کمپیوٹر بھی ہو اور ٹرانسمیٹر بھی۔"

"اسی لئے اتنا نپا تلا حملہ ہوا تھا مجھ پر۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

عمران نے اسے بتایا کہ کس طرح ٹھیک اسی جگہ ایک ہیلی کاپٹر پہنچا تھا جہاں سے اس کی کال کا جواب دیا تھا۔" اس نے نہ صرف کال کے جواب کی صحیح سمت بتائی ہوگی۔ بلکہ ٹھیک اس جگہ کی نشاندہی بھی کی ہوگی۔ اب مجھے اس معاملے کو مقامی پولیس کے سپرد کرنے سے پہلے ایک بار پھر اس عمارت کا جائزہ لینا پڑے گا....!"

"تو کیا آپ اس عمارت تک پہنچ گئے تھے۔"

"وہیں سے آ رہا ہوں۔ ایڈلاوا نے الفرونزے کو مار ڈالا اور میں نے ایڈلاوا کو۔"

"اوہ...!" صفدر چونک کر بولا۔ "لیکن اب ہم کہاں جا رہے ہیں۔؟"

"الفرونزے کی گاڑی میرے حوالے کر کے چپ چاپ جنیوا کھسک جاؤ...!"

"کہانی سنے بغیر ہرگز پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔" جولیا جھنجھلا کر بولی۔

"اس وقت ایسے لہجے میں گفتگو مت کرو۔ ورنہ مجھ پر خون سوار ہے ہی۔ ابھی جی نہیں بھرا۔ !"

"باتوں میں نہ اڑاؤ۔" جولیا غصے سے بولی۔

"تو پھر آپ ایسا کیوں نہ کریں۔" صفدر بولا۔ "ہمیں ریلوے اسٹیشن پر چھوڑ دیں۔ صبح والی گاڑی سے نکل جائیں ___ صبح بھی ہونے ہی والی ہے۔"

* * *

جنیوا میں وہ سب اسی عمارت میں مقیم تھے جہاں کرنل موگمبی اور زلیخا موگمبی عمران کی قید میں رہے تھے۔ جمیسن تو دوسرے ہی دن پہنچا تھا۔ اور جوزف تیسرے دن۔ لیکن عمران کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ ان چاروں نے اپنی اپنی کہانیاں سنائیں اور پھر کہانیوں کو آپس میں مربوط کر کے قیاس آرائیوں کے سہارے داستان مکمل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن جب بات کسی طرح ذہنی تو جوزف کے علاوہ اور سبھوں نے عمران پر جھلانا شروع کر دیا تھا۔

اسی دن اچانک ان چاروں کو اس عمارت سے بھی نکلنا پڑا۔ عمارت کے مکین نے ان کے لئے ایک تیز رفتار مائیکرو بس مہیا کی تھی اور وہ اپنے سامان سمیت اس پر سوار کرا دیئے گئے اور اب وہ اپنی اصلی شکلوں میں تھے۔ ہر قسم کا میک اپ ختم کر دیا گیا تھا اور صاحب خانہ نے ان کے ہر قسم کے جعلی کاغذات آتش دان میں ڈال دیئے تھے۔ مائیکرو بس ان چاروں کو لیگوریا ریجن کی سب سے خوب صورت جگہ پورٹو فینو لے جا رہی تھی۔ اس بس میں ڈرائیور کے علاوہ اور کوئی پانچواں آدمی نہیں تھا۔ جولیا خصوصیت سے جیمسن کو ساتھ لے کر پچھلی سیٹ پر چلی گئی تھی۔ اور اس سے میریانا کے بارے میں پوچھ گچھ کرتی رہی تھی۔

لیکن جیمسن نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ بلکہ ایک طرح سے اسے چڑھاتا اور جلاتا رہا تھا۔ پورٹو فینو میں مائیکرو بس اسی ہوسٹل کے سامنے رکی تھی۔ جہاں انہیں قیام کرنا تھا اور عمران انہیں وہاں پہلے سے موجود ملا تھا۔ جیمسن نے چھوٹتے ہی میریانا کی خیریت دریافت کی تھی اور سمجھا تھا کہ عمران اس کے بارے میں کچھ برے کلمات کہے گا کیونکہ اس کی دانست میں تو وہ وٹالینی ہی کی طرح فرار ہوئی تھی۔

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ انتہائی کوششوں کے باوجود اس کی جان نہ بچائی جا سکی۔ میں زیادہ تر اس کے قریب ہی رہا تھا۔ اسی لئے اتنی دیر ہوئی ورنہ کبھی کے روانہ ہو چکے ہوتے۔"

"کمال ہے کہ آپ کو اس دھوکے باز کی اتنی پرواہ ہوئی۔"

"تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "پھر کبھی بتاؤں گا۔" اور اپنے کمرے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ "صفدر کو بھیج دینا۔"

تھوڑی دیر بعد صفدر اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اور اسے اپنی

مربوط کی ہوئی کہانی سنانے بیٹھ گیا۔ عمران سر ہلاتا رہا تھا۔ کہیں کہیں ٹوک کر اس کی اصلاح کرتا لیکن یہ کہانی قدیم انکا زبان والے مرحلے سے آگے نہ بڑھ سکی اور عمران اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "اصل کامیابی اس وقت سے شروع ہوئی تھی۔ جب میں نے الفروزے پر ہاتھ صاف کیا تھا۔" اس نے الفروزے سے ٹکراؤ کا واقعہ بتاتے ہوئے کہا۔ "اس بُری طرح رگیدا تھا۔ ژولی ژودگراں پھر کر ایڈلاوا کا دشمن بن گیا تھا۔ اور تم دونوں اسی عمارت کے تہ خانوں میں رکھے گئے تھے۔ بہرحال جب میں نے اسے پٹخنی دی تھی تو بے ساختہ اس کی زبان سے احمق یونانی طالب علم کا حوالہ سرزد ہوا تھا۔ اور اس نے ایکسٹو سے معاونت کا وعدہ کر لیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ژولی کو خود ایڈلاوا ہڑپ کر گیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ خود الفروزے معمولی شبہے میں مبتلا تھا کہ عمارت کے نیچے تہ خانے بھی ہیں۔ لیکن راستہ تلاش کرنے میں ناکام رہا تھا۔ بہرحال میں اسی کے ایک ملازم کے میک اپ میں عمارت میں داخل ہوا اور تہ خانے کی لفٹ چھت پر دریافت کر لی۔ ایک لفٹ نچلی منزل کی ایک راہداری میں بھی تھی۔ شاید جسے میں نہ تلاش کر سکا۔ اور نہ اسے آپریٹ کرنے کے طریقے ہی سے آگاہ ہو سکا۔ چھت پر ہیلی پیڈ نہ ہوتا تو شاید اس میں بھی ناکامی ہوتی کیونکہ ایڈلاوا کے حکم کے مطابق اسے صرف نچلی منزل تک محدود رہنا تھا۔ ہاں تو ایڈلاوا فضائیہ کے پائلٹ ہی کے روپ میں چھت پر پہنچا تھا۔ اور تہ خانے میں اتر کر لباس تبدیل کر لینے کے بعد تم لوگوں کے سامنے آتا رہا ہوگا۔ بہرحال اس رات جب وہ الفروزے کو اپنے ساتھ کہیں لے جانے کے لئے آیا تھا تو میں ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں چھپ گیا تھا۔ اس طرح اس عمارت تک پہنچ سکا۔"

وہ تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا تھا۔ پھر اس عمارت میں جو کچھ پیش آیا تھا دہرانے لگا

صفدر کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ پھر خاموش ہو گیا۔ صفدر نے اسے کبھی ایسے موڈ میں نہیں دیکھا تھا۔ اس قدر بجھے ہوئے عمران کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

شاید عمران نے اس کے چہرے سے اس کے خیالات پڑھ لئے تھے۔ طویل سانس لے کر بولا: "دراصل میں ہی نادانستگی میں پیریانا کی موت کا سبب بن گیا تھا مجھے علم نہیں تھا۔ اس کرسی کی آٹومیٹک گرفت کے کھلنے اور بند ہونے کا انحصار اسی کمرے کے اسی دروازے کے کھلنے اور بند ہونے پر تھا۔ جیسے ہی میں نے ہینڈل کو گھما کر دروازے کو دھکا دیا البفرڈزے آزاد ہو گیا۔ پھر وہ ایک پہاڑ کی لات تھی۔ جو پیریانا کے پیٹ پر پڑی تھی۔ اور یہ بھی سن لو۔۔ کہ ایڈلاوا کو میں مار کر بھی خوش نہیں ہوں۔ وہ بھی مظلوم تھا۔ صدیوں پرانے دکھ میں مبتلا تھا۔ ان سفید درندوں نے امریکہ کے دونوں براعظموں میں قیامت برپا کر دی تھی۔ وہ جو صدیوں پہلے بھی مہذب ہونے کے دعوے دار تھے بھوکے کتوں کی طرح سادہ لوح مقامی آدمیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ خصوصیت سے اسپینی، فرانسیسی اور انگریز ان میں پیش پیش تھے۔ ٹھہرو۔ میں تمہیں ایڈلاوا کی ڈائری کے کچھ منتخب حصے سناتا ہوں۔ وہ دراصل ایک بہت بڑا فنڈ اکٹھا کرنے کے لئے اتنا عظیم الشان اور مختلف النوع گھنٹراگوں کا مجموعہ پھیلا بیٹھا تھا۔ وہ ذاتی طور پر اتنے ایٹم بم بنانا چاہتا تھا۔ جن سے پورے اسپین کو کھنڈر بنا سکتا۔" اس نے خاموش ہو کر اپنے بریف کیس سے ایک ڈائری نکالی اور اس کی تحریر کا اردو ترجمہ صفدر کو سناتا رہا..... "سفید فام نسلوں کا وجود ہی دنیا میں بدامنی کا باعث ہے۔ ان کے امن کے جھوٹے پراپیگنڈے کا شکار ہو جانے کی بجائے ساری دنیا کی رنگ دار اقوام کو ان کے خلاف متحد ہو جانا چاہیئے۔

ان کے سفید سینوں میں اتنے تاریک دل ہوتے ہیں کہ ان کی آنکھیں انسانیت کی روشنی سے محروم ہو گئی ہیں اب انہوں نے اپنی بقا کے لئے دو کیمپ بنا لئے ہیں۔ دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ یعنی رنگدار اقوام کا استحصال۔ بظاہر دونوں متضاد نظریات کے حامل اور ایک دوسرے کے جانی دشمن بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ محض فریب نظر ہے۔ عالمی بھائی چارے کی بات بھی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن ریڈ انڈین لوگوں کو اپنے برابر حقوق دینے پر تیار نہیں۔ میں جس تیسرے کیمپ کا خواب دیکھ رہا ہوں وہ صرف رنگ دار اقوام پر مشتمل ہوگا۔ میں لاطینی امریکہ میں بھی سفید فام نسلوں کی حمایت نہیں کر سکتا۔ انہیں ہماری سرزمین سے نکلنا ہوگا۔ خواہ انہوں نے کتنی ہی صدیاں وہاں کیوں نہ گذاری ہوں۔ میں ایڈلاوا۔ صرف اسی لئے زندہ ہوں۔ میری مہم کا آغاز اسپین میں ہوگا۔ میں پہلے اسے کھنڈر کر دوں گا۔ پھر۔ پھر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوگا۔ مرتے دم تک میری یہ جدوجہد جاری رہے گی۔۔ میں مروں گا تو دوسرا ایڈلاوا میری جگہ سنبھال لے گا۔" عمران ڈائری بند کر کے صفدر کی طرف دیکھنے لگا جیسے پوچھ رہا کیا خیال ہے؟ صفدر کچھ نہ بولا اس کی پیشانی پر سوچ کی گہری لکیریں نمایاں ہو گئی تھیں۔ تھوڑی دیر عمران بولا تھا "اس نے مختلف کاموں کے لئے مختلف شعبے قائم کر رکھے تھے۔ بین الاقوامی سراغرسانی اور رازوں کی چوری کے شعبے کا سربراہ کرنل بورشیہ تھا۔"

"اور وہ رنگدار اقوام کا ہمدرد تھا۔" صفدر زہریلے لہجے میں بولا۔ "کیا ہم سفید فام ہیں۔۔"

"کسی نہ کسی سفید فام کیمپ کا طفیلی ہونے کا شبہ ہم پر ضرور کیا جا سکتا ہے خواہ ہماری خارجہ پالیسی کچھ ہی کیوں نہ ہو۔"

”اگر وہ اسپینیوں سے اتنا ہی متنفر تھا تو الفرڈ رے کو دست راست کیوں بنایا تھا۔“

”اپنی تسکین کے لئے کہ ایک دیو پیکر اسپینی اس کے تلوے چاٹتا رہتا ہے مجھے اس کے آدمیوں میں زیادہ تر اسپینی ہی نظر آتے ہیں۔“

”کیا وہ بہت طاقت ور تھا؟“

”یقین کرو۔ قوت میں مجھ سے کم از کم دس گنا ضرور رہا ہوگا۔ اگر مجھے لوہے کی سلاخ اتفاقاً نہ مل گئی ہوتی تو شاید تم بھی میری لاش کو شناخت نہ کر سکتے۔ محض چلت پھرت کی وجہ سے بچ گیا۔ اب سوچتا ہوں تو خود مجھے یقین نہیں آتا کہ ایڈلاما میرے ہی ہاتھوں مارا گیا ہے۔“

”اور آپ تنہا رسک لینے کی عادت ترک نہیں کریں گے۔“

”سب چلتا ہے۔ اللہ کی طرف سے مدد ہو ہی جاتی ہے جب تک وہ مہربان ہے۔ پہاڑوں سے ٹکراتا ہی رہوں گا۔“

ختم شد

عمران سیریز

1 - خوفناک عمارت
2 - چٹانوں میں فائر
3 - پراسرار چیخیں
4 - بھیانک آدمی
5 - جہنم کی رقاصہ
6 - نیلے پرندے
7 - سانپوں کے شکاری
8 - رات کا شہزادہ
9 - دھوئیں کی تحریر
10 - لڑکیوں کا جزیرہ
11 - پتھر کا خون
12 - لاشوں کا بازار
13 - قبر اور خنجر
14 - آہنی دروازہ
15 - کالے چراغ
16 - خون کے پیاسے
17 - الفانسے
18 - درندوں کی بستی
19 - گمشدہ شہزادی
20 - حماقت کا جال
21 - شفق کے پجاری
22 - قاصد کی تلاش
23 - رائی کا پربت
24 - پاگل کتے
25 - پیاسا سمندر
26 - کالی تصویر
27 - سوالیہ نشان
28 - خطرناک لاشیں
29 - گیند کی تباہ کاری
30 - چار لکیریں
31 - چالیس ایک باون
32 - آتشدان کا بت
33 - جڑوں کی تلاش
34 - عمران کا اغوا
35 - جزیروں کی روح
36 - چیختی روحیں
37 - خطرناک جواری
38 - ظلمات کا دیوتا
39 - ہیروں کا فریب
40 - دلچسپ حادثہ
41 - بے آواز سیارہ
42 - ڈیڑھ متوالے
43 - بلی چیختی ہے
44 - لوبولی لا
45 - سہ رنگا شعلہ
46 - آتشی بادل
47 - گیت اور خون
48 - دوسری آنکھ